صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۳	۶	بن جبل	بن جبل
۳۰۴	۷	بن جبل	بن جیل
۳۰۷	۱۱	سرد	سپرد
۳۱۲	۲۰	سلیم	تسلیم
۳۱۳	۲۴	ہو	ہوا
۳۱۵	۸	وابر می	والادمی
۳۱۷	۲	لاعنوہن	لایمین
۳۲۰	۲	ولما لکیون	والمالکیون
〃	۱۲	ربعة افترقت	افترقت
۳۲۵	۲۳	من الادب	من الاداب
۳۲۷	۲۱	فی اسلم	فی السّلم
۳۳۹	۲۲	والیل الادامس	والیل الدامس
۳۴۱	۱۵	ان تحتکم	ان تمسکم
۳۴۱	۱۶	کتاب اللہ	کتاب اللہ
۳۴۲	۱۹	قلمبند بند	قلمبند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۳	منافق	منافق نے
〃	۲۵	وہی	وحی
۳۲۹	۱۳	خود آرائی	خودرائی
۳۳۲	۱۵	انّ للّٰہِ	انا للّٰہِ
〃	۱۶	لتکن	والتکن
〃	۱۷	ولئك	واؤلئك
۳۳۳	۸	حالک	حائک
〃	۲۴	منوالا	متوالہ
۳۳۶	۲۳	بیٹھتے	بیٹھے
۳۳۷	۹	رہے	رہیگا
۳۴۴	۲۲	نے	+
۲۵۵			
۲۵۷	۴	یظہرہ	یظھرہ
۳۶۲	۷	ھم المخسرون	ھم الخسرون
۳۶۸	۱۰	زحمت	رحمت
۳۶۸	۱۳	شیطنیت	شیطنت
۳۷۱	۵	یر	پر
〃	۸	فرمایا لینا	فرما لینا
۳۷۲	۱۲	موجد	موّحد
۳۷۳	۲۰	نسبیتی	بسنتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۲	۱۳	اسلام علیکم	السّلام علیکم	۲۷۱	۱	بیہود	بیہودہ
۱۸۳	۲	توئی تاہی	توئی ناہی	"	۲۱	ہو	ہوا
"	۸	برو بودو	برد یود و دُ	"	۲۲	جالوں	جانون
۱۸۶	۱۳	ڈالتے	ڈالئے	۲۷۲	۱۳	البقطرن	القرآن
۲۰۳	۲۱	تناسل	تناسُل	"	۱۷	وضہ	روضہ
۲۰۴	۹	حرات	حرارت	"	۱۸	موزن	موذن
۲۱۰	۵	الاّ ہٰذا	علیٰ ہٰذا	۲۷۳	۱۲	تنزل	تنزیل
۲۳۵	۱۶	سہور	سمور	۲۷۴	۱۶	ان اولیاءؒ	ان اولیاء ہ
۲۴۴	۹	مفسدا	مفسدہ	۲۷۷	۲	زیور	زبور
۲۴۶	۴	نس	نص	"	۱۷	والبتوا	والتبعوا
۲۴۸	۱۶	اصوص	نصوص	۲۷۸	۱۸	تابعین میں	تابعین ہین
۲۴۹	۲۰	افصل	افضل	۲۸۳	۲۰	پروانہ	پروا
۲۵۲	۲۳	سقیح	سقیم	۲۸۴	۸	شقاون	سقاون
۲۶۱	۱۷	لمسائل	المسائل	۲۸۷	۵	اذراعی	اوزاعی
۲۶۲	۱۸	حدیثا	حدیثاً	۲۹۲	۲۳	ساہلات	مساہلات
"	۲۴	شناقی	شافعی	۲۹۳	۱۳	اشہاد	اشباہ
۲۶۳	۷	فتح التقدیر	فتح القدیر	۲۹۷	۱	غلاف وعقل	خلاف عقل
۲۶۷	۲۲	ہوا	ہو	۲۹۸	۱۴	بجاغیرت	عماغیرت
"	۲۳	کسی	کس	"	۱۵	اتہا	التار
۲۶۹	۹	ماخوز	ماخوذ	"	۲۰	کہو	نہ کہو
"	"	زہی	ذہبی	۳۰۰	۵	قصا	قصار
۲۷۰	۱۸	دراہت	درایت	۳۰۱		رسور	سور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥٩	١٤	استفراغ	استغراق	١١٧	١٤	یوم اکملت لکم	الیوم اکملت
٦٠	٢	رودمدح	رودوقدح	١١٨	١٣	باکرہ	باکرہ کو
〃	٤	اعلانیہ	علانیہ	١١٩	٢٤	ذوالجلال	ذو الجلال
٦١	٢١	ہدیثیوں	حدیثیوں	١٢٠	٣	ہوئے ہوں	ہوے ہوں گے
٦٣	٣	تھا	×				
٦٥	١١	ایک	تک	١٢١	١٥	فاالتبعونی	فاتبعونی
〃	٢٣	یہہ	×	١٢٣	١٥	حو	جو
٦٦	٧	آب	آیات	١٢٥	٥	بھی	یہی
٦٧	٧	بدالت	دولت	١٣٠	١٤	وہی	وہیی
〃	٢٣	آب	اب	١٤١	٢٠	المطہرجلی	المظہرجلی
٦٨	١٧	مغلصاً	ملخصاً	١٤٢	٣	استداد	اشتداد
٦٩	١٣	نگیت	نکہت	١٥٩	١	مقصد	×
٧٣	٢	گاڈآف ورڈ	ورڈآف گاڈ	١٦١	٦	جب	جیسا
〃	〃	گارڈآف ورک	ورک آف گاڈ	١٦٧	٨	یہہ	ینہہ
〃	١٦	تناسل	تناسُل	١٧٠	٩	چلتے	چلنے
〃	〃	قسم کے درخت	قسم قسم کو درخت	〃	١٩	جھونٹا	چھوٹا
٩٦	٦	صحت	صحت	〃	٢١	الصیاط	انضباط
١٠٠	١١	ایک بارگی	یک بارگی	١٧٤	٢٠	مصمت	معصیت
١٠٣	٩	علی الطاق	علی الاطلاق	١٧٦	١٥	ایا	ابا
١٠٥	٢١	صحت	صحت	١٧٨	٥	متوسط	بتوسط
١١٢	٩	اقتضائے	بہ اقتضار	١٧٩	٩	چار	جار
		فطرت	فطرت	١٨١	١٤	بیاں	جہاں

نوٹ۔ ملاحظہ سے پہلے غلطیون مندرجہ نقشہ کی صحت سے وقّت رفع ہوگی۔

غلط نامہ المہدی معہ تصحیح بطور نمونہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	رطب ویابص	رطب ویابس	۳۰	۴	پلی	پکّی
۶	۱۵	زہن نشین	ذہن نشین	۳۱	۱۷	امیرنے	امیر
۹	۶	جل جلا	جل جلالہٗ	۳۲	۲۲	ہوا	ہو
۱۶	۳	وہ تبر ہیہ کا	وہ تیرتہ تھا	۳۳	۱۱	تام	امام
۱۷	۱۸	حرب سوس	حرب بسوس	۳۴	۱۱	فیق	رفیق
؍؍	۲۴	اصمی	اصمعی	۳۵	۲۰	فریاداسی	فریادرسی
۱۹	۱۰	یہہ اتفاق کیساتہہ	یہ اتفاق نفاق کیساتھ	۳۷	۱۱	حضرات	حضرت
۲۳	۱۰	ازدہام	ازدحام	۳۸	۱	زمانہ تھا	زمانہ نہ تھا
؍؍	۲۴	پہلارے	پہیلادیئے	۳۹	۱۱	تشرلائے	تشریف لائے
۲۵	۱۹	این مابعین	ابن سابعین	۳۹	۱۳	نکاہ	نکاح
؍؍	۲۳	جبیب اللہ	جبیب الیسر	۴۲	۸	بہ تیرے	بتدبیرے
۲۶	۱	کین	کی	؍؍	۹	باسعدین	باسعدبن
؍؍	۱۲	•	یہہ	۴۵	۲۱	اسی	اُس
؍؍	۲۲	اعلانیہ	علانیہ	۴۶	۶	بس	پس
۲۷	۱	سواد الوجیہ	سواد الوجہہ	۴۸	۱۰	تاب	باب
۲۷	۹	یزیدون	یزیدیوں	۵۰	۲۲	عنہا	عنہا
۲۸	۸	•	دو	۵۵	۹	مصرف	صرف

سو وہ گروہ اہل حق یہی ہے جو حق پر لڑتا ہے اور سب پر غالب ہے اور حسب پیشین گوئی اپنے رسول صلعم کے قیامت تک غالب ہی رہے گا۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

"ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب"

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاصلین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وخلفاء الراشدین وائمہ طاہرین ومجتہدین ومہدیین رضوان اللہ علیہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۵

تمت بالخیر

یہ سب جانتے ہین کہ جھوٹے مذہب کو کبھی فروغ نہین ہوا اور خدا کیشان
جھوٹے مذہب کی حمایت سے پاک اور منزہ ہے اُس نے جھوٹ کو ہمیشہ مٹایا
ہے اور اُس کے حامیون کو ذلیل اور خستہ کیا ہے "ان الباطل کان زھوقا"
"ولایزید الظلمین الاخسارا"
اگر یہ تقلیدی مذہب خدائی مذہب نہ ہوتا تو وہ کبھی کا غارت ہوگیا ہوتا اُس
کو یہ غیبی امداد ہرگز نہ ملتی جس تقلید کو آج حرام اور بدعت اور شرک پکارا جارہا ہے
اُسی کی مدد ابتدا سے اب تک اللہ میان کر رہے ہین اور اسلام کو اُس کے
تحت مین دے رکھا ہے۔
پھر مفصل آیات بینات مین تبلادیا احادیث سے جتلادیا کہ غالب فرقہ ہی
دین حق پر ہوگا اور اُسی کی ہمیشہ فتح رہے گی جو اُس کے خلاف ہون گے وہی
خسر الدنیا والآخرہ کے سزاوار سمجھے جائین گے ومن یتبع غیر سبیل المومنین
نولہ ماتولی ونصلہ جہنم" جو کوئی مسلمانون کے طریقہ کے خلاف رہے
گا ہم اُسکا رُخ اُسی طرف کر دینگے یعنی وہی اُس مین پڑے گا اور ہم اُسکو دوزخ
مین پہنچائینگے اس آیت کی تفسیر حضور علیہ السلام نے واضح طور سے کر دی
کہ لایجمع امتی علی الضلالۃ -" میری اُمت گمراہی پر اتفاق
نہ کرے گی پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا " اتبعوا السواد الاعظم"
کہ بڑے گروہ کے تابع رہو اور سواد اعظم بجز فرقہ مقلدین کوئی فرقہ نہین ہے
جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے عقید الجید اور حجت اللہ البالغہ مین اسکا اظہار
صاف طور سے کیا ہے پھر حضور علیہ السلام نے اسی پر اکتفا نہین فرمائی بار
بار صاف صاف طرح بطرح کے پیرایون سے تشریح کر دی "عن جابر رضی
اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاتزال
طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیمۃ رواہ مسلم
جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری امت
کا ایک گروہ حق کے اوپر ہمیشہ لڑتا رہے گا اور وہ قیامت تک غالب رہیگا۔

دعویٰ غلط ہے طاعت اللہ رسول کا — جاہل ہی انکی بات کو مانا کرے کوئی
قرآن کو نہ جانین نہ سمجھین حدیث کو — اور اُسپہ اجتہاد کا دعویٰ کرے کوئی
کیونکر نہ اس سے دین کی خرابی ہو پر ملا — نادان جو قال قال پکارا کرے کوئی
تقلید کے خلاف کا مذکور تک نہ تھا — فتنہ اُٹھایہ نجد سے غوغا کرے کوئی
ابن الوہاب نجدی کو تھی مُلک کی ہوس — چکمہ مین اُسکے دین کو بگاڑا کرے کوئی
انجام اُس کا جو ہوا ترکون کے ہاتھ سے — تاریخ اُس کے حال کی دیکھا کرے کوئی
"الفتنۃ اشد من القتل" ہی یہی — بے دین ہی جو دین مین فتنہ کرے کوئی
پڑھکر یہ ترجمون کو بنے مولوی عبث — اور اُسپہ وعظ و درس تماشا کرے کوئی
مطلب شکم پُری سے ہی دین جائے یا رہے — وجہ معاش اسکے سوا کیا کرے کوئی
نسے قابل ملازمت و پیشہ نے فلاح — بیٹھے بٹھائے کوئی تو دھندا کرے کوئی
لاتفسدوا فی الارض ہے قرآن مین حکم رب — مقصد ہی وہ جو فتنے اُٹھایا کرے کوئی
اظہار حق تھا فرض کیا ہمنے آشکار — مومن وہی ہے حق کو جو مانا کرے کوئی

مندرجہ بالا استدلال جو کیا گیا ہے وہ قرآن کے مطابق ہی کہ اللہ جل جلالہ نے بھی غلبہ اور شوکت کو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل قرار دیا ہی چنانچہ فرماتے ہین سنریھم ایاتنا فی الافاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق، کہ یہ مت خیال کرنا کہ صرف زبانی جمع خرچ پر ہی ہم اکتفا کرینگے بلکہ اس دین کی حقیت کا اظہار خود اُنکی ذاتون مین اور آفاق مین ظاہر کرکے رہینگے یعنی بے دینون کو طرح بطرح کی ذلتین اور خدائی مار ہوگی اور اہل حق اُن پر غالب رہینگے یہانتک کہ اونپر اچھی طرح سے کھل جائیگا کہ یہ دین حق ہے اور پھر بعد فتح مکہ و اکثر ممالک عرب یہ ارشاد فرمایا کہ " افلا یرون انا نا تی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغلبون " یہ لوگ یہ نہین دیکھتے کہ ہم ملک کو چارون طرف سے دباتے اور فتح کرتے چلے آتے ہین تو اس صورت مین کیا یہ لوگ غالب ہین۔

اور رسالت سے بھی امامت کو کئی ہاتھ اوپر بڑہا دیا اور مذہب کا نام ہی امامیہ
مذہب قرار دیا ہر ایک مسئلہ مین خواہ اُصولی ہون یا فروعی بدون امام کے وہ لقمہ
تک نہین توڑتے اور دوسرے فریق نے امامت کو بالکل ہی اُڑا دیا اور
ائمہ کی تقلید کو بدعت اور شرک قرار دیا یہی افراط و تفریط ہے۔

اہل سُنت والجماعت نے درمیان کا راستہ اختیار کیا جس سے وہ خیر
الامور اوسطہا کے مصداق ہین اور وہ افراط و تفریط سے محفوظ ہین اور اسلام
جس سے مُراد ہے اُس کے عامل یہی مسلمان ہین اور خدا کی رحمت اور اُسکا
فضل اور روح القدس کی تائید اسکے شامل حال ہے باقی فرقے جو اسکے
سوا ہین وہ نام کے مسلمان ہین۔

یہ نیا فرقہ جسکی بنیاد کا پتھر اس مُلک مین بعد غدر ۱۸۵۷ء مولوی نذیر حسین
صاحب نے رکھا عجب شش و پنج مین گرفتار ہے " لا الیٰ هٰؤلاء ولا الیٰ
هٰؤلاء " کبھی اپنا نام موحد رکھتا ہے کبھی محمدی کبھی اہل حدیث و عامل بالحدیث
و غیر مقلد۔ ہنوز نام کی تجویز مین یہی کلام ہے کیونکہ موحد کے لقب سے رسالت
کا عقیدہ ظاہر نہین ہوتا اور محمدی وہ خطاب ہے جس سے عیسائی مسلمانون
کو مخاطب کرتے ہین اور عامل بالحدیث سے قرآن مجید سے تجاوز ہوتا ہے
حیران ہین کہ کیا لقب اختیار کرین مگر اسلام کی سرکار بھی کیا ہی عالی سرکار ہے
جس کسی نے ذرا بھی انحراف کیا فوراً اُس کو اپنے سے ممتاز کر دکھایا اور جو خطاب
اُن کو دیئے گئے اُنہین سے اُن کی عام شہرت اور شناخت ہوتی ہے چنانچہ
شیعہ جیسے رافضی کے لقب سے پہچانے جاتے ہین ویسے شیعہ کے خطاب
سے نہین ہزارون لاکھون مسلمان اور اُن کے سوا غیر مذاہب والے شیعہ
کے لفظ سے آشنا تک نہین اور یہ لفظ سُنکر اُنکو تردد ہو جاتا ہے یہی حال
اس فرقہ کا ہے کہ جسقدر جلد وہ ہر جگہہ وہابی کے لقب سے پہچانے جاتے
ہین اُن ناموں سے نہین جنکو وہ اپنے لئے خاص کرنا چاہتے ہین۔

یہ شہرت جو تمام دُنیاے اسلام مین ان فرقون کے اس لقب کی ہے

اللہ عنہم اِس مین یہ اشارہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے علاوہ مسائل دریافت کرنیکا منصب اولی الامر کا ہے اُن سے مسلمانون کو ایسی فروعی باتین جن مین اختلاف ہو دریافت کرنی چاہئین اگر یہ کہو کہ وہ اولی الامر صحابہ مجتہدین ہی تہے نہ اُن کے سوا تب بھی کوئی خلش واقع نہین ہوتا کیونکہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ مجتہدین کے مسائل استنباطی کو قلمبند کیا اور انہین کی نظائر پر مسائل دیگر کا استنباط کیا ہے اور انہین کے فیصلے اور اجماع اور قیاس فقہ کی اصل اور مجموعہ ہے اماموں نے بھی اُنہین صحابہ کی تقلید کی ہے جو مجتہد تہے۔

سو اب غور فرمایا لینا چاہئے کہ یہی فرقہ مقلدین جس کو بدعتی آپ سمجھتے ہین پورا پورا تابع خدا و رسول ہے اور آپ خود حضرات شیعہ ہون یا غیر مقلدین فرمان الٰہی کے خلاف جا رہے ہین یہ عندیہ آپ کا کہ ہم تو موافق حدیث کے عمل پیرا ہین اور خالص اسلام رکہتے ہین محض ایک واہمہ اور گمان فاسد ہے اور ایسا خیال شیطان نے سب گمراہ فرقون کے دل مین ڈال رکہا ہے اِسی واسطے خدائے تعالیٰ نے اِس فرمان واجب الاذعان کے بعد جسکا اوپر مذکور ہوا ساتھ کے ساتھ یہ بھی فرما دیا۔ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا، کہ اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل اور اُس کی مہر نہ ہوتی تو چند آدمیون کے سوا تم سب کے سب شیطان کے پیچھے لگ لئے ہوتے یعنی اللہ کی مہربانی اور اُس کے فضل کے باعث تم اس اختلاف سے محفوظ رہے ورنہ گہاٹے مین آجاتے اور دین کہو بیٹھتے۔

یہ فضل اور کرم الٰہی اسی فرقہ پر ہے جو شیطان کے فریب اور اُسکی ذریات کے مغالطون سے محفوظ ہے۔ اِس آیت واجب الہدایت مین صاف ارشاد ہے کہ شیطان تم کو ہمیشہ اختلاف مین ڈالتا رہیگا اور اکثر نافہم اور ناواقف اُسکے فریب مین آکر اپنا دین خراب کرینگے لیکن جنپر اللہ کا فضل ہوگا وہ اُس کے مغالطہ مین نہین آئینگے۔

کیا تماشہ کی بات ہے کہ ایک فرقہ نے تو امامون کو اس رتبہ پر پہنچایا کہ نبوت

اور دین کی تلقین کرین گے جس کے واسطے یہ ارشاد ہوا کہ ائمہ مجتہدین جو
مسائل کا استنباط کرین اُن کی بھی اطاعت فرض ہی اور وہ اطاعت خدا و رسول
کی ہی اطاعت ہے اگرچہ اکثر مفسرین نے اولی الامر سے ائمہ مجتہدین مُراد لی
ہے لیکن اس کی شرح اور تفسیر خود اللہ جل جلالہٗ نے اپنے کلام پاک مین کردی
ہے اس کو مبہم نہین رکھا "ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم
لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اگر وہ رسول کی طرف یا اُن لوگون کی طرف اِس بات کو
رجوع کرتے جو اُن مین اولی الامر ہین البتہ اُن مین سے جو اصلیت کی تحقیق
کرتے ہین جان لیتے یعنی اُس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔
زمانہ نبی صلعم مین جو ایک مغالطہ[1] واقع ہوا اُسی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ لوگون
کو چاہیے تھا کہ پیغمبر سے اور اُن لوگون سے جو حقیقت کے واقف کار ہین اُس
حال کو دریافت کرتے تو وہ خود اُس کی اصلیت کو دریافت کر لیتے یہ ظاہر ہے
کہ اُس وقت اِن مین نہ کوئی بادشاہ تھا اور نہ فرمانروا یہ وہ صحابہ تھے جو درجہ اجتہاد
اور استنباط کا رکھتے تھے حضور علیہ السلام کے ساتھ جو ایسے مسئلہ دریافت کرنے
کا ارشاد ہوا تو اُس سے یہی مطلب ہے کہ اُن کا فرمانا بھی رسول اللہ کے ہی
فرمانے کے مطابق ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ خلفا اربعہ بعد مین تو خلیفہ ہوئے
جس سے اپنے علم ازلی کی نسبت خداوند تعالیٰ نے ایسا فرمایا تو یہ قیاس قیاس
مع الفارق ہے کیونکہ اُس وقت موجودہ مین جسکی خاص ہدایت ہے کسی کو
خلافت نہ تھی اور یہان صرف خصوصیت اُنہین کی ہے جو منصب شرع
کی حقیقت دریافت کرنے کا رکھتے تھے اور ایسے صحابہ ان خلفا کے علاوہ
بھی تھے جیسے عبداللہ ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو ذر غفاری رضی

(۱) حضرت رسول اللہ صلعم نے کسی صحابی کو ایک قسم کی زکواۃ لینے کے واسطے مامور فرمایا اُن لوگون
کو خبر ہوئی تو وہ استقبال کے واسطے باہر آئے اُن صاحب نے سمجھا کہ میرے مارنیکو آئے
ہین وہ واپس مدینہ مین آگئے اور مشہور کر دیا کہ وہ قوم مرتد ہو گئی جب حضور علیہ السلام کو خبر ہوئی
تو آپ نے سب کی تردید فرمائی جس پر یہ وحی نازل ہوئی ۱۲

اور دین کے رخنہ انداز ہو کر واعظ بنگئے۔
خود خلاف حدیث و قرآن عمل کر رہے ہین اور دوسرونکو گمراہ بتا رہی ہین

	یہ تماشہ دیکھے کون بیل نہ کودا کودی گون	

اگر آج تک ایسا عمل ہوا ہوتا اور ائمہ مجتہدین کی تقلید مین سب نہ جکڑی گئے ہوتے یا یون کہو کہ یہ انتظام دین کا صحابہ کبار اور ائمہ اطہار کے وقت مین نہوا ہوتا تو اسلام کا کبھی کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ یہ نادان خلاف حدیث و قرآن ہونیکے سبب ہی اسلامی دُنیا مین ذلیل اور خوار ہین صحابہ اور ائمہ مین جو اختلاف ہے وہ اختلاف بمقابلہ خدا و رسول نہین ہے ایک اجتہادی اختلاف ہے جو باعث رحمت اور وسعت اور اُمّت کے لئے سہولیت کا باعث ہے اور یہہ اختلاف جوان فرقون نے کر رکھا ہے یہ خدا و رسول کے خلاف باہمی ضد اور نفسانیت سے پیدا ہوا ہے جسکے سبب یہ موجب ضلالت اور نکبت کا ہی اُس مین خیر اور برکت اور اس مین سراسر شر اور شیطنیت بھری ہوئی ہے وہ اسلام کا مایہ ناز اور یہ دین کا خلل انداز۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حضرات امیر الکتاب مانو بنظر انصاف خدا و رسول کے فرمان پر غور کرو حضرت عمرؓ جیسے عالم اور فقیہ نے جو بر وقت وفات حضور علیہ السلام فرمایا کہ حسبنا کتاب اللہ۔ وہ فرمانا معنی خیز اور دینی ذخیرہ ہے واقعی مسلمانوں کو کلام اللہ کافی ہے اُس کے مقابلہ مین اُنکو کوئی بھی ضرورت کسی طرح کے اختلاف مین پڑنے کی نہین ہے ہر ایک مسئلہ جو مہتم بالشان اور اسلام کا اصول ہے اُس مین فروگذاشت نہین کیا گیا مگر سمجھنے کو عقل درکار ہی اسیواسطے فرمایا ہے "واذا ذکروا بایٰت ربھم لم یخروا علیہا صمًا و عمیانا" کہ سمجھدار دین دار ان کے روبرو جب اُن کے رب کی آیتین پڑہی جاتی ہین تو وہ اندہے بہرے ہو کر اُن پر نہین پڑتے ہین اچھا ہم فرض کرتے ہین[1] کہ

[1] جو فرض محال ہے۔

انھم محسنون" کہ وہ یہ سمجھتے ہین کہ ہم ہی نیکوکار ہین یعنی ہم عمدہ راستے پر ہین اور کہین یون ظاہر فرمایا ویحسبون انھم علی شئ الا انھم ھم الکذبون اور وہ یہ گمان کئے ہوئے ہین کہ ہم بھلے راستہ پر ہین دیکھو یہی جھوٹے ہین۔ پھر اس گروہ کے واسطے صاف فرمادیا اولئک حزب الشیطن کہ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہین کی جیسے اُس خدائی گروہ کی شناخت بتلائی تھی کہ وہ ہمیشہ غالب رہے گا ایسے ہی اس کی شناخت کو علانیہ ظاہر فرمادیا "الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون" کہ دیکھو شیطان کا گروہ خسارہ مین رہنے والا ہے اولئک فی الاذلین" وہ ہمیشہ ذلیل رہینگے۔

پس خدائی گروہ کی وہ شوکت اوران مخالف خدا ورسول کی یہ ذلت برملا شہادت دے رہی ہے کہ اُس بزرگ آیت کے موعود سُنت والجماعت اوران آیات بینات کے موعود اُس کے سوا فرقے ہین فھو المراد اور جو مذہب اُس اسلامی جھنڈے کے زیر سایہ ہے وہ تابع لیظہرہ کے ہے اور جو اُس کے خلاف ہے وہ لیغیظ بھم اور کلّہ کی ضلالت اور نکبت کے تحت مین ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب ناظرین بنظر انصاف غور فرمائین کہ خدا ورسول کے خلاف یہ فرقے ہین یا اہل سُنت والجماعت اگر یہ سُنت والجماعت کا فرقہ خلاف شرع ہوتا تو اُسکو یہ امداد غیبی ہرگز نہ پہونچتی اور کبھی دین اسلام اس کی محافظت مین نہ رہتا کیونکہ آیات بینات مین صاف فرمادیا کہ جو خلاف خدا ورسول ہوگا وہ ذلیل اور خوار رہے گا جیسا کہ فرمایا ہے۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کے برخلاف چل رہے ہین وہ ایسے ہی ذلیل ہون گے جیسے اون سے اگلے نافرمان ذلیل ہوئے۔

اور یون تو خدا ورسول کی اطاعت اور فرمان برداری کا ہر ایک فرقہ کو دعویٰ

خلفاء عباسیہ اور سلجوقی وغیرہ ہوئے جو اُنہین خلفا کے جانشین کہلائے اور ۶۹۹ھ سے اُن کا جانشین اور محافظ دین ترکون کو کیا جو بفضل الٰہی اس وقت تک تزک اور احتشام سے سلطنت کر رہے ہین ان سب کی شہنشاہی اور اقتدار کو روئے زمین کے بادشاہون نے تسلیم کیا ہی۔

گو دار الخلافت مدینہ ہوا یا کوفہ اور بصرہ خواہ بغداد اور قونیہ اور اب کئی صدی سے قسطنطنیہ ہی مگر کعبۃ اللہ کی حفاظت اور دین اسلام کی وہی خلافت بدستور اُسی شکوہ سے قایم اور برقرار رہے قومین بدلین دار السلطنت بدلے صدہا طرح کے انقلاب ہوئے اور بڑے بڑے معرکون نے روی زمین پر قیامت برپا کی لیکن اُس غلبہ مین جس کا وعدہ اس آیت مین کیا گیا ہی سر مو فرق نہین آیا۔

پنجم کلام الٰہی کا طرز جابجا ایسا ہے کہ جو امر ضروری اور مہتم بالشان ہوتا ہے اُس کو بار بار طرح بطرح سے بیان فرمایا جاتا ہے چونکہ اس تفرقہ پرداز کی اسلام کو عالم الغیب جانتا تھا جس سے ایمانداروں کو محفوظ رہنے کے واسطے دین حق کے نشانات صاف کھول کھول کر بتلا دیے جن کا ذکر اوپر کیا گیا پھر اُس کی تایید مین کہین تو یہہ فرمایا الا ان حزب اللہ ھم الغالبون" سنو جی بیشک خدائی گروہ ہی غالب رہنے والا ہے اور کہین یہ ارشاد ہے "الا ان حزب اللہ ھم المفلحون" کہ یاد رکھو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے اور کہین فرمایا کہ "ایدھم بروح منہ" ہم نے اُنکی روح القدس سے تائید کی۔ اور جیسے اس خدائی گروہ کی نسبت اُن کے ایمان داری کا اظہار فرمایا ایسے ہی اُن ظاہری اسلام دکھانے والون اور اصل سے ڈگنے والون کا حال بھی پوشیدہ نہین رکھا کہین تو یہ فرمایا کہ "لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء" کہ یہ نہ تو ادھر کے اور نہ ادھر کے ازین سو رانده وزان سو درمانده اور کہین ارشاد ہوا "ما ھم منکم ولا منھم" کہ وہ نہ تم مین اور نہ اُن مین اور کسی جگہہ یہ ارشارہ کیا ما ھم یحسبون

صحابہؓ کی شکر رنجی کی ہین محض غلط اور لوگون کی من گھڑت ہے۔
سوم اس کے آگے کی آیتون مین ان کے دین کی ترقی اور شوکت اسلام کا حال ظاہر کر کے یہ فرمادیا کہ جو اُنکے علو مرتبت اور اس شوکت کو دیکھہ کر جلے اور طیش مین آوے وہ لیغیظ بہم الکفار مین داخل ہے۔
اس کی تفسیر مین آن حضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "ان ادرکت قوما یقال لھم الرافضۃ یرفضون الاسلام قاتلھم فانھم مشرکون"
علیؓ اگر تم اُس قوم کو پاؤ جس کو لوگ رافضی پکارتے ہون وہ اسلام کو چھوڑ بیٹھین گے اُن کو قتل کرو کیون کہ وہ مشرک ہین اور اسی کے موافق ایک دوسری حدیث ہے "فی اخر الزمان قوم یقال لھم الرافضۃ فاذا لقیتموھم فاقتلوھم"
آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی جس کو لوگ رافضی کہتے ہونگے تو جب اُنسے مُٹ بھیڑ ہو تو اُن کو قتل کرو۔
چہارم سورہ کے خاتمہ پر یہ فرمایا کہ وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصلحت منھم مغفرۃ و اجرا عظیما"
یہ مت سمجھنا کہ یہ فتوحات کے انعام اور مغفرت کے بڑے بڑے اجر صحابہؓ پر ختم ہوجائین گے اور دوسرون کو نہین ملین گے بلکہ جو ایماندار دین اسلام کے پابند ہون گے خواہ وہ رومی ہون یا زنگی عجمی ہون یا ترکی اُن سب کے واسطے یہ غنایم اور سلطنت اور مغفرت ہے جسکا وعدہ صحابہ کبار کے ساتھہ کیا گیا ہے یعنی جس قوم مین صحابہ جیسے اوصاف ہون گے انہین سے یہ وعدہ اللہ کر چکا ہے چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ اوّل خلفاء اربعہ کے عہد مین اسلام کی بڑی شان اور شوکت کے ساتھہ سلطنت ہوئی جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ مین نہین اُن کے بعد خلفاء بنی اُمیہ اُس سلطنت کے وارث ہوئے جنہون نے اُس کو پہلے سے زیادہ وسعت دی پھر

اب رہے غیر مقلد سو یہ مٹھی بھر آدمی کسی طرح سے سواد اعظم نہین ہو سکتے اور اِن کو جو ذلت اور خواری نصیب ہے وہ ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت کو بھی جاتے ہین تو اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھکے اُس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہین اور یہان ہندوستان مین بھی عام مسجدون اور عیدگاہون مین نہین جانے پاتے اور بالکل مغلوب اور دبے ہوئے ہین اور نہایت قلیل ہین اور حضور علیہ السلام فرماتے ہین «اتبعوا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم الفرقۃ فان الشاذ شاذ من النار» کہ بڑے گروہ کے تابع رہو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور تفرقہ سے بچو جو کوئی بڑی جماعت سے الگ ہوا وہ اہل نار سے ہے۔

جماعت وہی ہے جس طرف بڑا گروہ ہے اور یہ لقب اِسی بڑے گروہ کا ہے جو غالب اور مقتدر رہی۔

پس صاف روشن ہو گیا کہ اِن فرقون مین سے کوئی فرقہ بھی اس وعدہ کا موعود نہین ہو سکتا اور نہ کبھی یہ وعدہ انکے ساتھہ پورا ہوا جسکا ذکر آیت اللہ اور حدیث رسول اللہ مین ہے۔

دوم خداوند تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ کا ذکر فرمایا تاکہ جو غلط فہمی آیندہ کو بعد حضور علیہ السلام ہونے والی ہے اُس غلطی سے مسلمان محفوظ رہین اور کسی فریبی خود غرض کے مغالطہ مین آکر اپنا دین نہ کھو بیٹھین اِس لئے پہلے سے ہی صاف فرما دیا کہ محمد رسول اللہ کے ساتھی کافرون پر تو سخت ہین اور اپنے آپس مین مہربان اور ایک دوسرے کے دوست ہین اُن کے باہم کوئی کینہ یا عداوت نہین ہے اور سب کے سب خدا کی مرضی کے تابع اور اُسی سے لو لگائے ہوئے ہین یعنی اعلیٰ درجہ کے دیندار ہین اور اِن کو یہ خصوصیت خاص ہے کہ اِن کے اوصاف توریت اور انجیل مین قرآن سے قرنون پہلے مذکور ہین یہ رتبہ کسی پیغمبر کے صحابہ کو نہین دیا گیا جو اِن کو عنایت ہوا جس سے صاف روشن ہوا کہ جو روایتین

انہین کا دین غالب دین ہے اور اسی فرقہ کے حق مین وہ فیصلہ دیا گیا ہے جو اس بزرگ آیت مین ہے اور اسی کے واسطے یہہ پیشین گوئی ہے اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہی مذہب حق اور اصلی اسلام ہے باقی مذاہب کلہ مین داخل اور باطل ہین۔

اس آیت کی جو تفسیر حضور علیہ السلام نے فرمائی ہے اُس کو بہ نظر بصیرت و عبرت اہل تشیعہ اور فرقۂ وہابیہ جو دعوی اتباع حدیث کا کرتا ہے ملاحظہ کرین کہ حضورؐ کس فرقہ کو اس آیت کا موعود فرماتے ہین وہ مشہور اور متفق علیہ حدیث یہ ہے لایزال امتی امۃ قائمۃً بامر اللہ لایضرھم من خلفھم کہ ہمیشہ میری اُمّت کا ایک گروہ اللہ کے حکم پر قایم رہے گا اور اوس کو کوئی نقصان اُس کے دُشمنون سے نہین ہوگا۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ رواہ مسلم

ان احادیث سے جو صحیح مسلم مین درج ہین غیر مقلد نہایت ہی گھبراتی ہین اور زبردستی معانی کی تاویل جاہلون کے دہوکا دینے کے لئے کرتے ہین کیونکہ مطلب صاف ہی۔

وہ فرقہ یہی سُنت والجماعت کا مقلدین فرقہ ہے کہ اوس کو نہ شیعون کی مخالفت سے کوئی نقصان ہوا اور نہ خارجیون کی تلوار سے کوئی گزند پہونچا اور نہ وہابیون کے نئے فرقہ سے اوسکی شان و شوکت مین کمی آئی اور ان تینون کو جیسی کچھہ نکبت اور ذلت کی شکستین ملین اون سے تواریخ کے دفتر بھرے پڑے ہین اور کسی طرح کا اقتدار ان کو اسلام مین حاصل نہین ہوا۔

خارجی اور شیعہ کی گمراہی تو ان غیر مقلدین کے نزدیک بھی مُسلَّم ہے اور وہ اُن کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا سُنت والجماعت اُن کی نسبت گمان کرتے ہین۔

پیشین گوئی ہے کس فرقہ کے ساتھہ پورا ہوا اور ہورہا ہے اسلام کے فرقے تو بہت ہین آنکھون سے دیکھہ لو دلیل کو جانے دو کیونکہ دلیل تو ایک جال ہے "لیس الخبر کالمعاینہ"

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

آنکھون دیکھی بات دل مین ایسی جم جاتی ہے کہ پھر نکل نہین سکتی یہ سلوک جسکا اس بزرگ آیت مین وعدہ کیا گیا ہی کس کے ساتھہ ابتدا سے اسوقت تک برتا گیا ہے اور غالب مذہب کس فرقہ کا ہے آیا شیعہ غالب ہین یا خارجی یا معتزلہ یا وہابی یا اہل سُنت والجماعت جو انہین نامون سے تمام دُنیا مین پہچانی جاتے ہین۔

شیعہ۔ معتزلہ۔ خارجی۔ وہابی وغیرہ کا کبھی خواب مین بھی بیت اللہ پر قبضہ نہین ہوا اور جب وہان کی زیارت کو گئے تو اپنے مذہب کو لگاتے چھپاتے ہی زیارت سے مشرف ہوئے اور آج تک اِنکا کوئی اقتدار دُنیا مین نہین ہی نہ اِن کی تلوار کسی دوسرے مذہب پر اُٹھی یہ لڑے تو سُنت والجماعت سے اور دُشمن ہوے تو سُنت والجماعت کے۔ جنکے مقابلہ مین کبھی فتحیاب نہین ہوئے اور بجز ذلت کی شکست کے کچھہ اُن کے ہاتھہ نہین آیا اور آجتک اِنکا کوئی اقتدار اور کسی قسم کی شوکت دُنیا مین نہین ہے حتیٰ کہ اپنے مذہبی رسوم اپنے عقائد کے موافق بچارے علانیہ ادا کرنے سے مجبور رہین حقارت اور ذلت کی زندگی بسر کرتے ہین جس سے ظاہر کہ اس وعدہ کے موعود یہ تو نہین ہین۔

اہل سُنت والجماعت جنکا مذہب ائمہ اربعہ مین محدود ہے اور اُن کے باہم باوجودیکہ فروعی مسائل کے استنباط مین اختلاف بھی ہے لیکن چارون متفق اور ایک دوسرے کے مؤید اور معاون ہین کبھی اِن کے جبص بیص تک نہین ہوئی نہ کسی نے ایک دوسرے کے مذہب کی توہین اور تردید کی اور چارون کے مُصلے[1] علیحدہ علیحدہ مسجد الحرام مین موجود ہین اور پانچون وقت

(۱) اختلاف اُمتی علیہ الرحمۃ کی حدیث کے مصداق یہی چارون ہین کہ باوجود اختلاف کوئی تنازعہ نہین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خدا کی مرضی کے خلاف ہین ہم صرف دلیل پر ہی اکتفا نہین کرین گے بلکہ
انشاء اللہ مشاہدہ کرکے دکھلائینگے اور وہی فیصلہ آسمانی ہوگا جسکا وعدہ اوپر کیا
گیا ہے ۔

یہان ہم نے اوپر کی ایک آیت مین اُن ملانون خود غرضون مغلوب
النفسون کا ذکر کیا جن کو خداوند تعالی نے اپنے کلام پاک مین جہڑکا ہے اب
اُن کے ماننے والون کی نسبت جو ارشاد ہوا ہے اُسکا اظہار بھی خدا تعالی
نے خوب فرمادیا ہے تاکہ اُمت محمدیہ کے لوگ اُن کے دام فریب مین آکر
اپنے دین کو نہ کھو بیٹھین جیسا کہ فرمایا ہی " فتقطعوا امرھم بینھم زبرا کل
حزب بما لدیھم فرحون " پہر لوگون نے آپس مین پہوٹ کرکے اپنا دین جُدا جُدا کر لیا اب جو
دین جس فرقے کے پاس ہے وہ اُسی سے خوش ہے لیکن اُس فرقہ حقیہ
کا یہ طریقہ نہین ہے وہ ایسے انکہون کے اندہے اور کانون کے بہرے نہین
بنے اُن کی شان مین یہ ارشاد ہے والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم
یخروا علیھا صما وعمیانا " کہ وہ وہ لوگ ہین جب اُن کو اُن کے
پروردگار کی آیتین سُنائی جاتی ہین تو وہ اندہے اور بہرے ہوکر اُن پر نہین
گر پڑتے ہین وہ روشن نظر اور کشادہ کانون سے اُنکو دیکہہ کر اور سُنکر نور ایمان
حاصل کرتے ہین ۔

یہ نام کے عامل بالحدیث ظاہرا لوگون کے اس طرف مائل اور رجوع
کرنے کی غرض سے نماز اور روزہ اور وعظ اور قرآن وحدیث کے درس
کا بڑا اہتمام رکہتے ہین تاکہ عوام ناخواندے جنکو کچہہ واقفیت نہین ہو اُن کی
دام فریب مین پہنسین اور یہ وہ لوگ ہین جنکی خبر حضور علیہ السلام نے پہلے سے دی
ہے کہ ایک فرقہ میری اُمت کا ایسا ہوگا جو قرآن وحدیث کا ورد کریگا
مگر قرآن وحدیث اُن کے حلق سے نیچے نہین اُترے گی وہ فرقہ یہی ہے جو
خلاف حدیث ہے نہ اس مین مادہ قرآن سمجہنے کا ہے نہ حدیث کے پرکہنے
کا " فان فی امتی انتماہ ھذا القران لایجاوز تراقیھم فاذا خرجوا

عذاب دردناک ہے۔
اِس خفگی اور تہدید کی وجہ بہی پوشیدہ نہین رکہی اوس کو بہی روشن فرمادیا ہے ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاءھم البینت واولٓئک لھم عذاب عظیم "
کہ تم اُن جیسے مت ہوجانا کہ جن کے پاس کُہلے کُہلے احکام آے اور پہر بہی اُنہون نے اختلاف کیا اور الگ فرقے ہوگئے اُن کو بڑا ہی عذاب ہوگا سواد انہون نے اِس حکم محکم کے خلاف عملدرآمد کیا کہ اُس راستہ کو جس کو نبی علیہ السلام نے اختیار فرمایا اور اُسی طریقہ پر صحابہ اور تبع تابعین اور اُن کے بعد جملہ محدثین چلتے رہے اور تمام دُنیا اسلام کے علما اور فضلا نے اُسکو ہدایت اور دین کا واضح طریقہ تسلیم کیا یہ اُس سواد اعظم سے علیحدہ ہوگئے اور اُس عمل انبیا و صحابہ کو ترک کرکے اختلاف دین مین ڈال دیا اور فرقے فرقے ہوگئے چنانچہ ابھی اِن عامل بالحدیث مین چند فرقے ہین بعضے تو آئمہ کو برملا بُرا کہتے ہین اور بعضے دِل مین اُن سے بغض رکہتے ہین اور بعضے اُون کو بزرگ جانتے ہین لیکن اُن کی تقلید کو باطل اور بدعت قرار دیتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ وہ تقلید کو واجب جانتے ہین مگر خاص امام کی تقلید کو بدعت سمجھتے ہین۔ ع

	اِے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تُست	

یہ سب گُل انہین کے کہلائے ہوئے ہین۔
رحمت پرورد گار کے صدقے جائیے کہ جیسے ہمارے امتحان کے واسطے دین کے چشمۂ آب حیات کو بحر ظلمات کے اندر محیط کیا ہے ویسے ہی اُسکے نور کو تمام عالم پر جلوہ گر فرمادیا ہے اُس کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ " وکل شئ فصلناہ تفصیلا " کہ ہم نے اِس قرآن مین ہر چیز کی تفصیل کہول دی ہے چنانچہ ہم عنقریب کلام مجید سے یہی ثابت کرکے دکھلا دین گے کہ فرقۂ مقلدین کے سوا جسقدر فرقے اسلام مین ہین سب غلطی پر اور

امام اور مجتہد ہونے کی پہلی اُمتون کی خبر خداوند تعالیٰ نے دی ہے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی اُمت مین بہی امام ہوئے ہین جو دین کے احکام کی تعلیم لوگون کو کرتے تہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

"وجعلنا منهم ائمةً يهدون بامرنا"

ہم نے بنی اسرائیل مین بہی امام پیدا کئے تہے کہ وہ ہمارے احکام کی اونکو ہدایت کرتے تہے۔

پہر "فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" مین تو صاف ہی تقلید کے مسئلہ کو کہولدیا کہ جو بات دین کی تم نہ جانتے ہو تو اُسکو علما سے دریافت کرلو یعنی اُن علما مجتہدین کے کامل واقف کار متقی پرہیزگار نے جو کچھہ فرمایا ہے اور مسائل کا استنباط کیا ہے اوس پر عمل کرو نکہ ایسی نادان ہوا و ہوس کے بندے نفس پرورون کے بہکائے مین آ جاؤ کہ جن کو نہ قرآن آتا ہے نہ حدیث کے سمجھنے کی قابلیت ہے اپنی نادانی اور روٹی کمانے کی غرض سے نئی تحریک اور ایجاد کو اپنی عزت کا ذریعہ بناتے ہین جن کے لئے خدا کا یہہ شدید فرمان ہے۔

"ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتب ويشترون به ثمنًا قليلا اولئك ما ياكلون في بطونهم الا النار ولا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم"

جو لوگ احکام خداوندی کو چھپاتے ہین اور اُس کے عوض کچھہ نقد حاصل کرتے ہین وہ اپنے پیٹون مین آگ بہرتے ہین روز قیامت کو اللہ اُن سے بات تک نہین کرے گا اور نہ وہ پاک صاف ہونگے اور اون کے لئے

کا حکم نازل فرمایا کہ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کہ اللہ کی اور رسول کے حکم کی تعمیل کرو یہی تقلید شخصی ہے ورنہ اطیعو الرسل ارشاد ہوتا پھر آپکے بعد آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوئے تو سب اُمت نے اُن کے احکام کی تعمیل کی یہی تقلید شخصی تہی آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے احکام کی تعمیل کی گئی پھر حضرت عمرؓ کا اتباع حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا بعد مین جب زمانہ فتنہ اور فساد کا ہو گیا تو وہی قوانین جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مین جاری ہوئے تہے اُنہین کو آئمہ مجتہدین نے منضبط کر دیا اور جو مسائل اُنہون نے دوسرے استنباط کئے وہ اُنہین نظائر سے جو رسول اللہ اور خلفا کے عہد مین ہو چکی تہین یہی تقلید شخصی ہے۔

یہ صورت حال اور یہ آسمانی فرمان کالشمس فی نصف النہار اسلام مین روشن ہی لیکن پھر بھی نادان اور سخن پرور لوگ اپنی ضد اور ناواقفیت سے اُس اُصول اسلام کو جو حضرت آدم علیہ السلام سے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا آیا اور برابر جاری رہا مٹانا چاہتے ہین اور خدا کے فرمان کا کچھہ لحاظ و پاس نہین کرتے کہ اُسنے قرآن مجید مین دین کو صاف کر دیا ہے جہان یہ فرمایا ہے کہ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" وہان اولی الامر منکم" بہی ساتھہ کے ساتھہ فرما دیا کہ اُن کا بہی حکم مانون اور مفسرین[1] معتمدین محققین نے تسلیم کر لیا ہے کہ ائمہ مجتہدین اولی الامر مین داخل ہین اور اُن کی شان ہین لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم" نازل ہے جو برملا استنباط کی شان کو ظاہر کر رہی ہے کہ بیشک یہی واقف کار ہین جو اُن دین سے حقیقت اسلام کو دریافت کرنے والے ہین ایسے

(۱) جابر بن عبداللہ و مجاہدؒ و حسن بصریؒ و ابو العالیہ و عطا ابن ابی رباح و ابن عباسؓ و امام احمدؒ و امام مالکؒ و امام اعظم ابوحنیفہؒ و ضحاکؒ یہی فرماتے ہین کہ جسکی تشریح اعلام الموقعین مین حافظ ابن القیم نے کی ہے کہ بعد حضور علیہ السلام کی اُمت محمدیہ مین جو کسی دوسرے کا کہنا مانا جاتا ہے تو وہ علمار مجتہدین ہین خواہ اُن کے فتوی کیموافق امراو سلاطین حکم کرین یا دیگر حکام و اُمرا۔

اختلاف دُنیا کے کسی معاملہ مین بھی نہین ہے مختلف مذاہب کے آدمی دنیوی معاملات مین متفق ہو جاتے ہین مگر دینی مسئلہ مین دو فرقے بھی اتفاق نہین کر سکتے۔

باوجودیکہ اس اتفاق کرنے کو آسمان سے فرشتے اُترے کتابین اور صحیفے جو احکام خداوندی تھے برابر نازل ہوئے قوم کی قوم اور ملک کے مُلک غارت اور برباد کئے گئے لیکن یہ اختلاف ہی رفع نہ ہوا۔

صاف اور صریح باتون مین وہ وہ اختلاف ہین کہ جن کو دیکھ کر نہایت پریشانی ہوتی ہے اور عقل کام نہین کرتی۔

ایک پیغمبر ایک کتاب اور وہی اسلام کے عقائد اور ارکان اور پھر علٰحدہ علیحدہ مسلمان۔

پہلے جو فرقے اسلام مین سُنی و شیعہ۔ خارجی۔ قدریہ۔ معتزلہ وغیرہ وغیرہ ہوئے اُنکا تو ذکر ہی کیا ہے اب تیرھویں صدی مین یہ ایک نیا فرقہ اہل حدیث کے نام سے کھڑا ہو گیا جو تقلید شخصی کو بدعت اور شرک بتلا رہا ہے جنکا نام و نشان بھی پہلے نہ تھا حالانکہ اسلام پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو اس کا اصول ہی تقلید شخصی ہے کیونکہ جو نبی اور پیغمبر کسی قوم مین آیا اصول تو سب کا ایک ہی رہا مگر فروعی مسائل مین ہر ایک اُمت نے اپنے ہی نبی اور پیغمبر کا اتباع کیا اور ایسا ہی حکم تھا نوح علیہ السلام کی اُمت نے اُن کی شریعت کی اور ابراہیمؑ کی اُمت نے ابراہیمؑ کے احکام کی اور موسیٰؑ کی جماعت نے موسیٰؑ کی اور عیسیٰؑ کے فرقے نے عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی پیروی کی۔ یہی تقلید شخصی ہے کہ جو نبی یا پیغمبر آیا اُسی کا کلمہ اُسکی اُمت نے پڑھا اور دوسرون کی شریعت سے فروعی مسائل مین کچھ واسطہ نہین رکھا حالانکہ سب نبی اور پیغمبر برحق ہین اور سب کا ایک ہی دین ہے اور خداوند تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جو نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث فرمایا تو دیگر شرائع سے قطع تعلق کر کے آپ کی ہی تقلید

سے نفاق قومی کو دُور کرنا اور ترقی کے زینہ پر چڑھنا چاہتے ہین گورنمنٹ بیدار مغز اور مستحکم گورنمنٹ ہے اُس کے ایسے خیالات فاسد نہین ہین کہ وہ اپنی رعایا کے واجبی اور معقول حقوق مین دست اندازی کرے۔

اگر مسلمانون کی قوم شائستہ اور دولت مند ہو تو اُس سے گورنمنٹ کی سلطنت کو کامل تقویت ہو سکتی ہے کیون کہ مسلمان بے وفا اور بدعہد نہین ہین اور ہمیشہ وہ اپنے محسن اور مربیؔ کے جان نثار ثابت ہوئے ہین اور یہی اُنکا مذہب بہت زور سے اُن کو ہدایت کرتا ہے جسکا حال مہذب قوم اہل انگلینڈ سے مخفی نہین ہی۔

ہندوستان مین مُسلمانون کی قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جسکا مذہب گورنمنٹ کے مذہب سے ملتا جُلتا ہے وہ بے تکلف انگریزون کے ساتھ خورد نوش کر سکتے اور قرابت رکھ سکتے ہین صرف مسلمانون کی جہالت اور بے دولتی اُس اتفاق اور اتحاد کے مانع ہے جو مسلمانون اور انگریزون مین ہونا چاہیئے

جس حالت مین مسلمانون کی مذہبی کتاب آسمانی جسپر سب مسلمانون کا ایمان ہی اُنکو یہ حکم دیتی ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا، سب ملکر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور الگ الگ فرقے مت ہو تو پھر مسلمان اوس کی خلاف علدرآمد سے کیسے ترقی پا سکتے ہین جب تک وہ خدا کے خلاف کارروائی کرینگے ہرگز فروغ نہوگا۔

شیطان کا دلون پر ویسا ہی قبضہ ہے جیسا جسم پر روح کا۔ اُس ایک مذہب[1] کے جو خدا کے یہان سے انسان کی معاش اور معاد کی اصلاح کے لئے انسان کے ساتھ ساتھ نازل ہوا تھا ہزارون فرقے کر دیئے مُقتضائے عقل یہ تھا کہ جیسے سب آدمی اللہ کے بندے ہین اور سب کا وہی مالک ہی اور عام طور سے سب یہ جانتے ہین کہ خداوند تعالیٰ ہمارا خالق اور مالک ہے اِس مین اختلاف نہ ہوتا دنیوی معاملات مین آدمی کیسے ہی متفرق ہو گئے ہوتے اور کسی نے کوئی ہنر اور پیشہ اور کسی نے کوئی فن حاصل کیا ہوتا مگر دین مین وہ متفق ہوتے لیکن جسقدر اختلاف دین مین واقع ہو رہا ہے اسدرجہ

(۱) ”وماکان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا“ ابتدا مین سب لوگون کا ایک ہی مذہب تھا پھر وہ الگ الگ ہو گئے“

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور علیہ السلام کے بعد یہی چارون خلفا علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خلافت قایم کرکے اسلام کی ترقی مین کوشش کرتے توکیا اُس حالت مین اسلام ترقی پاسکتا تھا عرب مین ہی اُسکا خاتمہ ہوجاتا۔

ابھی تک تو اِن جلسون مین کوئی اتیاز کسی فرقہ کا نہین ہے اہل ہنود تک بھی شامل ہوجاتے ہین چہ جائیکہ سُنّی و شیعہ اور مقلد اور غیر مقلد۔ آیندہ کو شیعون نے یا غیر مقلدون نے اپنی اپنی کانفرسین علیحدہ علیحدہ کرنی شروع کین تو اُنکو کون مانع ہوگا ایک کانفرنس کی دو کانفرنس خدا نخواستہ ہوگئین اور دو کی تین اور پھر علیٰ ہذا تو اِس سے کیا فائدہ ہوگا جو کچھہ قوت برسون مین جمع کی گئی ہی وہ منتشر ہونے سے کم ہوگی یہہ طوفان آہستہ آہستہ بڑہتا چلا جاتا ہے جس کا کچھہ انسداد نہین ہی۔

ایک جلسہ دوسرے جلسہ کے نفع و نقصان سے تعلق ہی نہین رکھتا کانفرنس کو ندوہ سے اور ندوہ کو حمایت اسلام سے کچھہ واسطہ نہین پھر ترقی کیسے ممکن ہے یہ صورت متفرقہ تو پریشانی کا باعث ہے یہ مانا کہ اِن تینون انجمنون کے باہم مخالفت نہین اور ہر ایک کی ترقی کی ہر ایک انجمن خواہان ہے مگر من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

پورا فائدہ تو اُسی وقت مترتب ہوسکتا ہے کہ یہ تینون انجمنین آپس مین شیر و شکر ہوکر کارروائی کرین نو اُن کے باہم افسری اور ماتحتی کا تعلق ہوجائے اور تینون مین سے ایک انجمن مربی اور سرپرست ہو اور اُس کے ہاتھہ پر بیعت الرضوان یا خلافت کے موافق بیعت کرین اور اُس کا حُکم آسمانی حکم سمجھا جائے کل چندہ عطیہ ایک خرمہرہ سے لاکھہ روپیہ تک اُسی اعلیٰ انجمن مین جمع ہو اور وہ اُس روپیہ سے دوسرے انجمنون کو آباد اور ترقی دے ایک پیسہ بہی بدون اُسکی منظوری کے خرچ نہ ہو اوسکی کمیٹی جنرل کمیٹی تسلیم کی جائے جو مسلمان ہین وہ سب اُسی کے فرمانبردار بنانے کے لئے کوشش کی جائے وہ خواہ یونیورسٹی بنائین یا دارالعلوم قایم کرین اور وہی جابجا واعظ اور چندہ اگہانے والے

اور اُس زینہ پر چڑہنا مسلمانون کا کام ہی۔

افسوس اور تعجب کی بات یہ ہی کہ جو قومی ریفارمر ہین اُن کے باہم بھی اوسی نفاق کا رونا ہے جو عوام مین موجود ہے اور مسلمان نہ کانفرنس علی گڈہ کے ہی تابع ہین نہ ندوہ کو اپنا مربی اور سرپرست جانتے ہین اور نہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے کے ہی معتقد ہین ہر ایک انجمن اپنا اپنا ڈکڑا علیحدہ علیحدہ ہر سال قوم کے آگے روتی ہے جسکو قوم ہے کہ ایک دللگی کا ذریعہ سمجھتی ہے اور علی ہمدردی کر کے نہین دکہاتی۔

یہ مانا کہ عرب کسی بادشاہ کے زیر فرمان من حیث الوجوہ نہین تھا لیکن وہ کوئی زبردست اور نامور قوم بھی نہین تہی کہ جس کے اقتدار اور خوف سے بادشاہ عزیمت کرتی ہوئ گھبراتے تہے بلکہ بوجہ عدم پیداوار کے اُسجانب اولوالعزم بادشاہو لکا میلان خاطر نہین ہوتا تہا جس سے وہ عرصہ دراز سے آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔

اسلام سے پہلے اُن کے فتوحات کا پتہ تاریخ مین نہین ملتا مکہ معظمہ ایک متبرک مقام قدیم سے تھا جسکے باعث بڑے بڑے بادشاہ بہی اُسکی عظمت اور حرمت پر دست اندازی کرنا پسند نہین کرتے تہے اور قدرتی اسباب بہی اُن کی عزیمت کے مانع تہے پھر اسلام سے اُنہون نے کیا کمال حاصل کیا کہ جس سے اُن بہیڑ بکری اونٹ چرانے والون اور خانہ بدوش پھرنے والون نے ایران اور روم جیسی زبردست سلطنتون کو ہمیشہ کے واسطے پامال کر دیا جس کی وجہ خاص یہ تھی کہ منتشر قوت اسلام کی برکت سے مجتمع ہوگئی تہی اور یہ بات اون کو ہزارون برس سے بھی حاصل نہین ہوئی تھی جو کلید فتح و ظفر تہی۔

اب ان جلسون کی تعداد توبڑہتی جاتی ہے مگر قومی اصلاح مین نہ کوئی ترقی اور بہبودی ہے اور نہ نفاق اور اختلاف مین کسی قسم کی کمی نظر آتی ہے سب یہی پکارتے ہین کہ چندہ دو اپنے ضروریات کو بند کرو اور قومی جلسہ مین روپیہ دو یہان مسلمانون کو اپنا پیٹ ہی بھرنا مشکل ہو رہا ہے چنے کے لالے پڑے ہین بال بچے فاقہ سے مر رہے ہین اور یہ حضرات چندہ طلب کر رہے ہین اور فائدہ

ناظرین[1] والا تمکین بلند نظر سے اسلام اور مسلمانون کی حالت مخفی نہین جس قدر اسلام کی صداقت اور اُسکی اگلی پچھلی شوکت سے دل کو فرحت اور تقویت ہوتی ہے اُسی قدر اُسکے نفاق اور روز افزون اختلاف سے افسردگی اور پریشانی بڑھتی ہے۔

باوجودیکہ مسلمانونکی ترقی کا نمونہ ہر وقت اُنکے پیش نظر ہے یعنی ایک واحد شخص کے ہاتھہ پر سب مُسلمانون کا بیعت کرنا اور جان و مال سے اُس کی فرمانبرداری تمام عرب اور روم۔ فارس کے شہنشاہونکی سب سے بڑی اور قدیمی سلطنتون کی زوال کا باعث ہوگئی۔

وہ ایک مجموعی قوت تھی جسنے روئے زمین کو ہلا دیا اور بڑے بڑے فرعونون کو غرقاب فنا کر دیا مگر مسلمان اُس نمونہ کو دیکھہ کر کوئی نتیجہ نہین نکالتے اور بخلاف اُسکے عمل پیرا ہین۔ نفاق کی حالت مین کبھی کسی قوم نے ترقی نہین پائی نفاق سے قومین برباد ہوئین ملک غارت ہوئے سلطنت ڈوبی دین برباد ہوئے پھر اُسی راستہ پر مسلمان پڑ لئے ہین اور اپنے نبی معظم کے طریقہ کو چھوڑے بیٹھے ہین دوسرون نے اِنکی قوم کا سبق لیا اور اُنہون نے اُسکو فراموش کیا جس مولوی اور واعظ کو دیکھو نفاق مین ڈوبا ہوا اور اپنی قوم کو بھی ڈوبنے کی ترغیب دلاتا ہے۔

سرسید مرحوم قوم قوم پکارتا راہی ملک عدم ہوگیا۔ مگر یہ قوم ہی قوم نہوئی حالانکہ سرسید خود قوم سے ہمیشہ کے لئے الگ ہوگیا مگر وہ اُس سرچشمہ کو جسکو اُسنے مسلمانون کے واسطے جاری کیا تھا اپنے ہمراہ نہین لے گیا وہ ہندوستان مین موجود ہے جس سے مستفیض ہونا اور اُسکو قایم رکھنا قوم کا فرض ہے وہ ایک راستہ بتا گیا اور زینہ لگا گیا کہ یہ ترقی کا راستہ اور عروج کا زینہ ہے اُس راستہ کو چلنا

(۱) یہہ مضمون متعلقہ ندوہ کانفرنس مین نے ۱۵- اگست سنہ ۱۹۱۲ء کے اخبار کرزن گزٹ مین بعنوان ندوہ وکانفرنس راقم نے طبع کرا دیا ہے تاکہ ممبران ندوہ کانفرنس دہلی کے شاہی دربار مین ان امور پر غور کرین۔

چلانے مین جب سے اونہون نے حد سے زیادہ کوشش کی اسی قدر اُنہون نے بھی اپنے حتی المقدور کمی نہین کی۔

کاش یہ اہلحدیث حدیث کے تابع ہوتے اور خود غرض اور نادانون کی مغالطہ سے محفوظ رہتے تو یہ تفرقہ ہرگز نہ پڑتا حضور علیہ السلام نے جس حالت مین اپنی زندگی مین فروعی مسائل کے لئے خاص خاص لوگون کو نامزد فرمادیا اور اُنکا اتباع ہزارون لاکھون نے حضور کے روبرو کیا اور پھر صحابہؓ کے زمانہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت مین بھی وہی عمل درآمد رہا اور کسی نے اُس پر نکتہ چینی نہین کی ابن عباسؓ مکہ معظمہ مین اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ مین فقہی مسائل پر فتویٰ دیتے تھے اور اُس پر ہی عملدرآمد سب کا تھا تو پھر تقلید شخصی کو بدعت کہنا صریح احادیث اور فعل اور قول رسول اللہ کو رد کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے صاف فرمادیا کہ عمدہ زمانہ میرا اور میرے صحابہ کا ہی پھر تابعین اور تبع تابعین کا یہ زمانے قابل اعتبار ہین بعد کے زمانے فتنہ اور فساد کے ہین اور انہین زمانون مین تقلید قایم ہوئی پھر اس مین چون وچرا کرنا اور اپنی راے کو دخل دینا عین بدعت اور خلاف فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کرنا ہے اور یہہ حال اس تقلید کا مثل آفتاب کے روشن ہی۔

مجتہدین نے صحابہؓ جلیل القدر کے طرز کو کامل واقفیت کے بعد قلمبند کیا اور جن مسائل کا پتہ قرآن وحدیث مین نہین ملا تو اوسکے موافق دوسرے نظائر صحابہ کے اور احکام پر مسائل کا استنباط کیا انہون نے اُس شرعی قانون سے سرمو تجاوز نہین کیا ہر مسئلہ مین قرآن اور حدیث کو ہی پیش نظر رکھا۔

صحابہ کے زمانہ مین وہ مسائل قلمبند نہین ہوتے تھے اُنہون نے قلمبند کئے اون کے وقت مین قرآن اور حدیث کی تفسیر اور جزئیات کی تفصیل

سے اسلام کے کس فرقہ کی اس شان وشوکت کے ساتھ ہوتی ہے کہ جسکی عظمت
دیکھ کر برہمن اور نصاریٰ بھی کلمہ پڑھ لیتے ہین اس کا سبب حقیقی اور وجہ اصلی یہی ہی
کہ اسلام کے فرقون مین یہی فرقہ حق پر ہے ۔

سُنیونکی محبت کامل محبت تھی کہ وہ سب اہل بیت کے ساتھ من جمیع الوجوہ
اخلاص رکھتے ہین اس سے اُن کی عقل زیادہ روشن ہوتی چلی گئی ۔

شیعونکی محبت ناقص محبت تھی کہ وہ براے نام اہل بیت کیساتھ الفت جتلاتے تھے اور
خاص خاص کیساتھ عشق رکھتے تھے بسبب ناقص اور غیر مکمل ہونے کے وہ مجنون
ہوکر مخبوط الحواس ہوگئے اور آنکھون پر جہالت اور تعصب کا پردہ پڑتا چلا گیا جس سی نور روشن
اب اُنکو کچھ نظر نہین آتا بصارت جاتی رہی ہی

سُنیون کی محبت جو باقاعدہ اور وقار اور استحکام اور اعزاز کے ساتھ ہے اُسکی
مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے یہ سوال کرے جو عقل سلیم رکھتا ہو کہ
کہ آپ کو مان باپ اور برادر اور فرزند اور زوجہ مین سب سے زیادہ کون
عزیز ہے اور کس کی محبت دل مین زیادہ ہے تو وہ طبع سلیم یہی جواب دیگا
کہ مان باپ کی محبت اُن کے مدارج کے موافق اور بیٹے اور عورت اور بھائی کی اُنکے
مدارج کیساتھ ہے ۔

ظاہر ہے کہ ان مین کوئی دُشمن نہین سب دوست ہین اور ذاتی تعلق آدمی کا
ان شخصونکے ساتھ ہے مگر محبت انکی درجہ بدرجہ ہے یہی حال اہل سنن کی محبت
کا اہل بیت عظام اور صحابہ کرام کے ساتھ ہے کہ جسطرح سے آدمی کو اپنی دونون
آنکھین اور چارون ہاتھ پاؤن عزیز ہین اسیطرح سے اُنکو اہل بیت اور صحابہ بزرگ اور محبوب ہین ۔

اہل تشیع کی یہ مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی عاشق متوالے سے یہ دریافت
کرے کہ میان شیدا تم کو مان ۔ باپ ۔ زن ۔ فرزند اور بھائی عزیز ہین یا اپنا محبوب
تو وہ وارفتہ یہی کہے گا کہ مجھکو اپنے معشوق کے سامنے کوئی بھی نظر نہین
آتا ہے اور ہائے مین کس مُنھ سے کہون کہ فلان شخص مجھکو اپنے پیارے
معشوق سے زیادہ عزیز ہے بھائی سائل میری جان جاے یار رہے اور کوئی

سمجھہ گئے۔

ہمارا یہ خیال ہرگز نہین کہ ہم اہل تسنن کی نسبت کمی محبت اہل بیت کا گمان کرین اہل بیت کی محبت تو اہل تسنن کا ایمان ہے اور پورے طور سے یہی اہل بیت کے شیدائی ہین اگر اہل تشیعہ کو اُس کا مظنہ ہے تو اہل تسنن اُسی کے عمل پیرا ہین مگر اِن کی محبت اعتدال کے ساتھ ہے جن مین غلو نہین پایہ بہ پایہ یہہ اہل بیتؓ اور صحابہؓ کے عاشق زار ہین اور انھون نے ہی مذہب اسلام کا(۱) پورا لطف اُٹھایا ہے اور یہی مُراد کو پہنچنے والے ہین اور یہی راہ راست اور صراط مستقیم پر ہین جنکو زوال نہین اور قیامت تک یہی فرقہ اپنی اصلی حالت پر قایم اور برقرار رہیگا اور کسی کے دبانے سے نہین دبے گا نہ کسی مکار فسون ساز کے دام تذویر مین پھنسے گا۔

اپنے مذہب اور اُس کے ارکان کو علانیہ ظاہر کرے گا اور قیامت تک اِسکی شان شوکت مین کوئی فرق نہین آئے گا اِسی کو آسمانی امداد وقتاً فوقتاً پہونچتی رہیگی۔

یہ تقیہ کبھی نہین کرے گا اصول کو چھوڑ کر فروعات مین افراط و تفریط کا روادار کبھی نہین ہوگا اسکی عقل سلیم جیسے ہمیشہ سے سالم رہی ہے اور نیک و بد اور سیاہ و سفید مین تمیز کرتا رہا ہے اسیطرح سے کرتا رہیگا۔

یہہ مجنون کی مثال دیوانہ نہین ہے کہ عقل کو کھو بیٹھے اور بیہودہ اقوال اور افعال کرنے لگے اِس کی عقل سالم اور دُرست ہے جو اُس کو از خود رفتہ نہین ہونے دیتی کنتم خیر امةٍ کا یہی مصداق ہے اور عظیم الشان اور باعظمت یہی اہل تسننؓ کا مُقلد فرقہ ہے جس کے جلال اور اقتدار سے مخالفین کا سینہ کباب ہے۔

ایک جمعہ اور عیدین کی نماز اِس گئے گذرے وقت مین سوائے سُنیون

(۱) یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافہ ”
مسلمانون دین اسلام مین پورے طور سے داخل ہوجاؤ۔

کا کلمہ پڑھتے ہین۔

بچپن سے جب اُنکو اہل بیت کے حسن و جمال بے نظیر پر رجھایا جاتا ہی تو بڑے ہونے پر وہ از خود شیفتہ اور مبتلاے محبت اسدرجہ ہو جاتے ہین کہ پھر وہ کسی کے حسن کو نظر مین نہین لاتے وہ غلبہ محبت کا دوسری جانب مائل ہی نہین ہونے دیتا نہ دوسروںکے کمالپر اُنکی نظر جاتی ہے۔

پھر جنکی عداوت نے اُس محبت کیساتھ ساتھ دلمین گھر کیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ نشو و نما پائی ہو اُنسے کیسے اُنکو اُنسیت ہو سکتی ہے اُنکی نفرت اور وحشت تو روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔

جس حالت مین اُن کی محبت کا یہ غلبہ اور اہل بیت کا یہ رُتبہ کہ جنکی خوبی مین کلام نہین خدا و رسول برابر اُنکو سرا رہے ہین عرش اور کُرسی اُن کے مدارج کے سامنے سر جھکا رہے ہین پھر کیسے وہ کسی کو خیال مین لا سکتے ہین پھر واقعات ایسے وقوع مین آئے کہ جس سے اہل بیت کو اُس اُمت نے قتل کیا طرح بطرح سے ذلیل کیا صدہا طرح کی ایذائین دین ایک دم چین نہین لینے دیا خاص الخاص حسنینؓ جو اللہ کے پیارے اور عرش کے تارے اور نبی علیہ السلام کے نور نظر اور فاطمہ کے جگر پارے تھے اُنکو سب سے زیادہ بیرحمی اور سنگدلی سے بے ایمانون نے شہید کیا۔

اب اِس کی تحقیق کون کرے اور اصلیت کا کھوج نکالنے اور حقیقت دریافت کرنے کی سر درد ی کون اُٹھاوے جس سے دوست دُشمن کی تمیز ہو اور خاک سے کُندن علیحدہ ہو جاوے۔

وہ بچپن کے جمے ہوئے پختہ خیال اب بڑھاپے مین کیسے دل سے دور ہو سکتے ہین۔

جنکی ادنکو برسون تعلیم ہوئی ماں باپ۔ اُستاد۔ یار۔ دوست جس قدر برم آرا ہوئے اور جس محفل اور مجلس مین جا کر بیٹھتے وہان یہی درس اور سبق اُنکو دیا گیا اور یہی راگ سنایا گیا جس کے سبب وہ اصحاب کبار کو اسلام کا دشمن

صرف ایک تشبیہہ تھی جو اوپر عرض کی گئی اور اب اُس سے زیادہ واضح اور
مشرح مثال پیش کرتا ہون بچہ کے ساتھ ایک محبت باپ کو اور ایک اُستاد کو
اور ایک محبت مان کو ہوتی ہے وہ بچہ باپ کا نور نظر اور مان کا لخت جگر اور اُستاد
کا روحانی فرزند ہوتا ہے ان تینون کی محبت مین نہایت ہی تفاوت نظر آتا ہے
باپ کی محبت اُستاد کی محبت سے کہین زیادہ اور مان کا جوش سب سے
غالب ہوتا ہے بچہ کے لئے یہ تینون تاحج مشفق اور اُس کے دلی خیرخواہ ہوتے
ہین مگر بقدر مراتب محبت اُن کا عملدرآمد ہے اُستاد جسکو باپ کی نسبت محبت
کم ہوتی ہے ذرا سی بھول چوک پر زدوکوبی اور چشم نمائی کرتا ہے اور باپ کسی
بڑے قصور پر خشم ناک ہوتا ہے مان جس کو محبت کے غلبہ نے دیوانہ کر رکھا
ہے بڑے سے بڑے قصور پر بھی غضب ناک نہین ہوتی اور قصور دیکھکر بھی اُسکو
پیار کرتی اور چھاتی سے لگا لیتی ہے۔

ان تین شخصون کے سوا چوتھے شخص کو دیکھو جسکی محبت کے سامنے ان تینون
کی محبت ہیچ ہے اور جسکو محبت نے از خود رفتہ کر دیا ہے وہ کون ہے
وہ اُس لڑکے کا عاشق اور اُسکا جان نثار وہ اُس کے نام پر دل اور جان
قربان کرنے والا اور اُسی کی محبت کے نشہ مین مست اور سرشار ہے وہ کسی
حالت مین بھی اپنے محبوب پر کسی کی فضیلت کا روادار نہین ہو سکتا اور اُس
کے مقابلہ مین کسی کو نظر مین نہین لاتا اور جب لوگون سے اپنے محبوب کی
نکوئی اور فضائل سُنتا ہے تو بے انتہا مسرت سے اپنے محبت پر فخر کرتا اور
اُن خوبیون کو حجت قرار دیتا ہے اور جو کسی سے ذرا بھی کوئی لگاؤ خصومت اور
اپنے محبوب کی مضرت کا سُن پاتا ہے تو آپے سے باہر ہو کر غضب کا مخالف
ہو جاتا ہے یہی حال ہمارے بزرگ فرقہ اہل تشیعہ کا ہے کہ اُن کو جن بزرگوارون
اہل بیت سے اُلفت ہے وہ صرف الفت ہی نہین ہے بلکہ عشق ہے جسنے
اُن کو مدہوش کر دیا ہے اُن کی نظر مین اُس پاک محبت کے سوا دوسری
کی محبت نہین سماتی رات دن وہ اُسی دُھن مین لگے ہوئے ہین اور نہین

کچھہ نظر نہین آتا علیؑ اور فاطمہؓ اور حسنینؑ ایک تو اسلام کے نور عین اور چراغ
اور پھر اُن کے مصائب کا مسلمانون کے دل پر ایک بڑا بھاری داغ - اور پھر ہر
سال اُنکا ماتم غمناک اور دردانگیز وضع سے ہونا اور امام ہمام کی مظلومی اور ظالمون
کی سنگدلی کا نقشہ ہر سال آنکھون کے روبرو دکھانا اور آٹھہ آٹھہ آنسو رلانا زخم پر
زخم اور خنجر پر خنجر لگاتا یہی باعث ہے کہ ان برگزیدگان و مقربان بارگاہ سبحان
کی جوش محبت نے اہل تشیعہ پر غلبہ پاکر مدہوش کر دیا ہے -

اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب کے عشق مین محو ہوتا ہے
کہ جس سے اُس کو نہ اپنے جسم کی سُدہ رہتی ہے نہ اپنی عزت اور مضرت کی
خبر رات دن اُس کی یاد نام حذا رہتی ہے وہ محبت کے جوش مین کسی کے حفظ
مراتب کا کچھہ خیال نہین رکھتا اور دوسرا گو کسی درجہ کا ہو اور کیسے ہی کمالات مین
ہون اور کتنے ہی معتبر ذریعہ سے اُن کمالون اور بزرگیون کی تصدیق اُس کے
سامنے مثل آئینہ دکھلائی جائے مگر وہ ہرگز اپنے محبوب پر کسی کی فضیلت کا ہرگز
روادار نہین ہو سکتا -

لیلیٰ کالی تھی اور اُس سے لاکھہ درجہ حسین اور خوبصورت قیس کے یہان کنیزکین
تہین مگر قیس لیلیٰ پر ہی مجنون رہا -

محمود غزنوی ایک عظیم الشان بادشاہ تھا جسکے یہان لاکھون غلام پریزاد موجود
تھے مگر وہ تو ایاز کا ہی آخر عمر تک شیدا رہا -

شیرین سے زیادہ کیا کوئی عورت حسین فارس مین نہین تھی لیکن فرہاد کی جگر میں
تو خنجر اُسی کی اُلفت کا لگا تہا -

محبت کا خاصہ ہی یہ ہے کہ جب غالب ہو جاتی ہے تو عقل و ہوش سب جاتی
رہتے ہین اسکی نظیر ہم اور مشاہدہ کراتے ہین تاکہ مذکورہ بالا انظار سے ہمارے
بھائی سُنی ہم کو یہ الزام نہ دین کہ ہماری نسبت نفس محبت اہل بیت کا اظہار کیا
اور شیعہ کہین کہ ہم کو مجنون قرار دیا - نہین - نہین - ہمارا یہ خیال ہرگز نہین محبت اہل
بیت اسلام کی جان ہے اور اہل تشیعہ کو ہم بزرگ اور شائستہ سمجھتے ہین یہ

جواب جو لکھے گئے ہین وہ معدوم اور بے نام ونشان ہین۔
محمد مرزا صاحب کا نزہت اثنا عشریہ جو تحفہ کے جواب مین ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا سیرت النعمان کے جواب مین حسن البیان جسکو نام رکھنا بھی نہین آیا اور قرآن کی آیات کے مقابلہ مین مسیلمہ کذاب کی ہزلیات۔
نواب سعادت علی خان کے وقت مین بمقام لکھنؤ کسی شیعہ نے تحفہ کا کسی قدر جواب تحریر کرکے نواب کے روبرو پیش کیا تو انشاء اللہ خان نے اُس کو سُن کر فی البدیہہ یہ شعر کہا ؎

	خانگی کجا و کشف رموز سخن کجا کورا ہنر شناختن تہان ململ ست	

اسپر نواب وزیر اور حاضرین دربار نے قہقہہ لگایا اور اُس کے مؤلف کو خفیف ہونا پڑا۔ (دیکھو مظہر العجائب)
مؤلف تحفہ کو مذہب شیعہ کی اس قدر واقفیت ہے کہ علما شیعہ کو بھی اتنی خبر اپنے مذہب سے نہ ہوگی اور جو غیر مذہب کا اسدرجہ ماہر اور مبصر ہے وہ اپنے مذہب کا کسقدر عالم متبحر ہوگا اہل تشیعہ کے کلی اور جزوی مسائل ہین سے ایک بھی فروگذاشت نہین کیا اور جو کچھ لکھا ہے نہایت تحقیق اور سند سے لکھا ہے۔ یون معترضین نے تو کلام الٰہی کو بھی تسلیم نہین کیا اور اُس پر بھی اعتراض سے باز نہین رہے لقولہ تعالےٰ وما تاتیھم من آیۃ من آیات ربھم الا کانوا عنھا معرضین"
یعنی جو آیت خدا نے اپنی آیات سے نازل فرمائی معترضین نے برابر اسپر اعتراض کیا اور نہ ایسا کوئی رسول آیا جسکا مذاق نہ اڑایا گیا ہو کما قال اللہ تعالیٰ "وما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن" اور رسولون مین ہر ایک رسول کی منکرین نے ہنسی اُڑائی۔
یہ ضرور ہے کہ اہل تشیعہ کو سادات عظام کے جن اعلیٰ اور اشرف بزرگوارون سے محبت ہے وہ اس درجہ غالب ہے کہ اُس جوش محبت نے اُنکو دیوانہ اور متوالا کر رکھا ہے اور وہ فنافی المحبوب کے درجہ مین ہین جس سے اُن کو

کا صفایا کراتے ہین غرضکہ اسلام کے کم وبیش آثار کل مذاہب مین اسی طرح
موجود ہین جنکی اختلاف نے یہ صورت بنا رکھی ہے کہ وہ اصلی طریقہ سے کسقدر
دور جا پڑے ہین اور دین سے لگاؤ تک اُنکو نہین ہے سو اختلاف مین جو پڑ گئے
ہین وہ اُس مین سے پھر نہین نکلتے اُنکے خیالات اصل سے تجاوز ہی کرتے چلے جاتے
ہین ابتک کسی مناظرہ اور مباحثہ سے ایسا نہین ہوا کہ لوگ اپنی ضد اور اُس
اختلاف سے جسمین وہ مبتلا ہوئے ہین باز آگئے ہون۔ سو اسکو روکنا ضروری
ہے کیونکہ اختلاف ہی سے دین خراب ہوتا ہے یہ بڑے بڑے مذہب جو
دُنیا مین نظر آتے ہین ان سب کا ماخذ اسلام ہے مگر اختلاف نے اُنکو اسلام
سے اسقدر علیحدہ اور دور پھینکدیا کہ وہ بجائے دوست ہونے کے دشمن
ہین اور حقیقت سے بے خبر۔

تیسری قسم کے عالم کچھہ کچھہ قلم بند کرتے اور فہمائش ضروری سمجھتے ہین
جسکا بڑا فائدہ اُن کے نزدیک یہ ہے کہ یہ مانا کہ اختلاف کے دلدل مین پھنسے
ہوون کا نکلنا تو دشوار ہے لیکن جو ہنوز اُس مغالطہ مین نہین آئے اُن کی حفاظت
لازمی ہے کہ وہ محفوظ رہین جس سے وہ کچھہ تالیف کرتے ہین اور اُن اختلاف
مین پڑے ہوون پر تو وہ بھی ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہین۔ اور یہ عمل
اُن کا بموجب اس ارشاد خداوندی کے ہے " ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون ۰ اور تم مین سے
ایک ایسی جماعت قایم ہونی چاہیے جو لوگون کو نیکی کی طرف بلادے اور نیک
باتین بتایا کرے اور بُری باتون سے منع کیا کرے اور وہی فلاح پانے
والے ہین۔

ابتدا مین جسوقت شیعہ فرقہ نے سر اُٹھایا تو قلمی مقابلہ اُن سے بہت کم کیا گیا
لیکن جب بکثرت اہل تشیعہ کی جانب سے پے بہ پے حملے ہوئے تو اُسوقت
ہمارے علما نے دندان شکن جواب اونکو دئے جس مین اعلیٰ درجہ کی کتاب
اس ملک مین تحفہ اثنا عشریہ ہے جو لاجواب اور واقعی بے نظیر ہے اوسکے

سے ثابت کر دکھائینگے کہ دین حق تقلیدی مذہب مین ہی محدود ہے اور باقی فرقے خواہ وہ شیعہ ہون یا خارجی خواہ وہابی سب باطل ہین اور وہی فیصلہ آسمانی ہو گا۔

ہمارے علما کو اس جانب توجہ بہت کم ہے اسی وجہ سے ایسی کتابین مقلدین کی جانب سے کم تر تالیف ہوئی ہین جو اعلیٰ درجہ کے علما ہین وہ تو اس بحث ہی سے نفرت کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ جیسے اہل تشیعہ ذلیل و خوار ہوئے یہی کیفیت ان کی ہو گی جو دین حق ہے وہ حق ہی رہے گا اور ہمیشہ سے دین حق ہی غالب رہا ہے معتزلہ۔ شیعہ۔ قدریہ وغیرہ کسقدر فرقے اسلام مین ہو گئے جن کے نام ہی باقی ہین غیبی تائید اُسی فرقہ حقہ کے ہم راہ رہی اور ان مین سے کسی کو بھی کوئی اقتدار یا شوکت نہین حاصل ہوئی سو جو انجام اُن کا ہوا وہی انکا ہو گا پھر اس بحث اور مناظرہ مین پڑنے سے کیا حاصل ہے۔

دوسرے درجہ کے علما کا یہ خیال ہے کہ ابتدائی آفرینش سے خدائی دین ایک ہی تھا جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ”وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا“

یعنی شروع مین لوگ دین کے ایک ہی طریقہ پر تھے اختلاف اُن مین پیچھے پیدا ہوا یہی دیوالی جو اہل ہنود مین ہوتی ہے اسلام کی شب براۃ اور شب قدر تھی اور یہ ہوم جس مین منون گھی اور غلہ اور مشک زعفران وغیرہ آگ کی نذر کیا جاتا ہے اسلام کی زکواۃ کا قدیمی قاعدہ تھا جو اہل ہنود کے یہان رائج ہے وہ قربانی جانورون کی جو سنت ابراہیمی اور شعار اسلام ہے اہل ہنود کے یہان بھی اسکا عملدرآمد ابتک چلا جاتا ہے مگر وہ خدا کے نام پر قربان نہین کرتے دیویون اور ماتاؤن کی نذر کرتے ہین۔

آپ کے یہان بیت اللہ اور آب زمزم ہے تو اُن کے یہان ہردوار اور گنگا جلی اُس کے مقابلہ مین ہے جیسے مسلمان احرام باندھتے ہین اور سر منڈاتے ہین ایسے ہی وہ احرام باندہ کر ہردوار جاتے اور وہان کل ڈاڑھی موچھہ تک

حدیثین ہمین ملی نہین جس سے اُنہون نے اپنی راے سے اجتہاد کیا یہ انکا بیان کس قدر اِن کی نادانی اور جہالت کا مظہر ہے کہ اِن کو دین کی واقفیت ہی نہین ہے

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

یہ مانا کہ قرآن اور احادیث موجود ہین مگر اُسکو سمجھین کس سے کیا ایسے نفس پرست کٹ ملا اُس کے سمجھانے کے لایق ہین۔

جیسے شیعون نے مغالطہ مین پڑ کر اپنے دین کو خراب کیا اُس سے زیادہ اختلاف کے دلدل مین پہنسکر یہ برباد ہو رہے ہین صرف فرق اتنا ہے کہ وہ انتہا درجہ پر پُہنچ گئے ہین اور ابھی یہ بیچارے مبتدی ہین اور ابتدائی ہونے کی وجہ سے یہہ خوشنمائی اور پابندی صوم وصلواۃ کا جوش ہے کیونکہ یہہ نمائش باعث دلفریبی عوام ہے۔

شیعہ بھی برملا یہی اظہار کرتے ہین کہ امیر علیہ السلام سے کس کا درجہ افضل اور اعلیٰ ہوسکتا ہے کہ ایک تو حضور علیہ السلام کے بھائی دوسرے داماد اور خاتون جنت کے خاوند۔

یہ قرب اور یہ منصب کسی صحابی کو حاصل نہین پھر اُس پر سبقت اسلام اور پھر شجاعت اور علم وفضل مین وہ پایہ کہ دوسرونکو نصیب نہین

جیسے اُن کے دھوکے مین حقیقت ناآشنا آگئے ایسے ہی اِن کے دام فریب مین اکثر جاہل نومسلم اور ناخواندے گرفتار ہوگئے ہین امامت کا مسئلہ خلافت کے مسئلہ سے بھی زیادہ دقیق اور پیچیدہ ہے اور جیسی غلط فہمی اہل تشیعہ کو مسئلہ خلافت مین اور غیر مقلدین سادہ لوح کو امامت مین ہوئی ہے۔ ایسی غلط فہمی اسلام کے کسی دوسرے مسئلہ مین نہین ہوئی اور زیادہ حیرت اِس سے ہوتی ہے کہ جو اُن فرقون مین شمس العلما کہلاتے ہین وہی سب سے زیادہ اِس دلدل ضلالت مین پہنسے ہوئے ہین۔ اور آفتاب کی روشنی پر خاک ڈالنا چاہتے ہین اور صریح آیات اور احادیث کے خلاف راہ پیما ہین اور یہ وہ ظاہر بین لوگ ہین جو اسلام اور فقہ کی حقیقت سے محض ناآشنا اور بے خبر ہین۔ مگر ہم انشاء اللہ کلام مجید

تھی ہر ایک مسئلہ استفتائی کو اپنے عہد خلافت مین اکابر صحابہ کے مجمع مین پیش کر کے بعد بحث و مباحثہ ایک راے قایم فرویا کرتے تھے اور اوسی پر عملدر آمد ہوتا تھا جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین "کان من سیرۃ عمر انہ کان یشاور الصحابۃ ویناظرھم حتی تنکشف الغمۃ ویاتیہ الثلج فصار غالب قضایاہ وفتاواہ متبعۃ فی مشارق الارض ومغاربھا"
یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آپ صحابہ سے مشورہ اور مناظرہ کرتے تھے یہانتک کہ پردہ اُٹھ جاتا تھا اور یقین آجاتا تھا اسیوجہ سے حضرت عمرؓ کے فتوونکی تمام مشرق اور مغرب مین پیروی کیگئی۔
فقہ کے کئی ہزار مسائل صحیح حدیثون مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہین جنمین ہزار مسئلہ کے قریب وہ مسائل ہین جو فقہ کے اہم اور اعلیٰ درجہ کے مسئلے ہین ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ نے فروعی مسائل استنباطی مین انہین نظائر کو پیش نظر رکہا ہے۔
مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا مین رقم فرماتے ہین "وہمچنین مجتہدین در روس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند"
یہی طریقہ اجتہادی مسائل مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا چنانچہ مسند دارمی مطبوعہ نظامی کے صفحہ ۴۴ پر بسند مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قرآن مجید کیطرف رجوع کرتے قرآن مجید مین وہ صورت مذکور نہ ہوتی تو حدیث سے جواب دیتے حدیث بھی نہ ہوتی تو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ کو جمع کرتے اور اُن کی اتفاق رائے سے جو امر قرار پاتا اُس کے مطابق فیصلہ کرتے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری کو خط لکھا تھا اوس کو بروایت دارقطنی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے ازالۃ الخفا مین نقل کیا ہے "الفہم الفہم فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی الکتاب والسنۃ واعرف الامثال والاشباہ ثم قس الامور عند ذلک"

مین لب کشائی کرتے اور جو وہ ایسے کرتے تو اُنکی گردن اڑا دیجاتی صحابہ ایک لحظہ بھی اُنکو زندہ نہ چھوڑتے۔

اور تبلیغی احکام مین وہ اسقدر تشدد اور سختی کے روادار تہے کہ اس منافق جو یہودی کے مقابلہ مین حضور علیہ السلام کے فیصلہ کی نامنظوری ظاہر کی تو آپنے فوراً اسکا فیصلہ (۱) ہمیشہ کے لئے کر دیا۔

یہی سبب اس اختلاف کا ہے اور ائمہ مجتہدین کی راے مین بھی جو اختلاف واقع ہوا ہے اکثر مسائل مین اُس کی وجہ یہی تہی چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ کی راے تو حضرت عمرؓ کے اتباع کی موجب ہی ہے کہ وہ تبلیغی احکام کو علیحدہ اور غیر شرعی کو علیحدہ سمجھتے ہین اور اُن کے فقہ کی بنیاد اسی پر ہے جس کے باعث نادان مغالطہ مین پڑے ہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ کل اقوال و افعال حضور علیہ السلام کو تشریعی اور تبلیغی سمجھتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت وہ یہ لکھتے ہین کہ رسول اللہ کے سامنے کیسکے قول و فعل کی کچھہ اصل نہین۔

بایں ہمہ کہ حضرت عمرؓ کی رائے سے قیدیان بدر اور رسم پردہ و حرمت شراب و منع نماز جنازہ منافق وحی نے موافقت کی اور آپ کی جحبت پر کبھی حضور علیہ السلام نے ناراضی یا عتاب نہین فرمایا لیکن تاہم اُن کو فقہی مسائل مین کمال احتیاط و تحقیقات

(۱) ایک یہودی سے منافق کا تنازعہ واقع ہوا حضور علیہ السلام کا انصاف مخالف بھی تسلیم کئے ہوئے تہے اُس یہودی نے کہا چلو تمہارے نبی سے ہی فیصلہ کرائین حضور علیہ السلام نے یہودی کے حق مین جو بر سر حق تہا فیصلہ کر دیا اس پر وہ منافق ناراض ہوا اور یہودی کو کعب بن اشرف یہودی کے پاس لے جانے لگا راستہ مین حضرت عمرؓ مل گئے منافق نے اس خیال سے کہ مین نیا مسلمان ہون یہ میرے اسلام کا لحاظ کر کے پیغمبر صاحب کے فیصلہ کو بدل دین گے اُنسے رجوع کیا یہودی نے اُسیوقت حضرت عمرؓ سے رسول علیہ السلام کے فیصلہ کا حال ظاہر کر دیا اور کہدیا کہ یہ اُس فیصلہ سے ناراض ہو ا کعب بن اشرف کے پاس جو ہمارا سردار ہے لئے جاتا ہے حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہ یہ مخالف فیصلہ رسول اللہ کا ہے منافق کی گردن اُڑا دی اُسکے رشتہ دارون نے شور مچا دیا کہ مسلمان کو قتل کر دیا

وعائشہ۔ وزید بن ثابت،،
یعنی ان چار کے سوا باقی جو لوگ تہے وہ مطالب سمجتے تہے لیکن آداب وسُنن اور ارکان و شرائط مین امتیاز و تفریق نہین کر سکتے تہے اور جہان حدیثین متعارض ہوتی تہین اور دلائل مین تقابل ہوتا تہا وہان وہ بجز بعض بعض موقعون کے دخل نہین دیتی تہے جیسے ابن عمر۔ عائشہ۔ زید بن ثابت۔
معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ہو گیا تہا ابو موسیٰ و زید بن ثابت اور ابن مسعود حضرت عمرؓ کے تعلیم یافتہ تہے اور انہون نے حضرت عمر کے بعد انہین کا اتباع کیا اور انہین صحابہ کا اتباع ائمہ مجتہدین نے کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ یہ طریقہ تقلید کا حضور علیہ السلام نے ہی قایم فرما دیا تہا اور چار کا انتخاب جو اجتہادی مسائل مین فرما کر یقین فرمایا تو امت کے لئے اس مین یہی ارشاد تہا کہ آیندہ کو چار مجتہد ہون گے اُن کی تقلید کرنا میرا اتباع ہوگا جس طرح ان چارین سے ہر ایک کی تقلید بموجب قرآن وحدیث ہے ویسے ہی ہر ایک امام کی۔
اہل خبر جانتے ہین کہ حضرت عمرؓ کی رائے نہایت دقیق اور سنجیدہ اعلیٰ درجہ کی تھی اور فقہ کی اصل حضرت عمرؓ ہی مین خود حضور علیہ السلام سے مسائل دریافت کرنے اور تحقیق مین جو اُنکو جرأت تھی وہ کسیکو حاصل نہین تہی اُن کو یہہ امتیاز طبعی تہا کہ وہ تبلیغی اور تشریعی احکام کو ایک نہین سمجتے تہے اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اُن کے ذہن نشین تہا "انما انا بشر اذا امرتکم بشئ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئ من رای فانما انا بشر"،،
یعنی مین آدمی ہون اس لئے جب مین دین کی بابت کچہہ حکم دون تو اُس کو پکڑو اور جب اپنی رائے سے کچہہ کہون تو مین ایک آدمی ہون۔ یہی سبب تہا کہ قیدیان بدر اور عبد اللہ بن ابی کے جنازہ پر نماز اور صلح حدیبیہ پر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجت کی تو وہ اسی بناء پر تھی ورنہ کیا مجال تہی کہ وہ تبلیغی احکام

راے سے تاویل کرتے ہین یہ ترک تقلید اُن کو ہدایت کی جانب رہنمونی نہین کرتی ہے بلکہ ضلالت کے تاریک چاہ کی طرف کشان کشان لئے جارہی ہے۔ ""بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بغیر علم"" ظالم بے جانے بوجہے اپنی خواہشون پر چلتے ہین۔

اب ہم کو صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ صحابہؓ کا طرز کیا تہا آیا اُنکا یہ طریقہ تہا جسکو مقلدین نے اختیار کر رکہا ہے یا غیرمقلدین کے موافق تہا سواس بارہ مین جو شہادتین اسوقت کی ہین وہ مرُدود و قابل پذیرائی تہین متقدمین کی شہادتین البتہ قابل قبول ہین

امام محمدؒ صاحب رحمۃ اللہ کتاب الاثار مین روایت کرتے ہین ""ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ بینھم علیؓ بن ابی طالب وابیؓ وابی موسیٰ علیحدۃ وعمر و زیدؓ وابن مسعود۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے چہ شخص تہے جو فقہ کے مسائل مین باہم بحث کیا کرتے تہے۔ علیؓ اور ابی بن کعبؓ اور ابو موسیٰؓ ایک ساتہ اور حضرت عمرؓ اور زیدؓ اور ابن مسعودؓ ایکساتہ۔

علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے ""لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر عمر وعلی ومعاذ وابی موسیٰ"" یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سوا سے عمر اور علی اور معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی فتوی نہین دیتا تہا۔

فتح المغیث مین امام شعبی کا مقولہ لکہا ہے کہ ""کان العلم یوخذ عن ستۃ من الصحابۃ"" یعنی علم چہ صحابہؓ سے سیکہا جاتا تہا۔

اسی وجہ سے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ چار صحابہؓ یعنی عمرؓ علیؓ ابن مسعودؓ ابن عباسؓ کا نام لکہہ کر فرماتے ہین واما غیر ھولاء الاربعۃ فکانوا یرون دلالۃ ولکن ما کانوا یمیزون الرکن والشرط من الادب والسنن ولم یکن لھم قول عند تعارض الاخبار وتقابل الدلایل الا قلیلا کابن عمر

تفرقہ ڈالتے ہین اور اپنے کو بہتر اور اعلیٰ سمجھتے ہین اور خدا فرماتا ہے تلکَ الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا یہ آخرۃ کا گھر اُنہین لوگون کے واسطے ہم نے خاص کر رکھا ہے جو نہ دُنیا مین شیخی کرتے ہین اور نہ فساد۔

اس قسم کی آیات بنیات اور احادیث باہرہ مین جب کوئی چارہ کاران غیر مقلدین کو نظر آیا تو یہ تاویل کرتے ہین کہ جماعت سے صحابہؓ کی جماعت یا صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین کی جماعت ہے نہ عام مسلمانان کی جماعت لیکن اتنا نہین سمجھتے کہ صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین گذرنے والے تھے نہ ہمیشہ کو رہنے والے اور یہان ہمیشہ کے لئیے ایک طریقہ اُمت کو تعلیم کیا گیا ہے کہ وہ آیندہ کو عامۂ مسلمین کا طریقہ اختیار کرین اور سواد اعظم سے علیحدہ نہ ہون اور سواد اعظم وہی ہے جو بڑا گروہ عام مسلمانون کا ہے جس کو مقلدین نے پکڑ رکھا ہے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح عقد الجید مین فرماتے ہین "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاھب الحقۃ الا ھذہ الاربعۃ الاعظم کان اتباعھا اتباعا لسواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عن السواد الاعظم"

یعنی رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم بڑے گروہ کے ساتھ رہو اور دیگر مذاہب حقہ بجز ان چارون مذاہب کے مِٹ مٹا گئے اب انہین چار کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے اور وہ جو نکلا انسے وہ سواد اعظم سے الگ ہو گیا۔

نور الانوار اخیر باب الاجماع مین ملاجیون اُستاد شاہ عالمگیر غازی رقم طراز ہین وعندی ھذا الاصل ھو المنشاء لانحصار المذاھب فی الاربعۃ وبطلان الخامس المستحدث اور میرے نزدیک بیشک یہ اصل منشا ہے واسطے انحصار مذاہب کے چار مین اور باطل ہونے پانچوین مذہب نئے نکلے ہوئے کے۔ یعنی انہین چار مین حق مذہب ہے اس کے سوا باقی جو کوئی مذہب ہے وہ جدید مذہب ہے اور وہ باطل ہے۔

امام طحطاوی شرح دُرالمختار کتاب الذبائح مین یون ارشاد فرماتے ہین "ان ھذہ

باقی نہ رہے اور کیا نتیجہ متصور ہے۔

ایسا کرنا خلاف فرمان الٰہی ہے وہ فرماتا ہے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" اللہ کی رسّی سے سب اکٹھے ہو کر لپٹ جاؤ اور الگ الگ مت ہو یعنی اللہ کے دین میں سب اکٹھے رہو فرقے فرقے مت بنو اور اسی کے آگے مزید تاکید اور صراحت کیواسطے پھر ارشاد ہے جسمین ایک نظیر دکھلا کر تفرقہ کی خرابیاں اور قومی اور دینی نقصان آشکار فرما دیئے ہین "ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت ؕ واولٰئک لھم عذاب عظیم"

تم اُن جیسے نہ ہو جانا کہ باوجود اسکے کہ اُن کے پاس کُھلے کُھلے احکام آئے پھر بھی وہ متفرق ہو گئے اور اُن احکام مین اختلاف کرنیلگے ایسے لوگون کے واسطے بڑی مار ہے۔

یہ تہدید تو اختلاف کرنے والون اور اجماع سے الگ رہنے والون کیواسطے فرمائی کہ وہ متنبہ ہون اور دین مین رخنہ اور فتنہ نہ ڈالین اس کے آگے عذاب و ثواب سے آگاہ کر کے اجماع امت کی خوبی اور قبولیت کا حال بیان فرماتے ہین تا کہ اجماع مین اختلاف کرنے کا کسی کو موقع نہ رہے "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" تم اچھی جماعت ہو لوگون کے فائدے کے واسطے تمکو پیدا کیا گیا ہے اِس سے صاف معلوم ہوا کہ جماعت ہی اچھا گروہ پسندیدۂ خدا ہے اسیواسطے حضور علیہ السلام سے احادیث صحیحہ وارد ہین جن مین آپنے جماعت سے الگ ہونے والے کو بہت ڈرایا ہے کہ جسنے جماعت کو چھوڑا اوس نے اسلام کی رسّی اپنے گلے سے نکال ڈالی" (دیکھو مشکوٰۃ) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے "ید اللہ علی الجماعۃ" میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی "لا یجتمع امتی علی الضلالۃ" اِس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہو گی "فبای حدیث بعدہ یومنون"۔

جو اِس سواد اعظم سے الگ جا رہے ہین وہ بالکل مخالف اور مصداق "ولا تکونوا" الخ فرمان ایزدی کے ہین۔ اور خاص مفسد ہین جو جماعت مین

غسل کی نہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لایجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ"

یعنی تم مین سے کوئی شخص ٹہیرے ہوے پانی مین جو بہتا نہو پیشاب نہ کرے پھر اُسمین غسل کر رہا ہو اور یہ حدیث بخاری اور مسلم کی ہے۔

تیرھوین [۱۳] نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ نہین ہے بلکہ یہ ہے کہ جب تمکو تالاب یا حوض وغیرہ مین جسکا پانی ٹہیرا ہوا ہو غسل کرنے کی ضرورت ہو تو غسل کرتے ہوئے اُسمین پیشاب کرنا نہین چاہیئے۔

چودھوین [۱۴] نے کہا کہ عام طور سے حضور علیہ السلام نے ٹہیرے ہوے پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت کر دی ہے غسل پر منحصر نہین ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے "عن جابرٍ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبال فی الماء الراکد رواہ مسلم"

پندرھوین [۱۵] خوش فہم نے یہ دلیل پیش کی کہ حدیث مین پیشاب کرنیکی ممانعت پانی کے اندر آئی ہے باقی نجاست کا مضائقہ نہین خواہ پاخانہ کی ہی نجاست کیون نہ ہو۔

سولھوین [۱۶] صاحب کا یہ اجتہاد ہوا کہ ٹہرے ہوے پانی مین پیشاب کرنیکا حکم نہین جو کسی ظرف مین پیشاب کرکے تالاب یا حوض مین کوئی ڈالدے تو کچھہ اندیشہ نہین پانی پاک رہے گا جیسا کہ ابن الوہاب نجدی کے پیر و مرشد ابن حزم کا یہی اجتہاد ہے۔

اب اِس اختلاف پر غور فرمانا چاہیئے کہ یہ سب حدیث سے ہی تمسک کرتی ہین اور جس حالت مین ایک پانی کے مسئلہ مین یہ کچھہ اختلاف واقع ہوگا جس کو کوئی نہین روک سکتا تو دوسرے مسائل نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ نکاح۔ اور میراث وغیرہ مین کہانتک نوبت پہونچے گی اور اِس اختلاف کا انجام سوا اسکے کہ دین حقہ کے پرزے پرزے ہوجائین اور سب جگہہ آتش فساد مشتعل ہوکر اسکا نام و نشان

مین دکھلایا جاتا ہے قطع نظر دیگر مسایل کی تقلید چھوڑ کر پانی کے مسئلہ پر نظر کرو کہ غیر مقلدین عامل بالحدیث کے خیال موجب کیا ہیئت اس مذہب کی رہتی ہے۔

ایک فریق کا یہ عقیدہ ہے کہ قلتین سے جو پانی کم نہ ہو وہ ہر ایک چشمہ یا تالاب کا پاک ہے جیسا کہ حدیث ابن عمرؓ سے واضح ہے "قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث فانہ لا ینجس رواہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسائی والدارمی وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ)

دوسرے فریق نے کہا کہ ہم تو اس حدیث کو صحیح نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث صحیحین مین سے نہین ہے اور محدثین کو اسکی صحت مین اختلاف ہے۔

تیسرا فریق یہ دلیل لایا کہ قلتین کا لفظ حدیث مین آیا ہے جسکے بہت سے معنی ہین قلہ پانی کے بڑے گھڑے کو بھی کہتے ہین اور پہاڑ جیسے بلند کو بھی قلہ کہتے ہین اور دو مشکیزہ پانی کو بھی قلہ کہتے ہین جس سے کسی نے قلتین سے دو گھڑے پانی کی مقدار اور کسی نے دو پہاڑ کی بلندی برابر اور کسی نے دہ در دہ اور بعض نے پانزدہ در پانزدہ اور بعض نے بست در بست مُراد لی ہے سو قلیل وکثیر دونون قسم کے پانی پر یہ حدیث صادق آسکتی ہے اور ہم دونون طرحکے پانیین خواہ تھوڑا ہو یا بہت حتیٰ کہ دو بڑے گھڑو نسے یا پانچ مشکیزونسے کم نہ ہو مطابق اسی حدیث کے عمل کرتے ہین۔

چوتھے نے کہا کہ ہم تو یہ حدیث لیتے ہین جس مین یہ ارشاد ہے "الماء طاھر الا ان یتغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاسۃ تحدث فیہ" رواہ البیھقی عن حفص بن عمر (عن المشکوٰۃ)

کہ جب تک پانی کے مزہ یا رنگ یا بو مین کوئی تفاوت نہ ہو پاک ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

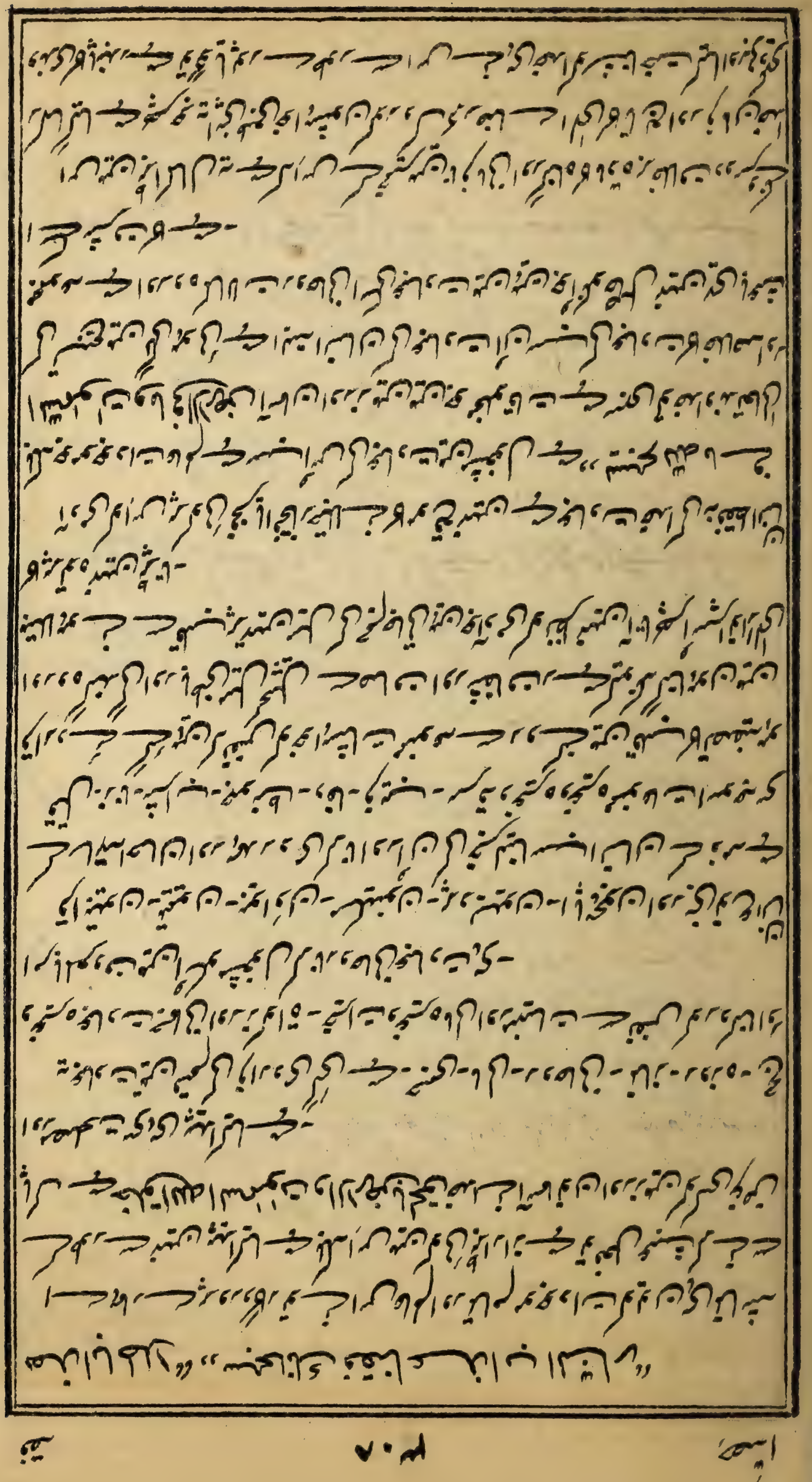
دلائل موجود ہین سو دو نقیض جمع نہ آجتک ہوئی ہین اور نہ قیامت تک ہون کہ ایک
ہی وقت مین دونون امام کی تقلید کیجاے ایک کی تقلید کریگا تو دوسرے کا
تارک ہوگا اور جو اوس نے ایک رکعت مین رفع یدین اور آمین بالجہر اور قراۃ خلف
الامام پر عمل کیا اور دوسری رکعت مین اُسکا تارک ہُوا تو یہ تقلید نہ ہوئی بلکہ اپنی
نفس کی پابندی ہوئی کہ جب اُسکا دل چاہا اوس نے اُس فعل کو مسنون سمجھکر
کیا اور جب چاہا نہ کیا تو متحقق ایک امر بھی نہ ہوا نہ اسکو یہ ثابت ہوا کہ رفع یدین اور
آمین بالجہر اور قراۃ خلف الامام سنت ہے اور نہ یہ تشفی ہوا کہ خلاف سنت ہی
وہ شک اور شبہ مین رہا اور خدا بار بار فرماتا ہے "و لاتکونن من الممترین"
کہ تم شک کرنے والون مین سے مت ہو وہ جو چارون کو حق کہتے ہین اوسکی
وجہ یہ ہے کہ ہر ایک امام اُسی قرآن و حدیث کو اپنے اجتہاد کا ماخذ بتلاتا ہے
اور ہر مسئلہ کی دلیل لاتا ہے اسی واسطے جو مذہب اختیار کیا جاوے اوسکو صحیح
ماننا چاہیئے اور باقی کو غلط اور دیگر ائمہ کی خطاء اجتہادی سمجھنی چاہیے یہ نہین کہ
وہ دُھبدا مین رہے کہ یہ صحیح ہے یا وہ صحیح۔ جس کو اسنے اختیار کیا ہے اوسکو صحیح
سمجھے تاکہ پختہ یقین کے ساتھہ یہ اُس امام مفروض کے مسائل کا پابند ہو کیونکہ یہ
تو اظہر کالشمس ہے کہ یہ ائمہ مجتہدین نبی نہین معصوم نہین شریعت کے مالک نہین
ہان وہ اعلیٰ درجہ کے مجتہد ہین جنکی اجتہاد کو خداوند تعالیٰ نے قبول فرمایا ہی
قرآن مجید اور حدیث اور نظائر صحابہؓ سے انہون نے شریعت کے مسائل کا
استنباط کیا ہے اور وہ حدیث و قرآن اور جملہ شریعت اسلامی کے اس پایہ کے
سمجھنے والے ہین کہ انکے بعد چشم فلک نے پھر ایسے نہین دیکھے اور تمام اُمت
محمدیہ نے اُنکو مجتہد العصر سلیم کیا ہے اور کوئی مسئلہ انکا خلاف حکم خدا و رسول
نہین ہے یہ تمہاری سمجھ کا قصور ہے اور نادانی کا باعث اور محض بہتان اور
افترا جو عوام کے رد بر دیہ راگ گاتے ہو کہ خدا و رسول کے حکم کو چھوڑ کر یہ مقلدین
ائمہ مجتہدین کے حکم کو بمنزلہ وحی اور صاحب وحی کے سمجھتے ہین۔ صرف ظاہری
خیالات سے جیسے بہت سے ناواقفون نے اپنے مذہب کو خراب کیا ہے

رضامندی کو پیش نظر رکھے وہ خود فرماتا ہے وتبتل الیہ تبتیلا، یعنی سب طرف سے ٹوٹکر اُسی کے ہو رہو۔
نماز ایک دو وقت کی ہی کافی تھی اس سے بھی یاد الٰہی اور خدا کا دھیان انسان کے دل مین رہ سکتا تھا مگر صرف ہمہ وقت اپنی جانب مائل کرنے کی غرض سے پانچ وقت کی نماز اس تاکید اور تشدد کے ساتھ فرض فرمائی ہے کہ سات سو جگہ قرآن مین اسکی تاکید ہے اور جب تک مرد انسانی حالت مین ہے خواہ بیمار ہو یا لڑ رہا ہو اور فوج دُشمن سے مقابلہ ہو یا یہ سفر مین ہو یا کیسا ہی زخمون سے چور ہو اور کتنا ہی ناتوان پیر ہو نماز کسی حالت مین معاف نہین پھر اسی پر اکتفا نہین کی اُسپر مزید بران سُنتین اور پھر مہینے بھر کے رمضان کے روزے اور زکواۃ۔ خیرات۔ حق العباد۔ اور نفس کُشی وغیرہ علیحدہ علیحدہ قسم قسم کے پیرایو نمین فرض واجب کر دیے کہ ہر دم اور ہر لحظہ یہ خدا کے روبرو اور خدا اسکے روبرو حاضر ناظر رہے بچہ ہو یا جوان عورت ہو یا پیر ناتوان سبھی کے واسطے یہ حکم عام ہے خدا ہی جانے کہ روح انسانی مین کیا اسرار غیبی ہے کہ جسکے ساتھ خداوند تعالیٰ کو اسقدر الفت ہے کہ دم بھر کی جدائی گوارا نہین ہے۔
لیل و نہار دُنیا مین سب جگہ ہوتے ہین مگر کس تغیر اور تبدل کیساتھ کہ ہر ایک جگہ کا نصف النہار جُداگانہ ہے اور ایسے دائرے خط استوا پر لاانتہا ہو سکتے ہین وہ اپنی قدرت سے ایسا بھی کر سکتا تھا کہ ایک ہی وقت تک سب دُنیا مین دن اور ایک ہی وقت تک رات رہے لیکن اس پر بھی جو مذہبی نظر ڈالی جاتی ہے تو اس کی علت غائی یہی معلوم ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ کی عبادت ہر لحظہ دُنیا مین ہوتی رہے اگر ایک جگہ سے مصلیٰ نماز کا اٹھایا جائے تو اُسیوقت دوسری جگہ نماز کی تیاری شروع ہو اگر ایک ملک مین صبح کے نمازی مسجدین چھوڑ چھوڑ کر جا رہے ہین تو دوسرے ملک مین اُسی صبح کی نماز کے لئے مسجدون مین آ رہے ہین اور یہی سلسلہ ہر نماز کا اسی طرح سے ہر وقت اور ہر لحظہ جاری رہتا ہے کہ اگر ایک ملک مین صبح کی نماز پڑہی جا رہی ہے تو دوسرے مین ظہر کی اور کسی

اوسکا ایسا گرویدہ اور شیدا ہوگیا کہ اپنی خواہشون کو بھی اُس کی فرمانبرداری کے آگے ترک کردیا۔ اسیواسطے اس سے بوجہ بشریت اگر گناہ سرزد ہوجاے اور یہ خدا کیجانب نادم اور پشیمان ہوکر معافی کا خواستگار ہوتا ہے تو مغفرت الٰہی اُس کی اس درخواست کو ہاتھون ہاتھ لے کر نظر شفقت سے قبول فرماتی ہے خدا کی غفور الرحیمی کے وصف کا مُظہر یہی ناکارہ گنہگار رہے دوسری مخلوقات سے نہ تو گناہ ہو نہ ضرورت معافی کی پڑے اور اسکو ہردم اور ہرحالت مین خداوند تعالیٰ کی مغفرت اور اُس کی رحم کی ضرورت رہتی ہے اور اسکا توبہ کرنا اور سربگریبان ہونا اسوقت کا برملا یہ ظاہر کررہا ہے کہ باوجود اس اقتدار اور فضل کے یہ تمام موجودات کا بادشاہ ہے اللہ جل جلالہٗ کے جلال سے کیسا ترسان اور لرزان ہے کہ اپنے کو سب مخلوقات سے بدتر اور کمتر سمجھتا ہے اور کوئی فخر نہین کرتا پھر کیسے یہ مقبول بارگاہ خداوندی نہ ہوے اسکا ہر قول و فعل جو خدا کے لئے اور اُس کی جانب توجہ کرکے اسکی طرح ہو رہا ہے سب عبادت ہے خداوند تعالی عبادت کا محتاج نہین مگر انسان کا کوئی خاص تعلق خداوند تعالیٰ سے ایسا ہے جسکے باعث یہ عبادت بہ نظر رحمت و شفقت اُس پر فرض کی گئی ہے تاکہ ہر وقت یہ خدا کا تصور رکھے "فاذکرونی اذکرکم" زیادہ نہ ہو تو پانچ وقت تو اُس کے حضور مین ضرور ہی حاضر ہو اصل یہ ہے کہ عبادت روح کی صفائی کے لئے ہے اور روح ہی جوہر لطیف ہے اور انسان مُراد اسی سے ہے بدون عبادت یہ جوہر صاف ستھرا نہین رہسکتا۔

جیسے جسم کی تربیت کے لئے اُس نے قسم قسم کی غذائین پیدا کی ہین اسی طرح روح کی پرورش اور آراستگی کے لئے ظاہری اور باطنی عبادتین فرض کردی ہین۔

اسلامی شریعت پر جو نظر کیجاتی ہے تو منشاء الٰہی ہر ہر بات اور معاملہ مین یہی ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر لحظہ خدا کی ہی جانب لَو لگائے رہے اور وہ اپنا دلی تعلق سواے خدا کے کسی سے رکھنے کا خیال بھی دل مین نہ لائے اُسی کا بالکل ہو رہے اور جو کام کرے اُسی کے واسطے کرے اور اُسکی



مُردے جلائے خاک سے جانور تک بنا کر اسنے اڑا کر دکھلائے بیجان سواری کو
اپنی عقل خداداد سے تری اور خشکی پر روان کیا جمادات کو وہ گویائی اپنی حکمت اور قابلیت
سے دی کہ جسکے مقابلہ سے ناطقہ سر بگریبان ہے۔
اسکی حکومت اور شوکت کے درجہ کو نہ آسمان پہنچا اور نہ عرش و کرسی نے یہہ
درجہ پایا یہانتک اسکا پایہ بلند ہوا کہ یہ معبود کہلایا اور مسجود ملائک ہوا اور کیون نہ ہوتا جبکہ
اس کی آفرینش سے پہلے ہی اس کو یہ خطاب عنایت ہو چکا تہا کہ "
انی جاعل فی الارض خلیفۃ "
اسیوجہ سے اسکو سبطرح سے معزز اور مشرف بنا کر اپنی عبادت اور فرمانبرداری کا بار
اسی خاک کے پتلے کے سر پر رکہا گیا اور یہ سہرا اسیکے سر منڈہا۔
وہ دولت ایمان[1] کی جس کے واسطے عرش سے فرش تک یہہ تمام کارخانہ بنایا
ہے اسی کی سرو کی گئی ہے فرشتے جو معصوم اور قدوسی کہلاتے ہین وہ بھی
اسی کیلئے خلق کئے گئے ہین۔
عبادت خواہ ظاہری ہو یا باطنی محافظ ایمان ہے یا یون کہو کہ ایمان کا ظہور اور اسکا
عملی طرز ہے اسیواسطے جہان آمنوا فرمایا ہے اُسی کے ساتہہ ساتہہ عملوا الصلحت کا بہی
اظہار کیا گیا ہے اور پہر اچہی طرح سے کہول کر فرمادیا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
کہ میں نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔
اب جو عبادت اور فرمان برداری مین کوتاہی یا سرتابی کرینگے وہ مستوجب عذاب
ہونگے کس لئے کہ اُنہون نے منشاء آفرینش کو نہین سمجہا اور اپنی جہالت اور سرکشی
سے موجودات کے عالم شہود مین لانے کو اکارت اور برباد کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ
یہ عالم اور موجودات عالم جو پیدا کی گئی ہے ایک فعل عبث ہے اور وہ فرماتا ہی در
افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون
کہ کیا تم نے یہ سمجہ رکہا ہے کہ ہم نے تم کو یونہین بے فائدہ بنایا ہے اور تم
سے ہر معاملہ کی بازپرس نہ ہوگی ایسا ہرگز مت سمجہو بلکہ یون کہا کرو ربنا ما خلقت

(۱) انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض الخ

اور جو موانع اُسکے سدراہ ہون اونکو دفع کرے اور تہذیب اور پرہیزگاری کو پھیلائے اسلیئے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی جمیع مخلوقات مین جو عزت انسانکو دی ہے وہ کسیکو نہین دی اعلیٰ درجہ کے حیوانات اُس کے تابع فرمان کردیئے کہ جن مین سے اکثر اُس کی خورش اور پوشش اور سواری کے کام آتے ہین۔ سونا۔ چاندی۔ اور جواہرات اسی کی راحت اور زینت کے سامان اور شب چراغ ہین۔ شمس و قمر جیسے نور روشن کو آدمی کا خدمتگار بنادیا۔ سارہ دن بھر آسمان جو جگمگا رہا ہے اسکا سائبان ہے یہ دولت بھری زمین جنمین بیشمار نعمتین ہین اسیکا دسترخوان۔ کوئی چیز ایسی نہین بنائی جسمین آدمی کا فائدہ مد نظر نہ ہو اور یہ ایک بڑی دلیل باریتعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کی ہے۔

اگر دہریون کے اعتقاد موجب کوئی صانع عالم نہوتا اور یہ سلسلہ دُنیا کا قدیم سے بلا خالق کے ہوا ہوتا تو یہہ امر ہرگز نہ ہوتا کہ ہر ایک چیز انسان کے لئے اور ہر مخلوق اسی ضعیف الابنیان کی خاطر ہوتی بلکہ ہزارون لاکھون چیزین اور مخلوقات ایسی ہوتی جسکا آدمی سے کوئی بھی تعلق نہ ہوتا اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ سب مخلوقات کا خالق خداوند تعالیٰ ہے جسنے اپنی حکمت اور قدرت سے تمام مخلوقات کو آدمی کا محکوم کردیا ہے اور کل موجودات مین انسان کا ہی فائدہ ملحوظ رکھا ہے۔ عورت سی نادر الوجود نازنین انسانی جنس کو بھی مرد کے زیر فرمان ہی کیا ہے غرضکہ ؎

	جو کچھہ کہ زمانہ مین ہے انسان کے لئے ہی آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لئے ہی	

وسخر لکم ما فی السموات والارض یہ دلیل اللہ جل جلالہٗ نے بھی اپنے خالق ہونے کی بیان فرمائی ہے جس کی اوپر تفسیر کیگئی ہے "هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا" یعنی خدا وہ ذات پاک ہے جسنے موجودات کو تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ کل موجودات عالم ذات واحد کے قبضۂ قدرت مین ہو اور سوا اُسکے اُس پر کسیطرح کا کوئی اختیار کسیکو نہو سے۔

مرد کیا ہے در اصل اس دُنیا کا بادشاہ اور کل موجودات کا فرمانروا ہے اسکو امیر بنایا وزیر بنایا بادشاہ بنایا خدائی بھر کے اختیارات اسکو عطا فرمائے اسکے ہاتھہ سے

فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قایم ہین اُن سب کا مرجع حضرت عمرؓ ہین
"بلاد اسلام مین جو مقامات فقہ کے مرکز مانے جاتے ہین وہ یہ ہین مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ
بصرہ۔ کوفہ۔ شام انہین مقامات مین حضرت عمرؓ نے فقہ کی تعلیم کیواسطے اعلیٰ درجہ کی صحابہ کو جو فقہ مین دستگاہ کامل رکہتے
تہے مامور کیا تہا اور انہین کی ذات سے فقہ تمام دُنیا مین پہیلا۔ مکہ معظمہ مین عبداللہ بن عباسؓ جو خاص حضرت
عمرؓ کے ساختہ پرداختہ تہے مدینہ منورہ مین زید بن ثابتؓ عبداللہ بن عمرؓ کوفہ کے
حضرت علی عبداللہ بن مسعودؓ۔ وابو موسیٰ اشعری۔ شام مین ابو دردا۔ ومعاذ بن جبلؓ
تہے جنمین سے حضرت علیؓ کے سوا اکثر بزرگ حضرت عمرؓ کی ہی صحبت کے فیض
یافتہ تہے"

امام محمدؒ نے کتاب الآثار مین روایت کی ہے ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وسیتذاکرون الفقہ بینہم علی بن ابی طالب وابی وابی بن کعب
وابو موسیٰ علیحدۃ وعمر وزید وابن مسعود یعنی صحابہ مین سے چہ شخص باہم فقہ
کی بحث علیحدہ علیحدہ کرتے تہے حضرت علیؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابو موسیٰ اشعریؓ
ایک ساتہ اور حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن مسعود ایک ساتہ" اس سے معلوم
ہوا کہ قیاسی اور اجتہادی مسائل حنفی۔ شافعی کی وضع پر اُسیوقت جاری ہوگئی تہے
"صفوان بن سلیم کا قول ہے" لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
غیر عمر وعلی ومعاذ وابی موسیٰ یعنی حضور علیہ السلام کے زمانہ مین سوائے چار
صحابہ عمر اور علی اور معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے کوئی اور فتویٰ نہین دیتا تہا
امام شعبی کا مقولہ ہے" کان العلم یوخذ عن ستۃ من الصحابۃ
یعنی علم چہ صحابہ سے سیکہا جاتا تہا۔ دیکہو فتح المغیث وتذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی
ان کے سوا جو دوسرے صحابہ فتویٰ دیتے تہے وہ اجتہاد کا منصب نہین
رکہتے تہے اجتہاد کا منصب انہین چہ صحابہ کو تہا جیساکہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے
حجۃ اللہ مین رقم فرمایا ہے" اما غیرھؤلاء الاربعۃ فکانوا یروون دلالۃ
ولکن ما کانوا یمیزون الرکن والشرط من الآداب والسنن ولم یکن لہم
قول عند تعارض الاخبار وتقابل الدلائل الا قلیلاً کابن عمر وعائشۃ و
زید بن ثابت"

وفقہ در زمن فاروق اعظم بود وانچہ بعد وے حادث شدہ فرق مابین السموات والارض است"

پھر شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین تحریر فرماتے ہین "و کان من سیرۃ عمر انہ کان یشاور الصحابۃ ویناظرھم حتی تنکشف الغمۃ ویاتیہ الثلج فصار غالب قضایاہ وفتاواہ متبعۃ فی مشارق الارض ومغاربہا"

یعنی حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ صحابہ سے مشورہ اور مناظرہ کرتے تھے یہانتک کہ پردہ اُٹھ جاتا تھا اور یقین آجاتا تھا اسیوجہ سے حضرت عمرؓ کے فتودن کی تمام مشرق اور مغرب مین پیروی کیگئی۔

چونکہ فتوحات کی کثرت اور تمدن کی ترقی کی حد نہین تھی اور گو اس کے واسطے منتخب صحابہ کو جو حدیث اور فقہ مین ممتاز تھے جابجا مقرر فرمادیا تھا مگر پھر بھی ایسے پیچیدہ مسئلہ دریافت کرنے کی اُن صحابہؓ کو حضرت عمرؓ سے ضرورت واقع ہوتی تھی اور آپ سب صحابہؓ کو جمع کرکے اُن مسائل کو طے فرماتے تھے حضرت عمرؓ حدیث کی روایت مین نہایت ہی محتاط تھے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ روایت کی بیان مین ضرور کمی وبیشی ہوجاتی ہے علامہ ذہبی جنکے بعد اُن سے بڑھکر کوئی محدث نہین ہوا حضرت عمرؓ کے حالات مین لکھتے ہین جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے "یعنی حضرت عمرؓ اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرتؐ سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ سے کم روایت کرین اور تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہوکر قرآن کے یاد کرنے سے غافل نہوجائین۔

حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعود وابو درداء وابو مسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت حدیثین روایت کرنی شروع کین" مورخ بلاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے "لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص لحدثتکم" یعنی اگر مجکو یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی وبیشی ہوجائے گی تو مین حدیث بیان کرتا۔ یہی ڈر حضرت عمرؓ کو دوسرون کی نسبت بھی تھا عبداللہ بن مسعود جو حضرت عمرؓ کے خاص تربیت

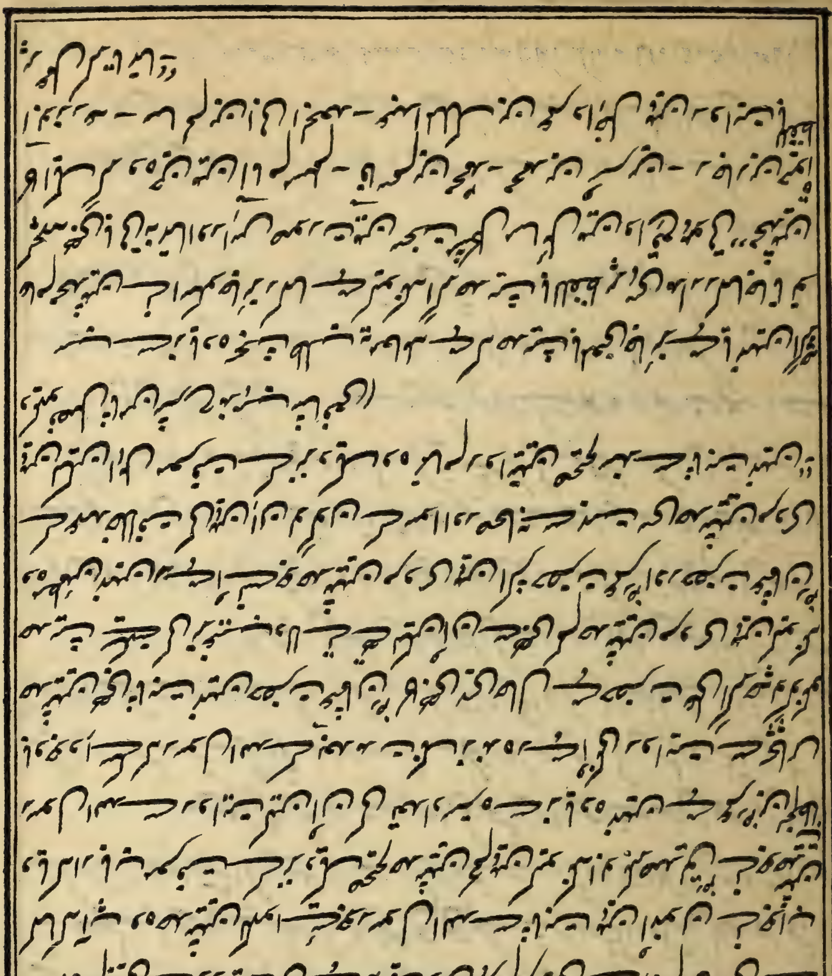
مبنی نہین ہین۔ دوسرے فریق کی راے تھی کہ تمام احکام مصالح پر مبنی ہین جن مین سے بعض کی مصلحتین صاف نمایان ہین اور خود شارع کے کلام سے اُسکے اشارے پائے جاتے ہین بعض ایسے ہین جنکی مصلحت ہم کو معلوم نہین لیکن فی الواقع وہ مصالح سے خالی نہین۔ اس اختلاف راے نے حدیثون کی روایت پر مختلف اثر پیدا کئے بعض لوگ جب حدیث کو سُنتے تو یہ دیکھ لیتے کہ اوس کے راوی ثقہ ہین یا نہین اگر اُن کے خیال کے موافق رواۃ قابل حجت ہین توپھر اُن کو کوئی بحث نہین ہوتی تھی اور بے تکلف اُس حدیث کو قبول کر لیتے تھے۔ دوسرا فریق جو حسن وقبح عقلی کا قائل تھا یہ بھی دیکھتا تھا کہ جو مسئلہ یا عقیدہ حدیث سے مستنبط ہوتا ہے وہ عقل مصلحت کے موافق ہے یا نہین۔ وہ دیکھتے تھے کہ راوی فہم ودرایت کے لحاظ سے کیا پایہ رکھتے ہین اور روایت باللفظ ہے یا بالمعنی موقع حدیث کیا تھا کون لوگ مخاطب تھے کیا حالت تھی غرض کہ اس قسم کے اسباب اور وجوہ پر غور کرنیسے اصل حقیقت کا پتہ لگ جاتا تھا۔

"یہ طرز تحقیق خود صحابہؓ کے زمانہ مین قایم ہوچکا تھا صحیح بن ماجہ وترمذی مین ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ سے حدیث روایت کی کہ "توضوا مما غیرت النار" یعنی جس چیز کو آگ نے متغیر کر دیا ہو اُس کے استعمال سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی بنا پر بعض مجتہدین قائل ہین کہ گوشت کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ابو ہریرہؓ نے جب یہ حدیث بیان کی تو عبد اللہ بن عباسؓ بولے کہ "اتوضاء من الحمیم" یعنی اس بنا پر گرم پانی کے استعمال سے بھی وضو لازم آتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا اے برادر زادہ جب رسول اللہ سے کوئی روایت سُنتو تو اُسپر مثالین کہو لیکن عبد اللہ ابن عباسؓ اپنی راے پر قایم رہے (ماخوذ از سیرت النعمان)

ہم اسکی تشریح کہانتک کرین حجت اللہ البالغہ اور سیر النعمان کو ملاحظہ کرو جو اعلیٰ درجہ کے محقق اور راست گو ہین اور علماء اسلام مین امام غزالی۔ عز الدین عبد السلام اور شاہ ولی اللہ جو عقل ونقل کے جامع تھے اُنکا یہی مسلک تھا اور

کہ ہزاروں حدیثیں خلاف عقل ونقل ہم اپنی معتبر کتابوں میں پاتے ہیں ۔
"ردو الشمس کی حدیث کو محدث ابن جوزی نے قطعی موضوع کہا لیکن حافظ
ابن حجر وجلال الدین سیوطی وغیرہ نے نہایت شدت سے مخالفت کی"
"اسیطرح "تلك الغرانیق العلٰی" کی حدیث میں یہ روایت ہے کہ آنحضرت
کی زبان سے شیطان نے یہ الفاظ نکلوا دیئے تھے کہ "تلك الغرانیق العلٰی
وان شفاعتهن لترتجی" یعنی یہ بت بہت معزز ہیں اور اُن کی شفاعت کی اُمید
کی جاسکتی ہے اس حدیث کو امام صاحب کے اُصول کے موافق بعض محدثین
قاضی عیاض وابو بکر بیہقی وغیرہ نے غلط کہا لیکن محدثین کا ایک بڑا گروہ اس
حدیث کو صحیح تسلیم کرتا ہے اور فرماتے ہیں کہ اسکے راوی ثقہ ہیں جس سے اسکی
صحت میں انکار نہیں ہوسکتا مگر اس جانب مطلق نظر نہیں کہ یہ راویوں کی ثقاہت
رسالت پر بدنما دھبہ لگانے والی ہے تاہم جسقدر تحقیقات کی جاتی ہے امام صاحب
صحیح حدیث کے مقابلہ میں قیاس کی کچھہ حقیقت نہیں سمجھتے تھے چنانچہ صاف
فرما دیا ہے اذا صح الحدیث فهو مذهبی مگر احادیث کے ثبوت کے
متعلق جب تک وہ شرطیں پائی نہ جائیں جسکو اُنہوں نے حدیث کی صحت کا معیار
قرار دیا تھا وہ حدیث کو قابل استدلال نہیں سمجھتے لیکن اُن شرائط کیساتھہ جو حدیث
ثابت ہو تو پھر قیاس کوئی چیز نہیں ۔

یہی اُصول حضرت عمرؓ کا تھا فيما يختلج في صدرك مما لم يبلغك في
الكتاب والسنة واعرف الامثال والاشباه ثم قس الامور عند ذالك
یعنی جس مسئلہ میں شبہہ ہو اور قرآن اور حدیث میں اوسکا ذکر نہ ہو تو اُسپر غور کرو
اور پھر غور کرو اور اُسکی مثالوں اور نظیروں پر خیال کرو پھر قیاس لگاؤ (دیکھو فرمان
حضرت عمرؓ جسکو علامہ ابو اسحق شیرازی نے طبقات الفقہا میں اور علامہ بیہقی و دارقطنی
وحافظ وابن عبدربہ اور بہت سے محدثین نے نقل کیا ہے)
"مسائل اور احکام شرعیہ کے متعلق اسلام میں شروع ہی سے دو فرقے قایم
ہوگئے تھے ایک کا خیال تھا کہ شرعی احکام کسی مصلحت اور اقتضای عقل پر



توحدیثون کی نوبت حضور علیہ السلام کے زمانہ مین کتابت کی کیسے آسکتی تھی اور حدیثون کی قلمبندی کی اجازت بھی نہ تھی جیسا کہ صحیح مسلم مین حدیث موجود ہے کہ "لاتکتبوا عنی شیئاً الا القرآن ومن کتب عنی شیئاً غیر القرآن فلیمحہ"

"یعنی میری باتون مین سے کچھہ مت لکھو سوائے قرآن مجید کے اور جس کسی نے کچھہ لکھا ہو مجھسے سوای قرآن کے تو اُس کو چاہئے کہ وہ اُسکو مٹا دیوے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین بھی اس جانب کسی کا خیال رجوع نہین ہوا اور حضرت عمرؓ تو حدیثون کی روایت کے بھی مانع رہے۔ "طبقات الحفاظ مین لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اس خوف سے کہ حدیث بیان کرنے والا رسول اللہ کی طرف غلط روایت منسوب نہ کر دے صحابہؓ کو ہمیشہ حکم دیتے تھے کہ حدیثین کم بیان کیا کرین"

مسند دارمی مین لکھا ہے کہ "ایک بار انصار کے ایک گروہ کو کوفہ بھیجا چلتے وقت اُنسے فرمایا کہ تم لوگ کوفہ جا رہے ہو وہان ایک قوم سے ملوگے جو بڑی رقت سے قرآن تلاوت کرتے ہین وہ تمہاری آمد سُنکر مشتاق ہون گے کہ رسول اللہ کے اصحاب آے ہین رسول اللہ کے اصحاب آئے ہین لیکن جب وہ تمہارے پاس آئین اور حدیثین سُننی چاہین تو زیادہ حدیثین نہ بیان کرنا"

اِسی طرح عراق کو صحابہؓ جانے لگے تو حضرت عمر نے خود اُنکی مشایعت کی اور اُنسے پوچھا کہ جانتے ہو امین کیون تمہارے ساتھہ آرہا ہون صحابہؓ نے جواب دیا "تکرمۃ علینا" یعنی ہماری عزت افزائی کیلئے۔ فرمایا کہ ہان لیکن ایک اور مقصد ہے وہ یہ کہ جہان جاتے ہو وہان لوگ اکثر قرآن کی تلاوت کیا کرتے ہین اُنکو حدیثون مین نہ پھنسا لینا اور رسول اللہ سے کم روایت کرنا" چنانچہ جب یہ لوگ قرظہ پہنچے تو لوگ یہ سُنکر کہ صحابہؓ تشریف لائے ہین زیارت کو آے اور حدیثون کی خواہش ظاہر کی ان لوگون نے اِس بنا پر انکار کیا کہ حضرت عمرؓ نے منع کیا ہے" (دیکھو طبقات الحفاظ) اور اُسی مین ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے ابوسلمہ نے پوچھا کہ آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بھی اسطرح حدیثین روایت کیا کرتے

کا اعتقاد رکہتے تہے اور حضرت عائشہ رض اسکی قطعی مخالف تہین امیر معاویہ رض کو معراج جسمانی سے بہی انکار رہا حضرت عائشہ سماع موتی کی قائل نہ تہین صحابہ کے بعد اختلاف نے بہت ترقی کی اور بہت سے فرقے اسلام مین ہو گئے اور ایک دوسرے کو بات بات مین کافر اور گمراہ کہنے لگے اور اپنے دعوے کے اثبات مین موضوعہ احادیث کو پیش کرنے لگے اور اس قسم کی حدیثین ایجاد ہوگئین کہ میری امت مین ۷۳ فرقے پیدا ہونگے جن مین صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب دوزخی اور اسی کے واسطے جوڑ توڑ لگا کر اس تعداد کو بہی پورا کر دیا اور علحدہ فرقے نام بنام شمار کر دیے اور ہر ایک فرقہ کے لئے جُدا جُدا حدیثین ایجاد کر دین "کہ"

"القدریة مجوس هذه الامة"

اس طرح کی وضعی حدیثون کے تسلیم کرنے والونکو یہ خیال نہین ہوا کہ ۷۳ فرقون کی حدیث کے تسلیم کرنے سے یہ حدیث باطل ہوتی ہے کہ "اختلاف امتی علی الرحمة"

اور قدریہ کا وجود ہی حضور علیہ السلام کے وقت مین نہ تہا تو پہر یہ ارشاد کیسے ہوا کہ "القدریة مجوس هذه الامة" اور بطور پیشین گوئی فرمانا اس حدیث سے ظاہر نہین ہوتا اس آشوب کو دیکہ کر امام صاحب نے تو یہی فرمایا کہ "لا تکفر احداً من اهل القبلة"(۱) یعنی اہل قبلہ مین سے ہم کسی کو کافر نہین ایسا ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بہی بجواب ایک سوال کے یہی فرمایا تہا کہ اُسوقت تک کوئی شخص کافر نہین ہوسکتا جب تک باری تعالی کی خدائی مین وہ دوسرےکو خدا نہ کہے (دیکہو آثار امام محمدؒ)

امام صاحب کا حدیث مین جو پایہ تہا اُسکا اظہار کرنا بہت ضروری ہے جسکو ہم اعلی درجہ کے محققون کی سندون سے ثابت کرتے ہین تہذیب التہذیب اور تاریخ علامہ ابن خلدون اور فتح المغیث کو ملاحظہ کرو جسمین امام صاحب کے اُستادون

(۱) کما قال ملا علی قاری فی شرح الفقه الاکبر ثم اعلم المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات دین"

اختلاف موجود ہے حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت شاید نوح علیہ السلام کیوقت
تک ایک وضع پر رہی ہو مگر ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کی
شریعتون کا اختلاف اہل نظر اور مبصرین سے پوشیدہ نہین ہے حالانکہ اصول سب
انبیا اور رسولون کا ایک تہا۔ اور ایک ہی شریعت تھی۔ حضور علیہ السلام کیوقت مین
کوئی اختلاف واقع نہین ہُوا اور ہو بھی نہین سکتا تہا کیونکہ حضور علیہ السلام موجود تھے
اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوتی تھی اور اُسی مبارک زمانہ کی برکت
سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت تک اسلام ایک ہی حالت مین رہا لیکن
اخیر وقت مین جو اختلاف اگر پڑا تو ایسا پڑا کہ بڑہتا ہی چلا گیا عقائد ہی کچہہ کے کچہہ
ہوگئے وہ سادگی اسلام کی جو ابتدا سے تھی اسلام مین نہ رہی فارس اور روم کے
علما اور حکما جب دائرۂ اسلام مین آئے تو صدہا نکتہ چینیان اور موشگافیان ہونے
لگین پہلے نہ اسلام کے فرقون مین کسی فرقہ کا نام سنت والجماعت تہا نہ شیعہ اہل
بیت تہا نہ کوئی حنفی شافعی کہلاتا تہا نہ خارجی اور وہابی۔ سب مسلمانون کا ایک نام بموجب
آیہ "سمّٰیکم المسلمین"، کے مسلمان تہا باہمی اختلاف نے نئے نئے رنگ پیدا
کر دیئے۔

حضرت امام اعظمؒ تو سنہ ہجری مین پیدا ہوئے تہے اُنکے زمانہ مین یہ اختلاف
بہت ہی بڑہ گیا تہا معبد جہنی جو صحابہؓ کا صحبت یافتہ تہا مسئلہ قدر کا موجد ہوا جس
سے قدریہ فرقہ نکلا واصل بن عطا جو علوم عربیہ اور علم کلام کا بڑا عالم تہا اور امام حسن
بصری کا شاگرد تہا اعتزال کا بانی ہوا اور فرقہ معتزلہ پیدا ہو گیا جہم بن صفوان فرقہ جہمیہ
کا بانی ہوا اور اہل تشیعہ اور خوارج کے متعدد فرقے پہلے ہی سے ہو گئے اور زنادقہ
بھی اسی کے قریب قریب ظہور پذیر ہوئے ہم بوجہ تحصیل حاصل اس تفصیل کو
قلم انداز کرتے ہین کیونکہ اُن فرقون مین سے اکثر کے تو صرف نام ہی رہ گئے
ہین۔

اختلاف صحابہ مین بھی تہا لیکن وہ اختلاف ایسا خونخوار اور کجی پیدا کرنے والا نہ تہا
عبداللہ بن عباس اور بہت سے مشہور صحابہ شب معراج رویت باری تعالیٰ

کہ آپ کا یہ فعل قرآن مجید اور احادیث نبوی کے خلاف ہے اگر سمجھ جاے تو خیر ورنہ خدا سے دُعا کرنا کہ تم کو اُس کے شر سے محفوظ رکھے"

"تحصیل علم کو سب امور پر مقدم رکھنا اُس سے فراغت پاکر جائز ذریعون سے دولت حاصل کرنا۔ نکاح اُسوقت کرنا جب یہ یقین ہو کہ اہل و عیال کا تمام خرچ برداشت کر سکوگے۔ ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو عام آدمیون اور خصوصاً دولت مندون سے کم میل جول رکھنا ورنہ اونکو گمان ہوگا کہ تم ادن سے کچھ توقع رکھتے ہو اور اس خیال سے وہ رشوت دینے پر امادہ ہونگے بازار مین جانے اور دُکانون پر بیٹھنے اور راستہ یا مسجد مین کوئی چیز کھانے یا سقاؤ نکے ہاتھ سے پانی پینے سے ہمیشہ احتراز رکھنا"

کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو اُسکا جواب دیدو اپنی طرف سے کچھ مت بڑھاؤ عقائد کے متعلق عام سے گفتگو مت کرو شاگردون سے ایسا برتاؤ کرو کہ دیکھنے والے یہ سمجھین کہ تمہاری اولاد ہے"

عام اور معمولی آدمیون سے مناظرہ ہرگز مت کرو۔ کسی شہر مین جاؤ تو وہان کے علما و فضلا سے اسطرح ملو کہ اُنکو رقابت کا خیال نہو۔ علمی بات جو کہو خوب سوچ سمجھکر کہو اور وہی کہو جسکا کافی ثبوت دے سکو خانگی کاروبار دیانت دار نوکر و نسے لو تاکہ تم کو اپنے مشاغل کے لئے فرصت اور کافی موقع ملے۔ ہر بات مین تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو۔ خداوند تعالیٰ کے ساتھ دل سے وہی معاملہ رکھو جو لوگون کے سامنے ظاہر کرتے ہو۔ جس وقت آذان کی آواز سُنو فوراً نماز کے لئے تیار ہو جاؤ ہر مہینے مین دو چار دن روزہ کے لئے مقرر کرلو نماز کے بعد ہمیشہ کسیقدر وظیفہ بھی پڑھا کرو قرآن کی تلاوت کبھی ناغہ نہ ہو۔ دُنیا پر بہت مائل نہ ہونا۔ اکثر قبرستان مین نکل جایا کرو۔ لہو لعب سے پرہیز کرو۔ ہمسایہ کی کوئی برائی دیکھو تو پردہ پوشی کرو اہل بدعت سے بچتے رہو۔ جو لوگ تم سے ملنے آئین اُنسے علمی تذکرہ کرو تاکہ تم سے اُنکو فائدہ پہنچے۔

مذہبی اختلاف قدیم سے چلا آتا ہے پیغمبرون کے مذاہب مین بھی فروعی

[illegible]

کیونکہ یہ اوٹ نہ ہو تو پھر کون دام فریب مین آئے اور ایسے غرض کے طالب حدیث
کیا اگر آیت کا بھی حوالہ دین تب بھی انکا قول قابل اعتبار نہین کیونکہ یہ اپنے مطلب کے
واسطے اوس کے معنی کچھہ کے کچھہ ظاہر کرتے ہین اور ائمہ اربعہ ٹکسالی اور مستند ہین اور
لاکھون محدث اور مفسر اُن کے اجتہاد پر صاد کر چکے ہین اور جو مطالب اور مسائل
اُنھون نے استنباط کئے ہین وہ سراسر حدیث اور قرآن سے نہ اپنی خواہش سے حضرات
غیر مقلدین خواہ دیدہ و دانستہ یا ناواقفیت سے تقلید کے معنی اور مفہوم سمجھنے مین
غلطی کرتے ہین حالانکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ یہ امام نبی نہین رسول نہین نہ کسی مقلد
کا یہ عقیدہ ہے وہ خود تابع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ہین اور جسقدر محدث اور اولیا
اللہ اور امام ہوئے ہین سب ہی اُس ایک زنجیر مین جکڑے ہوئے ہین اور اُسی کے
اتباع کی تاکید برملا بڑے زور سے کرتے ہین اور اُنھون نے بہ نظر دور اندیشی حسبۃً
للہ دین کے استحکام کے واسطے جہد بلیغ کر کے قرآن اور صحیح احادیث سے امت
کی سہولیت کے لئے مسائل استنباط کئے اور اُس مین پھر یہی امر نہین ہوا کہ اکیلے اپنی
ہی راے پر وثوق کیا ہو بلکہ اوسوقت کے جو تابعین اور تبع تابعین مین سے محدث
اور بڑے بڑے مفسر اور فقیہ تھے جنکا نظیر روے زمین پر بھی نہ تھا اور نہ آیندہ کو ممکن
ہے وہ استنباطی مسائل نہایت قوی دلائل کے ساتھہ بحث و مباحثہ ہو کر طے ہوتی
تھے اور جس مسئلہ پر اتفاق اکثر کا ہوتا تھا اوسی پر فتوی تھا
اور وہی مسئلہ مفتی بہ درج کتاب فقہ کیا جاتا تھا اور یہہ محنت اسی
غرض سے ائمہ رحمہم اللہ نے گوارا کی تھی کہ آیندہ کو شریعت اسلامی مین کسی مفسد فتنہ
پرداز خود غرض حیلہ جو ریاکار کو رخنہ کرنے کا موقع نہین ملے جناب مولوی حاجی امداد اللہ
صاحب مہاجر مکہ معظمہ جو اعلیٰ درجہ کے متبع سنت اور اہل باطن ہین اپنے ملفوظات
مین یون ارشاد فرماتے ہین جس کو شمائم امدادیہ سے ذیل مین بجنسہ نقل کیا جاتا ہے
کہ فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرب ہو،، اور غیر مقلد لوگ کہ فی زماننا
دعوی حدیث دانی و عمل بالحدیث کا کرتے ہین حاشا و کلا کہ حقانیت سے بہرہ نہین
رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے مین کب شامل ہو سکتے ہین بلکہ ایسے لوگ دین کے

زیادہ زور دیتے ہین درایت سے بالکل بے خبر ہین جسکی وجہ خاص اُنکی کم علمی اور جہالت اور بے عقلی ہے۔

عوام کو دہوکا دینے کے واسطے مقلدین پر طعنہ زنی کرتے ہین کہ جب مقلد کے روبرو کوئی حدیث پیش کرو تو وہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے امام نے یہ نہین فرمایا جس سے ہم اس کو نہین مانتے۔

ظالمو! یہ نہین سمجھتے ہو کہ یہ رسول کا فرمان واجب الاذعان ہے واعظ صاحب خود ظالم اور کم فہم ہین؎

	بے خبرے چند ز خود بے خبر عیب پسندند بر غم ہتر	

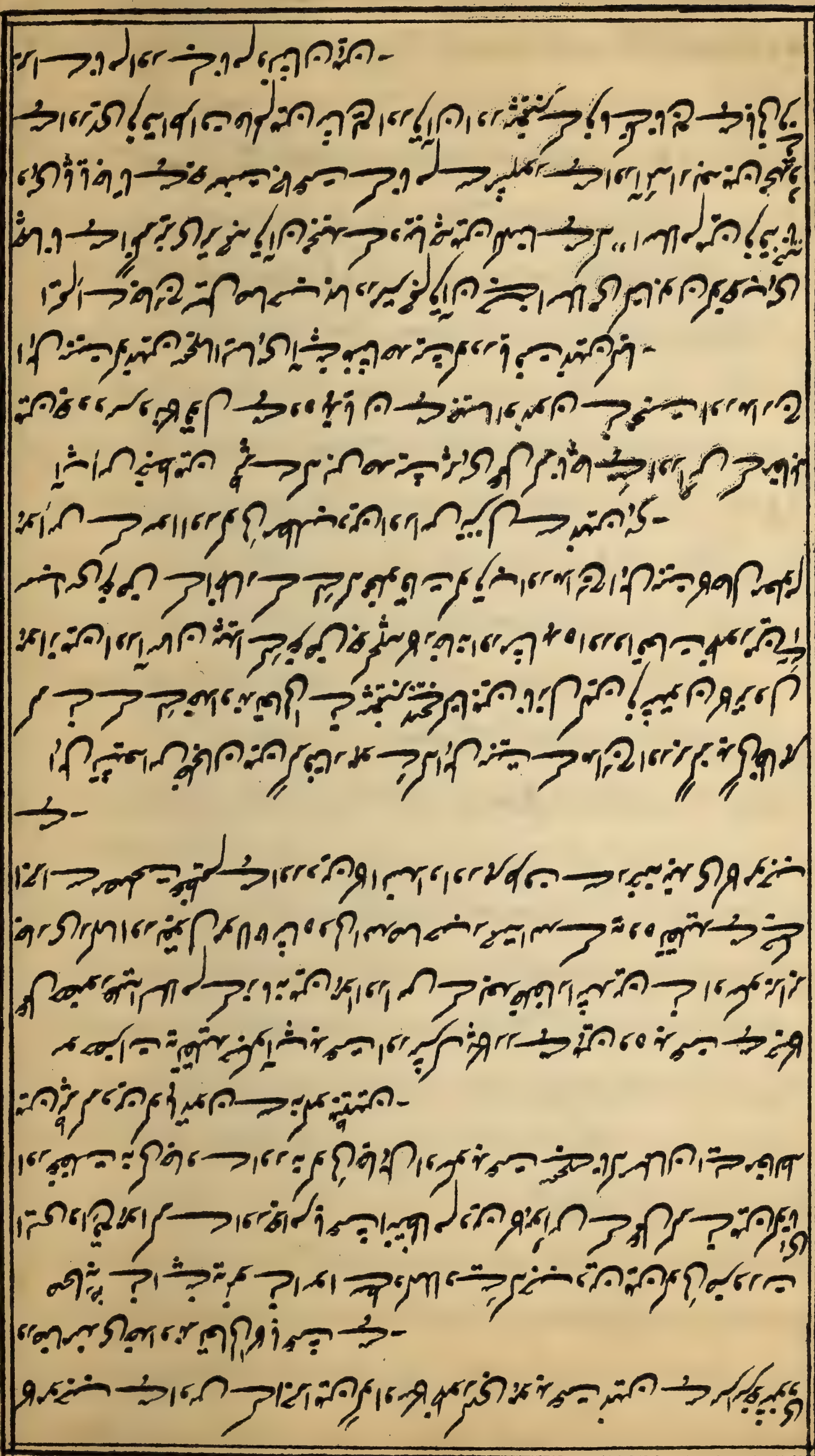
محض اپنے اغراض حاصل کرنے اور شکم پری کے واسطے خدا و رسول کے خلاف غیر مقلدین کی رضامندی کے لئے عاقبت خراب کرتے ہین بہلا کون ایسا مسلمان ہے جو حضور علیہ السلام کے فرمان کو سر اور آنکھو نپر نہ رکھے مقلدین مین سے اگر کوئی حدیث کی دلیل پر یہ جواب دیتا ہے کہ ہمارے امام نے نہین فرمایا تو اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ وہ حدیث کو تو اپنا ایمان جانتا ہے مگر ایسے مبتلا نفس کے قول پر اوس کو وثوق نہین ہے اور دراصل ایسے غرض مند جاہل جو عوام مین اپنے کو عالم اور فاضل کہلاتے ہین ٹکسال باہر ہین اور اُن کے اقوال ماننے کو خود حضور علیہ السلام نے منع فرمادیا*کہ سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہین یعنی میرے اصحاب پہر وہ لوگ بہتر ہین جو اصحاب سے ملے ہوئے یعنی تابعین ہین پہر وہ لوگ بہتر ہین جو تابعین سے ملے ہوے یعنی تبع تابعین ہین پہر ان تینون زمانون کے بعد وہ لوگ آوینگے جنکی گواہی قسم پر سبقت کرے گی یعنی جہوٹی قسم تک سے اونکو پرہیز نہ ہوگا سو زمانہ حال کے مولوی اور مفتیون کا یہی حال ہے کہ وہ اصلی راستہ تقلید سے لوگونکو ڈگاتے ہین اور اپنے تابع بناتے ہین اور آیات اور احادیث سے دین مین کجی پیدا کرتے ہین لوگون کے بہکانے کے واسطے اُنہون نے قرآن و حدیث کی اوٹ لے رکھی ہے

*حدیث دیکھو بخاری مسلم اور مسعود مین۔

تابعین و تبع تابعین سے بخوبی مثل روز روشن کی ظاہر ہوگئے تہے اور کسی کو اختلاف نہین تہا اُس رسّی کو ان غیر مقلدون نے اپنی ضد اور نفسانیت اور ناسمجھی سے چھوڑ دیا اور باہم اسلام مین پہوٹ ڈالنے کے درپے ہوگئے اور اُس اتفاق کو جو قرآن مجید کے موافق تہا شرک اور بدعت پکارنے لگے اور احادیث کے اتباع کے مغالطے مین پڑ کر حکم الٰہی کو بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسے کہلے کہلے احکام پر مطلق اُن کی نظر نہ رہی۔

ہر فرقہ اپنا مذہب سچا اور برحق جانتا ہے مقلدین کو آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ سے عار نہین نہ وہ اُسکو خلاف سُنت سمجھتے ہین مگر چونکہ غیر مقلد بجمیع الوجوہ کسی ایک امام کے مقلد نہین اور اسلامی انتظام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہین اور اسلام مین وہ بنیاد تبرا کی جو اہل تشیع نے رکہی تھی قایم کرنے کے درپے ہین اس سے مسلمان اُن کو تو نخواہ نگاہ سے دیکھتے ہین اور اس آمین بالجہر اور رفع یدین سے اُنکی شناخت ہوتی ہے اگر وہ امام شافعی کا مسلک پسند کرکے یہ اعلان کر دین کہ ہم جمیع مسائل مین امام شافعی کے پیرو ہین تو وہ شوق سے آمین بالجہر اور رفع یدین کرین کوئی بھی مسلمان مزاحم نہ ہوا اور یہ تفرقہ جو پڑا ہوا ہے بالکل یک لخت اُٹھہ جائے کیون کہ الفتنۃ اشد من القتل فتنہ قتل سے بھی بڑھکر ہے اور یہ وہی فتنہ ہے جو حضرت عثمان رض کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا جسنے لاکھون کو تہ تیغ کیا اور اسلام کو سخت نقصان پہنچایا اور مسلمانون مین صدہا فرقے ہوگئے سو یہ اُسکا انسداد ہے ورنہ حدیث تو مسلمانون کا عین مذہب ہے اور احادیث کے اہتمام اور جمع کرنے اور سراغ مین اُنھون نے نہایت ہی جانفشانی کی ہے۔

بیت المقدس کی شان مین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ''ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ان فی ھذا لبلاغًا لقوم عبدین'' البتہ ہمنے ذکر کے بعد زبور مین لکھدیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہون گے بے شک اس مین ایک پیغام رسانی ہے عبادت کرنے والون کے لئے۔ زبور ۳۷ درس ۹ وہ جو خدا پر بہروسہ کئے ہوئے ہین اوس زمین کے وارث



ابوبکرؓ قرآن مجید کو کبھی نہ لکھاتے اگر وہ اپنے اسی خیال پر جمے رہتے کہ حضور علیہ السلام نے اُس کی کتابت کا التزام نہین فرمایا آپ کے بعد کتابت کلام مجید بدعت نہ ہو تو بس دین کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر حضرت عمرؓ کے اجتہاد اور قیاس نے وہ خیال حضرت ابوبکرؓ کا بدل دیا جس سے صاف عیان ہے کہ بدعت کے وہ معنی جو واعظ صاحب فرماتے ہین شرع مین نہین ہین۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد مین مسجد نبوی کو وسیع تعمیر کیا اور تراویح کا انتظام رمضان المبارک مین اور متعہ کا انسداد اور ڈھیلے سے استنجا کرنے کا اہتمام نہایت تاکید سے کیا جسکا عمل حضور علیہ السلام کیوقت مین نہین ہوا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے جمعہ مین خطبہ کی اذان اور حجاز کے محاورہ کیموافق قرآن تحریر کرائے اور اسکے خلاف جو تھے اُنکو جلوا دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے حدیثون کو جمع کرنے اور قید کتابت مین لانے کا اہتمام کیا اور حضور علیہ السلام کے اِس فرمان کا بھی خیال نہ فرمایا کہ لا تکتبوا عنی شیئًا الا القران کہ میری باتون مین سے کچھ مت لکھو سوائے قرآن کے اِسی طرح تابعین اور تبع تابعین کے عہد مین اور اُن کے بعد کے زمانہ مین بہت سے امور کا ظہور اسلام مین ہوا جو پہلے نہ تھا جیسے مدرسون کا جابجا مقرر کرنا اور معلمون کو دینیات کی تعلیم کی تنخواہ دینا اور بادشاہان اسلام کا تخت پر جلوس فرمانا اور علحدہ علحدہ محکمے اور دفتر مقرر کرنا اور خراج وغیرہ علاوہ زکواۃ کے رعیت سے لینا اور کعبہ اور روضۂ منورہ کا تعمیر کرنا اور غلاف چڑھانا اور مسجدون مین کنوئین اور حمام وغیرہ بنانا اور امام اور موذن تنخواہ پر مقرر کرنا اور خطیب اور مفتیون کا متعین ہونا اور خاص قرآن مجید کی تعلیم کی اُجرت دینا اور قرآن کا ترجمہ دوسری زبانون مین کرنا اور شاندار عدالتون کا تعمیر ہونا اور نقیب اور چوبدار رکھنا اور کُفّار کی زبان سیکھنا اور دوسرے ملکون کی ایجاد اور وضع کا اختیار کرنا صدہا امر ایسے ہوئے اور ہوتے رہین گے جنکا پہلے قرون ثلثہ مین وجود تک نہ تھا اور جسوقت اُنکا وقوع عمل مین آیا تو کسی نے اوسکو بدعت نہین کہا جس سے ثابت ہو گیا کہ جو امر مسلمانون کے اور اُنکے مذہب کیلئے مفید اور اصلاح قومی اور فلاح دین

تارک تھے یہ عقیدہ اُنکا نہین تھا کہ یہ عمل مسنون بھی ہین اور غیر مسنون اور متروک بھی اور کرنے کا اور نہ کرنے کا اختیار ہے کہ دونون طرح کی حدیثین موجود ہین یہ نئی ایجاد اِس تیرہوین صدی مین ہوئی ہے جو سب مسلمانون کے خلاف ہے۔

اسلام کی اشاعت سے اسلام پر ایسا وقت نازک کبھی نہین آیا جہان اسلامی سلطنتین ہین جنکو خداوند تعالیٰ قایم اور مظفر و منصور رکھے وہان پھر بھی یک گونہ انسداد اور پابندی شریعت کا انتظام ہے لیکن جہان غیر مذہب فرمانروا ہین جنکو اسلام کا کچھہ خیال نہین ہے اور وہ اِسکے برباد اور نیست و نابود ہونے کے خواستگار ہین وہان سخت وقت واقع ہے کیونکہ ہر شخص آزاد اور مطلق العنان ہے سلطنت کی جانب سے مذہب کا کوئی خوف نہین ہے اور آدمی قدرتی مختلف طبائع پیدا ہوے ہین جس سے یہ مونہہ زوریان کرتے ہین اور اپنی راے ناقص سے نئی اختراع اور ایجاد دین مین کرتے ہین۔

کمال ہی نادانی اور حماقت ہے کہ علی العموم مسلمان جانتے ہین کہ جب سے مسلمانون کی سلطنت اس مُلک سے گئی عربی کے علامہ اور دین کے فاضل اور امام پیدا ہونے بھی بند ہو گئے وہ لوگ جنکو صرف و نحو تک کی آگاہی نہین نہ عربی لٹریچر اور علم بیان اور بلاغت سے آشنائی نہ معقول اور منقول سے شناسائی اُن بزرگوارون کی موتھہ آتے ہین جنکی مادری زبان عربی تھی اور اُنسے اور صحابہ سے صرف ایک یا دو واسطہ ہی درمیان تھا۔

جنکو ایک حدیث کی روایت و درایت کی خبر نہین اور نہ محکمات اور متشابہات آیات سے واقفیت وہ اپنے کو مجتہد اور فاضل اجل گمان کرتے ہین اور ائمہ دین جن پر نکتہ چینی کا متقدمین کو بھی حوصلہ نہین ہوا اور تابعین اور تبع تابعین سے ہین اپنی خود رائی سے اُن پر صدہا قسم کے عیب لگاتے ہین۔ حضرت امام اعظمؒ سے اُنکو وہ کینہ ہے جیسا شیعون کو حضرت عمرؓ سے ہے کیونکہ اسلامی دُنیا مین اعلیٰ حصہ مذہب کا امام اعظم کا مقلد ہے علی الخصوص ہندوستان مین ساری مسلمان

یعنی صحابہؓ مین سے چہ شخص باہم فقہ کی بحث علیحدہ علحدہ کرتے تہے حضرت علیؓ
ابی بن کعب۔ ابو موسیٰ اشعری ایک طرف اور حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن مسعود
ایکساتہہ۔

صفوان بن سلیم کا قول ہے لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر
عمر و علی و معاذ و ابی موسیٰ یعنی حضور علیہ السلام کے زمانہ مین سوائے چار صحابہؓ کے حضرت
عمر اور حضرت علی اور معاذ اور ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کوئی اور فتویٰ
نہین دیتا تہا۔

امام شعبی کا مقولہ ہے "کان العلم یوخذ عن ستۃ من الصحابۃ" یعنی علم چہ صحابہ
سے سیکہا جاتا تہا (ماخوذ از فتح المغیث و تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی)

ان چار صحابہؓ کے سوا دو صحابہ ابی بن کعب اور زید بن ثابت تہے جو فقہ کے
مسائل بیان فرماتے تہے۔

کل محدثین اور مورخ متفق ہین کہ مکہ معظمہ مین عبداللہ بن عباس اور مدینہ مین
زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر کوفہ مین حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود ابو موسیٰ
اشعری شام مین ابو درداء معاذ بن جبل کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فقہ کی تعلیم
کیلئے مامور فرمایا تہا منہ۔

یہی تقلید شخصی ہے جسکو آج کل کے ناواقف مولوی بدعت بدعت پکار رہے
ہین اسی شخصی پر صحابہ کا عمل تہا اور یہ صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے
سب حضرت عمرؓ کے فقہ مین مقلد تہے اور انہین کے تعلیم یافتہ۔

اس بیان مذکورہ بالا سے بخوبی واضح اور روشن ہوگیا کہ جو طریقہ ائمہ اربعہ کی
تقلید کا جداگانہ ہے وہ بالکل موافق عمل اعلیٰ درجہ کے صحابہؓ کے ہے اور جو مذہب
صحابہ کا تہا وہی مقلدین کا ہے اور صحابہ کا مذہب خدا و رسول کے فرمان کے
مطابق ہے پس یہ تقلید خدا و رسول کے حکم کی تقلید ہی فہو المراد۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جو آمین بالجہر اور رفع یدین وغیرہ کو مسنون جانتے
تہے وہ اوس کی پیروی کرتے تہے اور جو مسنون نہین جانتے تہے وہ اُسکے

نے جو کہدیا اُسی کو تسلیم کر لیا اب مسلمانون نے جو فاتحہ کے لئے چنے اور کھانے
اور مولود کی مجلس کے لئے شیرینی اور عطر اور خوشبو وغیرہ کا عمل رہا وہ اپنی جانب سے کر لیا
ہے کوئی پوچھے کہ اس مین گناہ کیسے ہو سکتا ہے ہر کام کے واسطے حیلہ درکار ہی
دُنیا کا کوئی کام بلا سبب بلا واسطے کوئی نہین کرتا اور بلا وجہ ایک قدم بھی کوئی نہین
اُٹھاتا اگر اس ذریعہ سے اُنہون نے خدا کے واسطے اپنا مال خرچ کیا تو وہ باعث
ثواب کا ہو گا نہ موجب عذاب کا جسکے واسطے خدا وند تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے
"وما انفقتم من شیئ فان اللہ شاکر علیم" کہ تم جو کچھ خرچ کرو گے اللہ اوسکا
قدر دان اور جاننے والا ہے۔ اور نیّت کا درست ہونا اور خالصاً للہ ہونا کل عبادات
اور حسنات اور اعمال کیلئے ضروری ہے۔

اِن دونون باتون مین ایک عبادت بدنی اور ایک مالی ہے اب رہا یہ امر کہ خدا و
رسول نے یہ نہین فرمایا کہ تم ایسے جلسے میلاد اور فاتحہ کے کیا کرو اور اپنی کمائی کو
اِس طرح سے لٹایا کرو یہ اسراف ہے سو یہ بھی غلطی ہے اوسنے خود فرما دیا ہے کہ
"ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم"۔

جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کریگا تو اللہ اُسکا قدر دان اور جاننے والا ہے
جسکا مطلب یہ ہے کہ اسقدر تو احکام ضروری اور لازمی ہین جو ہمنے کلام اللہ سے اور
اپنے رسول کے ذریعہ سے تمکو تبلا دے اب جو اسکے سوا حسب توفیق نیکی کرو گے
اُسکے ثواب کے مستحق ہو گے مسلمانون کو یہ دیکنا چاہیئے کہ صحابہؓ کا طریقہ کیا تھا اور
کونسا فرقہ صحابہؓ کے طریقہ پر ہے جو فرقہ صحابہ کے طریقہ پر ہے وہی برحق اور خدا
ورسول کے فرمان موجب ہی اور اُسکی ڈگری ہے۔

یہ اسپیشل کیس (خاص صورت) کا وجود اگر صحابہؓ مین بھی یا اُن کے وقت مین
پایا جائے تب تو یہ تقلید شخصی بہر نوع واجب اور قابل عمل ہے ورنہ جیسا غیر مقلدین
کہتے ہین قابل نظر انداز اور بدعت ہے امام محمد نے کتاب الآثار مین روایت
کیا ہے "ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم تین اکرون الفقہۃ
بینہم علیؓ بن ابی طالب وابی بن کعب وابو موسیٰ علیحدۃ وعمر وزیدؓ وابن مسعود

جس امام کی یہ راے ہے وہ جملہ مسائل مین اُسی امام کی تقلید کرے اور جو وہ مسنون نہین سمجھتا ہے تو اُس امام کی راے پر اپنا مذہب قایم رکھے نہ یہ کہ کبھی آسانی کیواسطے اِس امام کی راے پر اور کبھی دوسرے امام کی راے پر عمل کرنے لگا اس صورت مین یہ خدا ورسول کے حکم کا پابند نہین ہوا بلکہ اپنی راے کا تابع ہوا اور یہی خودسری اور بے راہی ہے کہ جسمین اِس نے اپنے واسطے سہولیت اور رفع تکلیف دیکھی وہی کرنے لگا۔ کہین زکواۃ سے نکل گیا کہین سنتون کو چھوڑ بیٹھا وغیرہ وغیرہ۔

تیس برس سے سیکڑون مولوی اور ہزارون جاہل اُس انتظامی اور آئینی ضابطہ سے جو تیرہ سو برس سے نہایت استحکام اور اتفاق سے دُنیا مین قایم اور جاری ہے باہر ہوگئے ہین اور اُس اندہیر کہاتہ مین پڑنے اور اُس قدیمی ضابطہ کے درہم برہم کرنے کے واسطے اجتہاد کر رہے ہین اور سب کو یہی درس دیتے ہین کہ اِس بدنظمی کے ملک مین آجاؤ کہ اِس مین آزادی ہے خود اختیاری ہے خواہ گائے اور بکرا کہاؤ خواہ گوہ اور مینڈک۔ اور اُس آئینی ملک مین تو نہایت لاچاری ہے کہ کچھ نہین کرسکتے گلہ مین تقلید کا پٹہ پڑا اور بہتیسے۔

اِس سے ناظرین مبصرین انصاف پسند بخوبی فیصلہ کرسکتے ہین کہ یہ مدعیان عامل بالحدیث ایسے اپنے نئے طرز سے جو بالاجماع اُمّت محض بدعت اور نئی ایجاد ہے اسلام کو فائدہ پہنچارہے ہین یا نقصان اور اُن کے ایسے عملدرآمد سے دین کا انتظام ہو رہا ہے یا بدنظمی پہیل رہی ہے۔

مولود اور فاتحہ کے سخت مخالف ہین حالانکہ دونون کی اصلیت شرع اسلام مین موجود ہے مولود ایک قسم کا وعظ ہے جسمین نہ کوئی راگ گایا جاتا ہے نہ ساز اور طبلہ بجایا جاتا ہے حدیثون سے ثابت ہے کہ صحابہ اپنے جلسہ مین ولادت شریف کا تذکرہ کیا کرتے تہے اور دُعا اور فاتحہ کا ثواب بالاتفاق مُوتے کے لئے امر خیر ہے۔ جس مین قرآن اور حدیث کا درس ہوا اور جو شخص ایسا درس کرادی کہ وہ ان نئے مذاہب والون کے نزدیک اسلام سے خارج اور مشرک اور بدعتی ہے کسی قدر ناسمجھی اور حماقت کی بات ہے ذرا غور نہین کرتے کسی ناعاقبت اندیش کٹ مُلاّ

صحیح اور مرفوع اور متصل ہی جمع ہون۔

معراج کے بارہ مین کسی حدیث مین روحانی اور کسی سے جسمانی اور کسی سے معراج کا خواب مین ہونا مذکور ہے اور کسی سے صرف ایک بار اور کسی مین کئی بار اور کسی سے صرف بیت المقدس تک اور بہتون سے بیت المقدس سے آسمان تک تشریف لے جانا ثابت ہے اسی طرح سے تراویح مین اختلاف ہے بعض حدیثون سے یہ پایا جاتا ہے کہ آن حضرتؐ نے رمضان مین کوئی زیادتی نماز مین نہین فرمائی اور بعض سے زیادتی کرنا پایا جاتا ہے پھر اس زیادتی مین بھی اختلاف ہے بعض احادیث سے صحابہؓ کا آٹھ رکعت اور بعض سے چالیس اور بعض سے چھتیس کا ثبوت ملتا ہے اور لوگون کی طبیعتین ٹھیرین مختلف بعض تراویح مطلق نہین پڑھتے اور بعض آٹھ رکعت اول شب مین بعد عشا کے پڑھتے ہین اور بعض تہجد کو تراویح سمجھکر تہجد کے وقت جماعت اور قرآن کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھتے ہین یہی حال آمین اور رفع یدین اور قراۃ خلف الامام کا ہے کل مسائل اجتہادی کو احادیث مین دیکھا جائے تو صدہا مسائل مین یہی اختلاف ہے اور اس حالت مین ہر شخص آزاد ہے خواہ وہ معراج علی العرش کو تسلیم کرے یا نہ کرے اور تراویح پڑھے یا نہ پڑھے اور اسی طرح سے اُسکی کمی زیادتی کا بھی ہر شخص مختار ہی فرض لم اور سنت کی بوجہ کثرت کے زیادہ ضرورت پڑتی ہے بس یہی حالت اُس ملک کی موافق ہے جسکو یہ کہنا چاہیے کہ وہان کوئی انتظام نہین ہے اور نہ ایک خاص قاعدہ پر وہان کا عملدرآمد ہے ہر شخص اپنی مرضی کا مختار ہے کوئی پابندی کسی قاعدہ اور ضابطہ کی نہین ہے۔

شاید ناواقف یہ خیال کرینگے کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد مین بھی وہ اختلاف موجود ہے جسکا الزام احادیث پر لگایا جاتا ہے اور اُن کے اتباع سے بھی وہ اختلاف رفع نہ ہوا تو یہ سمجھنا سخت غلطی اور باعث ناواقفیت کا ہے کیونکہ تقلید امام معین کا عملدرآمد اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ پابندی ایک ہی ضابطہ کی رہے اور کوئی متنفس اُس ایک قاعدہ سے جسمین وہ ہے تجاوز نہ کرسکے اگر اُسکا عقیدہ حدیث کے اس استدلال پر ہے کہ آمین بالجہر اور رفع یدین اور قرات خلف الامام مسنون اور موکدہ ہے تو

اور خود ملکہ قیصر ہند کو بھی اختیار نہین اسی پر اُن کی سلطنت کا مدار اور استحکام ہے اب بد نظمی کو ملاحظہ کرو کہ جس مُلک مین ضابطہ کی پابندی اور قانون کا عملدرآمد نہ ہو اور اُس کے کارکن اور حکام اپنی رائے اور خواہش کی موافق جس طرح سے چاہین کارروائی کرین وہان کہا جایگا کہ بڑا اندہیر ہے اور سخت بدنظمی ہے اور کسی بات کا انتظام نہین ہے جو کوئی جیسے چاہتا ہے اپنی خودرائے سے کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ سلطنت کبھی قایم نہین رہسکتی اور نہ وہ ملک آباد رہسکتا ہے۔

یہی کیفیت فرقہ غیر مقلدین کی ہے کہ ایک مولوی یہ وعظ دیتا ہے کہ تراویح آٹھ رکعت پڑہو اور وتر ایک رکعت اور دوسرا مولوی بیس رکعت تراویح کی اور تین رکعت وتر کی تلقین کرتا ہے ایک کہتا ہے کہ بدون سورہ فاتحہ خلف الامام نماز نہین ہوتی دوسرا کہتا ہے کہ ہوجاتی ہے علی ہذالقیاس۔ اُنکے پیرو کار انہین مولویونکا اتباع کرتے ہین کوئی پوچھے کہ تم جوان ٹکسال باہر لا نونکی کہنے پر چلتے ہو اور مستند اور مسلمہ تقلید کو ترک کرتے ہو اسمین بجز خرابی اور بدنظمی کے کیا نتیجہ ہے پہلے ایک کی مقلد تھے اب بیسیونکی تقلید کرتے ہو اور اُس قاعدہ اور انتظام کو جو تیرہ سو برس سے چلا آتا ہے توڑتے ہو۔

اُن کی یہ دلیل کہ خدا کے فرمان اور رسول کی حدیث کے روبرو کسی کا قول قابل عمل نہین ہے ظاہری مغالطہ ہے کاش اُن کو یہ سمجھ ہوتی کہ ائمہ کا استنباط قرآن اور حدیث سے ہی ہے نہ اُنکا ایجاد اور جو کچھ اجتہاد اونہون نے کیا ہے وہ خدا ورسول کے فرمان سے کیا ہے اوس کی تقلید ہم کو اسوجہ سے واجب ہے کہ ہم کسی کم فہم بے علم خود پسند کے دام فریب مین نہ پہنسین اور اُس دائرہ سے جو شریعت اسلامی کا ہے قدم باہر نہ رکہین تو وہ کیون اپنی عاقبت خراب کرتے۔

کیونکہ آج ایک بھی عالم ایسا روے زمین پر نہین ہے جو حدیثون کے رطب و یابس کو دریافت کر سکے کسی کو پچاس حدیثین بھی ایسی یاد نہین جنکی وہ سند معہ روایت و درایت کے بیان کر سکے اور حدیثون کے اختلاف کی حد نہین باوجودیکہ محدثین نے حدیثون کی تحقیقات مین نہایت جانفشانی اور عرقریزی کی ہے اور انکو نہایت جد جہد بلیغ کے ساتھ فراہم کیا ہے مگر ایسی تو ایک کتاب بھی حدیث کی نہین ہے جس مین کل حدیث

تجربہ علم سے کہین بالاتر ہے کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کسی بات کا مشاہدہ یا تجربہ ایک بار ہوجاتا ہے تو اُس سے کیسا ہی نادان ہو نصیحت اور عبرت حاصل کرلیتا ہے اہل اسلام مین جو تفرقے ہوکر جُدا جُدا فرقے ہوگئے ہین وہ اُن کے پیش نظر ہین معتزلہ اور شیعہ اور خارجی جیسے سخت مغالطون مین پڑکر اسلام سے دور ہوگئے کون نہین جانتا اور بخوبی مشاہدہ اور تجربہ ہوچکا ہے کہ جب کوئی مغالطہ مین پڑا اُسنے اپنا دین برباد کیا لیکن باین ہمہ تجربہ و مشاہدہ بڑے بڑے بزرگ جو عالم اور فاضل کے لقب سے ممتاز ہین اس گرداب بلا مین گرفتار ہین اور اُس جادۂ اعتدال سے تجاوز کرکے اسلام مین رخنہ اندازیان کرتے ہین اور خود گمراہ ہوکر اپنے مقلدین کو بھی ورطۂ ہلاکت مین ڈالتے ہین بھلا شیعہ فرقہ کا بانی تو یہودی اور اسلامی دشمن تھا لیکن دوسرے فرقے جو اسلام مین ہوئے اُن کے بانی تو بڑے عالم فاضل اور مسلمان تھے اور وہ اسلام کے دل سے بدخواہ بھی نہ تھے لیکن اصل سے ڈگ گئے اور مغالطے مین پڑگئے جس سے پھر نہین سنبھلے جیسے غیر مقلدین کا یہ زعم ہی کہ اہل حدیث کا قدیم سے یہی مذہب ہے جسپر ہم ہین اس سے زیادہ شبہہ یہ گھمنڈ رکھتے ہین کہ اہل بیت ہمارے ہی ہم مذہب اور ہم مشرب تھے اور اہل تسنن کا مذہب منافقون کے مذہب سے مطابقت رکھتا ہے جیسے غیر مقلدین کے عالم اور فاضل اس بہکاوے اور خبط مین گرفتار ہین اُنسے زیادہ اور مستند اور عالم متبحر اور فاضل اجل اہل تشیعہ اور معتزلہ و دیگر فرقون کے مولوی اور مُلّا اُس وہم مین مبتلا ہوئے اور جیسی کچھ کوششین یہ کرتے ہین اون سے زیادہ وہ کرتے تھے مگر انجام اونکا بجز رسوائی اور پشیمانی کے اور کچھ نہین ہوا اور وہ خود ہی خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے۔

جائے غور ہے کہ جس ملک یا ریاست مین ایک خاص قانون کی پابندی ہوتی ہے جس کے توڑنے کا کسی کو گو وہ کیسا ہی بالادست افسر ہو مجاز نہ ہو وہان کہا جاتا ہے کہ عمدہ انتظام ہے گورنمنٹ انگریزی جو انتظام ملکی مین مشہور اور نامور ہے اُس کی وجہ یہی ہے کہ اُس کے یہان خلاف قانون عملدرآمد کرنے کا دوسرا

امام الحرمین الجوینی برہان مین لکھتے ہین اجمع المحققون علی ان العوام لیس لھم ان یعملوا بمذاھب الصحابۃ بل علیھم ان یتبعوا مذاھب الائمۃ الاربعۃ الذین ذکروا اوضاع المسائل واوضحوا طریق النظر"

یعنی محققین نے اسپر اجماع کیا ہے کہ عوام مذہب صحابہ پر عمل نہ کیا کرین بلکہ ان پر لازم ہے کہ ائمہ اربعہ جنہون نے اوضاع مسائل کو ذکر کیا ہے اور طریقہ دلیل کو واضح کر دیا ہے اونہین کے مذہب کا اتباع کیا کرین۔

محقق ابن ہمامؒ نے فتح القدیر مین لکھا ہے "انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاھب المخالفۃ لائمۃ اربعۃ"

یعنی اُسپر اجماع ہو گیا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مخالف جو مذاہب ہین اُن پر عمل نہ کیا جاوے۔

مولانا شاہ ولی اللہ مرحوم حجۃ اللہ البالغہ مین رقم فرماتے ہین "وھذہ المذاھب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجتمعت الامۃ او من یعتد بہ منھا علی جواز تقلیدھا الی یومنا ھذا وفی ذالک من المصالح ما لا یخفی لاسیما فی ھذہ الایام التی قصرت الھمم جدا واشربت النفوس الھوی واعجب کل ذی رائ برأیہ"

یعنی کہ تمام امت محمدیہ یا معتدبہ حضرات کا اس پر آج تک اجماع رہا ہے کہ ان مذاہب اربعہ مدونہ کی تقلید درست ہے اور اس تقلید مین بہت سے مصالح ہین خصوصاً فی زماننا کہ لوگون کی ہمتین قاصر ہو گئی ہین اور رگ و پے مین ہواے نفسانی بھر گئی ہے اور ہر شخص کو اپنی راے بھلی معلوم ہوتی ہے اور ابن حزمؒ کا یہ زعم کہ تقلید حرام ہے غلط ہے

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ "در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام ست بہتر و خوب ست"

مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ مائۃ مسائل مین فرماتے ہین کہ "ہرگز مقلد ایشان را بدعتی نخواہند گفت زیرا کہ تقلید ایشان تقلید حدیث شریف ست باعتبار الظاہر والباطن"

یعنی مقلد ائمہ اربعہ را ۱۲

وما ذهب ابن حزم من ان التقليد حرام فغلط"

از احکام این چنین ہستند کہ از ظاہر نصوص مستنبط نمی شوند پس بدانستن این مذاہب احسان فراموشی ست و اما دعوی اتباع کتب حدیث۔ پس اگر مدعی امتیاز صحیح از حسن و حسن از ضعیف ناسخ از منسوخ میسازد و برطبق محدثین سابقین بر شرح معانی آثار و احادیث و آیات قدرت دارد و سواے آن بر جملہ فنون ضروریہ متعلقہ کتب حدیث وغیرہ مہارتے دارد آنکس قابل مدح است و ظاہر ست کہ وجود این چنین کس فی زماننا ہذا مثل وجود عنقا ست البتہ در مائۃ ثامنہ بسیار کسان موصوف بصفات مذکورہ یافتہ شدند و بعد آن در مائۃ تاسعہ علامہ جلال الدین سیوطی خاتمۃ الحفاظ شدند و بعد از ان در مائۃ عاشرہ ہم بعضے علما مثل ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ قدم بقدم محدثین شدند مگر بمرتبہ اوشان نہ رسیدند و بعد از ان تا الی الآن کسے یافتہ نشد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقہ نماید فی زمانہ محدث آنکس را میشمارند کہ صحاح ستہ را درس دہد و توضیح مطالب حدیث عام فہم کردہ دہد فانا للہ وانا الیہ راجعون"

پھر آگے فرماتے ہین "محدثین زمانہ ہذا کہ خود را مجدد والمذہب میدانند و مذاہب حقہ را باطل میشمارند گمراہ کنندہ ہستند"

ملا جیون نے تفسیر احمدی مین لکھتے ہین "والانصاف ان انحصار المذاہب فی الاربعۃ واتباعھم فضل الٰہی وقبولیۃ من عند اللہ تعالٰی لا مجال فیہ للتوجیہات والادلۃ"
یعنی انصاف یہ ہے کہ مذہب کا انحصار چار مین اور انکا اتباع محض فضل الٰہی اور اللہ تعالٰی کی قبولیت سے ہے اسمین توجیہات اور دلائل کو کچھ دخل نہین۔

علامہ طحطاوی نے حاشیہ در مختار مین لکھا ہے "من کان خارجا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار"
یعنی جو شخص فی زمانہ ان مذاہب اربعہ سے خارج ہوا تو وہ بدعتی اور دوزخی ہے
ابن حجر مکی نے فتح المبین مین لکھا ہے "اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد بن حنبل"
یعنی ہمارے امامون نے کہا ہے لیکن ہمارے زمانہ مین سواے ائمہ اربعہ شافعی اور مالک اور ابی حنیفہ اور احمد بن حنبل کے اور کسی کی تقلید جائز نہین۔

[illegible]

اورصحابہ وتابعین و تبع تابعین کے طبقات مین کسینے شخصی کو حرام یا شرک یا مکروہ یا بدعت نہین کہا اور کیون کر ہوسکتا ہے کہ جس امر کو کتاب و سنۃ فرض و واجب فرماوے اوس کو کوئی اہل حق رد کرے یہہ کام بدون بد دین جاہل کے کوئی نہین کر سکتا۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہین ''ان هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة ومن يعتد به منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا وفي ذالك مصالح مالا يخفى لاسيما في هذه الايام التي قصرت الهمم جدا واشربت النفوس الهوى واعجب كل ذي راى برائه انتهى۔

اس تحریر شاہ صاحب قدس سرہٗ سے مذاہب اربعہ کی حقانیت باجماع اُمّت ثابت ہوگئی اور جواہل ظاہر کہ ان مذاہب کے عدم جواز کے قائل ہوئے ہین اُنکا غیر معتمد ہونا بھی ظاہر ہوا اور تقلید شخصی ایک مذہب کی ان اربعہ سے موجب مصالح کثیرہ کا ہونا بھی واضح ہوا اور ترک تقلید شخصی سے اس زمانہ مین بسبب انشراب ہوائے نفسانی کے قلوب عوام مین اور بسبب اعجاب ہر شخص عوام کے اپنی رائے ناقص پر باعث مفاسد و تخریب دین کا ہونا ظاہر ہوگیا کیونکہ جیسا کہ عدم تقلید مطلق سے لاابالی ہونا اور تبع ہوائے نفسانی کا ہونا ہوتا ہے ایسا ہی اربعہ سے ایک معین کو اختیار نہ کرنے مین لازم ہے چنانچہ ابنائے زمانہ کا حال مشاہدہ ہے حاجت تحریر کی نہین اور تقلید ایک مذہب کی ان اربعہ سے موجب سد باب فساد اور اصلاح دین حق کا ہے کما لا یخفی۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے یہہ جو لکھا ہے کہ چار سو سال تک ہجرت سے پابندی ایک مذہب معین کی نہ تھی تو وہ یہ فرماتے ہین کہ اسوقت تک جملہ ناس کا اجماع ایک معین مذہب پر تمام مسائل مین ہو یہ نہ تھا۔

چنانچہ فرماتے ہین اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجتمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه الخ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید بھی تھی اور ایک مذہب کی بھی تقلید کو جائز و معمول کرتی تھی معہذا دوسرے مذہب والے سے بھی مسئلہ دریافت

نہ محاورات کلام عرب کی فہم کا حوصلہ نہ جملہ مرویات کا احاطہ نہ فہم کتاب و حدیث کا سلیقہ
جو عمل بالحدیث کے واسطے ضروری ہی کہ بدون اسکے تقلید واجب ہے کسی عالم کی۔ پس
قیامت ہے کہ ایسے نااہل ائمہ کے قول کو اپنی فہم سے ترک کرکے عامل بالحدیث ہون
ایسی حالت مین تو خود قرآن و حدیث کے ہی ضمناً راد و مکذب ہو جاتے ہین اور
عناداً ائمہ اور اپنے اجتہاد ناصواب کے زعم مین اپنے ایمان ہی کو سلام کر بیٹھتے ہین چنانچہ
مولوی محمد حسین کے کلام سے پہلے ہم نقل کر چکے ہین۔ الحاصل یہ فرمانا ائمہ کا اپنے وقت
کے علماء متبحرین حاضرین کو تھا بعد کے بھی علماء کو مگر انکو ہی کہ احاطہٴ اخبار اور درجہٴ اجتہاد
و ترجیح رکھتے ہون نہ جہلا کو۔ کہ علم و فہم سے عاری ہون سو اس قول کو حجت عدم جواز تقلید
کی لانا کمال سفاہت ہے بلکہ یہ تو حکم تقلید کا ہی فرمایا تھا کہ ہمارے اقوال کی تقلید کرنا کہ
جتنے عین نصوص کا ہی مطلب ظاہر کیا ہے مگر اہل اجتہاد عالم کو اگر خطا ہماری معلوم ہو
جاوے اُس کی تقلید نہ کرے نہ یہ کہ جہلا بھی اپنی فہم ناصواب سے زبان درازی کرین
پھر وہ کونسا مسئلہ ہے کہ اُس پر کسی نص سے کوئی صراحت و دلالت اشارہ نہین الا ماشاء اللہ
بلکہ سب مسائل پر علماء مقلدین نے بحث و کلام کرکے محقق فرمایا ہے اگرچہ جہلا کو خبر
نہین اس قول سے رد تقلید نہین ہوتا بلکہ اثبات تقلید کا ہوتا ہے
خداوند تعالیٰ ہدایت فرماوے ایسے کم فہمون کو۔ الحاصل تقلید مطلق جو شخصی اور غیر
شخصی دونون کو شامل ہے کتاب و سنت سے ثابت ہوئی اور کسی کتاب و سنت مین
حکم نہین فرمایا کہ عالم سے سوال کا جواب بلا دلیل قبول و معمول نہ کرین اور اسی پر صحابہ علیہم
الرضوان کے عہد مین عملدرآمد رہا کہ سائل نے سوال کیا اور اُسکا جواب حسب حال سائل
کے بادلیل یا بلادلیل دیا گیا اور سائل نے اُسپر عمل کیا۔

حجۃ اللہ البالغہ مین شیخ شیوخنا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وکان ابن
عباس بعد عصر الاولین ناقضہم فی کثیر من الاحکام واتبعہ فی ذلک اصحابہ من
اہل مکہ ولم یاخذ بما تفرد بہ جمہور اہل اسلام انتہیٰ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے جب مکہ مین اقامت فرمائی تو بہت سے مسائل مین دیگر بعض صحابہ سے خلاف
فرمایا اور اُن کے فتاوے کو اہل مکہ نے قبول کرکے عمل کیا تو محل خلاف صحابہ مین ایک

ہو کہ یہ نہایت کم فہمی اِن لوگون کی ہے کیون کہ اوّل بندہ لکھ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ نصوص کا ہوتا ہے وہ باتفاق فاسد ہے تمام اُمّت کے علما کے نزدیک پس آئمہ علیہم الرحمۃ نے اپنے تلامذہ کو جو بڑے عالم متبحر و محدث کامل تھے فرمایا تھا کہ اگر تم کو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصوص سے معلوم ہو تو ہمارے قول کو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ مت کرنا تو یہ وجہ تھی کہ مجتہد سے خطا بھی ہو جاتی ہے اور اگر بعد سعی وجد کے خطا ہو گئی تو پھر اُس کو ایک اجر ملتا ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہو چکا اور مجتہد سے خطا بھی اِس طرح ہوتی ہے ورنہ معاذ اللہ جان کر کون متدین خلاف حدیث کے کہتا ہے پس اگر خطا بہ تحقیق معلوم ہو جاوے تو اُس کو رد کرنا ضرور ہے پس اُن کے اِس قول سے یہی ثابت ہوا کہ جس قول مین ہماری خطا معلوم ہو جاوے اُس کی تقلید مت کرنا اور جس مین ہماری خطا ثابت نہ ہو اُس کی تقلید ضرور ہے کیونکہ وہ عین حکم اللہ تعالیٰ کا ہے عند المجتہد اور نیز اُس کے مقلد کے مگر یہ تو نہین فرمایا کسی ایک عالم نے بھی کہ اگرچہ ہمارا قول ایک حدیث کے موافق نہ ہو اور ایک حدیث کے مخالف ہو جب بھی ترک کر دینا کہ یہ تو ہرگز حلال نہین اِس واسطے کہ مجتہد وقت اختلاف احادیث کے کسی وجہ ترجیح سے ایک جانب کو مرجح کر کے حکم فرماتا ہے پس اُس نے جب ایک حدیث کو کسی وجہ سے مرجح کر کے اُس کے موافق فرمایا تو اُس کا رد کرنا عین حدیث کا رد کرنا ہوتا ہے اور یہ کسی متدین کے نزدیک حلال نہین۔ پس اِن لوگون کا اِس قول سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے اِس واسطے کہ اقوال مفتیٰ بہا امام ابو حنیفہ رح کے مثلاً یا دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ کے سب ایسے ہی ہین کہ اگر ایک حدیث کے مخالف بظاہر معلوم ہوتے ہین تو دوسری نص کے مطابق ہین تو کسی کو کب گنجائش اُس کے رد کی ہے کہ اُسکا رد تو عین قول خدا تعالیٰ یا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رد ہو گا۔ لہٰذا یہ لوگ محض کم فہمی کی بات کرتے ہین کہ اِن کو سلیقہ ترجیح کا نہ اِنکو نظر جملہ نصوص پر محض سُنی سُنائی احادیث یا ترجمہ مشکوٰۃ کو دیکھ کر عامل بالحدیث ہو گئے تو ایسے جہال کو تو اجازت اپنے قول کے رد کی اُنھون نے نہین دی تھی کہ نہ تمیز ناسخ منسوخ کی رکھتے ہین نہ صحیح و سقیم کی نہ وجہ مخالفت کی خبر نہ وجوہ ترجیحات سے مطلع نہ وجوہ دلالات سے واقف نہ علل نص سے آشنا

کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ہو اور استنباط اُس کا نصوص سے کیا جاوے کہ وہ عین محمود
مامور ہے لہذا قیاس علما کو قیاس شیطانی کے مساوی کرنا خود قیاس ابلیس کا ہے تو ہم
کہہ سکتے ہین کہ تقلید مفروض کو شرک کہنا قیاس ابلیس کی قسم سے ہے اور یہ قیاس
علماء مجتہدین کا قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوع مین داخل ہے جیسا
حدیث مین وارد ہے کہ کسی عورت نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میری بہن مر گئی
اور اُس پر دو ماہ کے صیام ہین پس آپنے فرمایا ارایت لوکان علی اختك دین کنت تقضیہ
قالت نعم قال فحق اللہ احق الحدیث کہ دین حق تعالیٰ کو دین عباد پر قیاس
کرکے فہمائش کر دیا اور قیاس کرنے کا طریق علماء اُمت کو تعلیم فرما دیا۔ پس قیاس
علما کا حق اور قیاس ابلیس کا باطل اور تقلید قیاس علما کی فرض اور تقلید قیاس ابلیس
کی شرک ہے پس جو شخص قیاس علما کو قیاس ابلیس کہے وہ خود ابلیس ہے اور جو قیاس
علما کی تقلید کو حرام شرک کہے وہ خود مشرک ہے اور مخالف ہے حکم حق تعالیٰ کا اور اگر
عالم نے سعی اجتہاد مین کی اور خطا ہو گئی تاہم مثاب ہوتا ہے قال علیہ السلام فان
اصاب فلہ اجران وان اخطا فلہ اجر واحد الحدیث۔

بس ہر چند عند اللہ محل اختلاف مین حق واحد ہوتا ہے مگر عمل مین سب حق ہوتے
ہین جسپر چاہے عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پوچھے ایک سے یا متعدد سے
دونون حق ہین اور مسئلہ بتانا بدون دلیل کے اور اُسپر عمل کرنا صحابہ رض سے آجتک
شایع ہے بلا نکیر کہ وہ عین تقلید ہے چند نظیر اُسکی بخاری سے لکھتا ہون فی البخاری
قال جابر ابن عبد اللہ اذا ضحك فی الصلوٰۃ اعاد الصلوٰۃ
ولم یعد الوضوء وعصر ابن عمر بثرۃ فخرج منہا دم فلم یتوضا وقال الحسن
ان اخذ من شعرہ واظفارہ او خلع خفیہ فلا وضوء علیہ وقال طاوس ومحمد
بن علی وعطاء واہل حجاز لیس فی الدم وضوء۔

اور دیگر مسائل بہت اِس قسم کے ہین کہ محض قول وفعل علما کے بلا دلیل منقول
ہین اور وہ برابر علماء محدثین کے نزدیک مقبول ومعمول ہین کوئی اُس پر
طعن وانکار نہین کرتا۔

یستنبطونہ منہم الخ قال المفسرون اولوا الامر ھم اھل العلم و البصر و
العقول الراجحۃ نا الشوکانی والنواب صدیق حسن خان و فی ھذہ
الآیۃ اشارۃ الی جواز القیاس وان فی العلم ما یدرک بالنص و منہ ما یدرک بالاستنباط و ھو القیاس
علی الکتاب والسنۃ انتھی اور بخاری نے اپنی کتاب مین باب ضبط کیا ہی باین ترجمہ باب من شبہ اصلا معلوما
باصل مبین" پس یہی قیاس اور استخراج مسائل ہے کہ تعلیم امت کے واسطے شارع
علیہ السلام نے کیا ہے اور ان مسائل کا قبول خود تقلید مجتہد کی ہے پس تقلید مامور
مفروض کو شرک کہنا خود مشرک بنتا ہوتا ہے کہ بمقابلہ حکم قطعی کے اپنی رائے فاسد سے
حکم لگاتا ہے کہ حق تعالیٰ جس کو فرماوے یہہ لوگ اس کو شرک کہتے ہین
معاذ اللہ۔

اور وہ جو ذم قیاس مین مشہور ہے کہ اول من قاس ابلیس تو پہلے جواب
مین اُسکا جواب لکھا گیا ہے مگر اب مکرر لکھتا ہون کہ خوب مستحضر رہے وہ قیاس ابلیس
کا خلاف حکم نص قطعی کے معارض حکم قطعی حق تعالیٰ کے تہا کہ جب حق تعالیٰ نے
خلق آدم علیہ السلام کی خبر دی بقولہ انی جاعل فی الارض خلیفہ اور ملائکہ نے
اُس پر اپنے شبہات عرض کئے اور جواب حاصل کر کے مطمئن ہو گئے تو قطعاً معلوم
ہو چکا تہا کہ خلیفہ کا بل زمین مین پیدا ہوگا اور وہ فضل خلق ہوگا اور بعد پیدا ہونے کے
تعلیم اسما فرماکر ملائکہ پر صاف واضح کر دیا تہا کہ وہ اعلم سب سے ہے پس جب حکم فرمایا
کہ آدم کو سجدہ کرو تو یہ حکم محکم قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ تہا کہ گنجائش مجاز و تاویل کی اُس
مین باقی نہ تہی قال تعالیٰ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم الخ لہذا جملہ
ملائکہ فوراً سجدہ مین گئے مگر ابلیس پلید نے اپنی رائے فاسد سے قیاس باطل بنایا کہ
انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین اور فضل کا سجدہ کرنا ادون کو
لایق حکمت نہین ہے یہ قیاس باطل بمقابلہ نص تہا اور ایسا قیاس ہر روز قیاس
شیطانی اور شرک ہوتا ہے اور ایسے ہی قیاسات کی تقلید شرک ہے نہ وہ قیاس

(بقیہ صفحہ ۲۴۸) اسلام مین حجت نہ ہوتا تو مسلمانون کو مسائل مین بڑی دقت واقع ہوتی اور اسطرح کی ایجادین
قیامت تک جاری رہینگی جنکی واسطے قیاس ہی دلیل ہے لمولفہ ۱۲

جانتے تھے سو یہہ نوع تو شرک ہے باتفاق جملہ علما امت کے اور جہان قرآن و حدیث و اقوال علما مین تقلید کا شرک ہونا وارد ہی یہی نوع مُراد ہے۔

دوسری نوع یہ ہے کہ مومن ناواقف کسی مسٔلہ شرعیہ سے اُس مسٔلہ کو کسی عالم معتبر سے پوچھے اور عالم اُسکا جواب خواہ صریح نص سے یا اشارہ و دلالت سے استنباط کرکے دیوے اور دلیل اُس مسٔلہ کی سائل کو نہ بتاوے اور وہ سائل بدون دلیل سمجھنے کے اُسکو قبول کرکے عامل ہو۔

پس یہان ہر اہل عقل پر روشن ہے کہ مسلم نے جو مسٔلہ عالم متبحر سے پوچھا ہے تو وجہ یہی ہے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ عالم حکم حق تعالیٰ سے جو اس واقعہ مین ہے ماہر ہے اور مجھکو اُس حکم حق تعالیٰ سے مطلع کرتا ہے ہرگز کوئی حکم خلاف حکم شرع کے نہ بتاویگا بلکہ جو حق ہے وہی بتاویگا ورنہ اگر اوسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ عالم خلاف شرع حکم بتاتا ہے تو ہرگز اُس کے پاس بہی نہ جاوے اور نہ اوس کے جواب کو کچھ اصل جانے چنانچہ عوام کا مشاہدہ ہے کہ جس عالم کو صاحب غرض نفسانی جانتے ہین اُس سے مسٔلہ ہرگز نہین پوچھتے اور اُس کے مسٔلہ کا بھی اعتبار نہین کرتے۔ تو نہ اِس سائل کی غرض سوائے حکم حق تعالیٰ کے دریافت کرنے کی ہے اور نہ عالم بجز حکم حق تعالیٰ کے اپنے نزدیک بتاتا ہے تو یہ تقلید حق ہے اور زمانہ صحابہ علیہم الرضوان سے لیکر آج تک اہل علم و ایمان مین شایع و ذایع ہے اور یہ نوع تقلید بحکم کتاب اللہ تعالیٰ و سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون اس آیت مین فاسئلوا صیغہ عام ہے کہ تمام افراد اُمت کو جس کو علم نہ ہو سوال کرنے کا عالم سے حکم بصیغہ امر ہوا ہے جو فرضیت کا ثبوت کرتا ہے اور لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ واحد اور جمع پر اسکا اطلاق لغت مین ہوتا ہے تو یہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل ذکر سے چاہو پوچہ لو خواہ وہ تمہارا مسئول عنہ واحد ہو ہر ہر مسٔلہ مین خواہ متعدد ہون کہ کوئی مسٔلہ کسی سے پوچہ لو اور کوئی مسٔلہ کسی سے۔

پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہین کہ ایک شخص واحد کا مقلد ہوکر سب ضروریات دین اُس سے ہی حل کرے اور دوسری صورت کو تقلید غیر شخصی کہتے ہین کہ اپنی

احکام کی علتون کا بیان ہو ورنہ اُن پر اعتماد صحیح نہ ہوگا اور اِس آخری زمانہ مین اس طرح کا مذہب بجز ان چار مذہبون کے اور کوئی مذہب نہین ہے مگر امامیہ و زیدیہ کا مذہب اور وہ دونون بدعتی ہین اُن کے اقوال پر اعتماد کرنا جایز نہین۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ انبوہ کثیر کی پیروی کر و اور چونکہ اور مذاہب حقہ بجز ان چارون کے مٹ مٹا گئے تو انہین کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے اور اُنسے باہر ہونا سواد اعظم سے باہر ہونا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ زمانہ دراز ہو گیا اور فاصلہ پڑ گیا اور امانتین جاتی رہین تو اب جائز ہی نہین ہے کہ نکمّے علما یعنی ظالم قاضیون اور ہوا و ہوس کے گرفتار مفتیون کے اقوال پر اعتماد کیا جائے یہانتک کہ وہ اپنے اقوال کو سلف مین سے کسی شخص صدق اور دیانت اور امانت مین مشہور کی طرف بصراحت یا بدلالت منسوب کرین اور اُسکا قول محفوظ ہوا ورنہ ایسے کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے جسکو ہم نہین جانتے کہ اجتہاد کی شرطین اُسمین جمع ہو گئی ہین یا نہین۔ پھر جب ہم مذاہب سلف کے محققین علما کو دیکھین تو قریب ہے کہ وہ اپنی تخریجات مین سلف کے اقوال سے اپنی استنباط مین کتاب و سنت سے تصدیق کئے جائین اور رہا وہ حال کہ ہم اُن مین یہ بات نہ دیکھین تو تصدیق دُور ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے اِس ارشاد کی تشریح ہمارے زمانہ کے محدث اور عالم متبحر جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے سبیل الرشاد مین اِس طرح سے کی ہے جو بجنسہ درج ذیل ہے۔

"اوّل جاننا چاہیے کہ تقلید اُسکو کہتے ہین کہ کسی کے قول کو بدون اُس کی دلیل سمجھے کے قبول و معمول کر لیوے تو سنو کہ تقلید کی دو نوع مین ایک نوع یہ ہے کہ مقلد کے قول پر کوئی حجت شرعیہ ہرگز نہ ہو بلکہ مخالف حکم حق تعالیٰ کے ہو محض ظن و تخمین مقلد کا ہو اور اُسکو قبول کر لیوے باوجود مخالفت کے جیسا رسوم جاہلیت پر مشرکین عرب جمے ہوئے تھے اور سوائے "ھذا ما وجدنا علیہ اباءنا" کے کوئی دلیل نہ رکھتے تھے اور بمقابلہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی آبائی رسوم کو ضروری

یجز ان یعتمد علےٰ اقوال علماء السوء من القضاۃ الجورۃ والمفتین
التابعین لاھوائھم حتی ینبوا مایقولون الی بعض من اشتھر من
السلف مایصدق والدیانیۃ۔ والامانیۃ امّا صریحًا او دلالۃ وحفظ
قولہ ذالك ولا علےٰ قول من لاندری ھل جمع شروط الاجتھاد
اولا فاذا رأینا العلماء المحققین فی مذاھب السلف عسی ان
یصدقوا فی تخریجاتھم علی اقوالھم واستنباطھم فی الکتب
والسنّۃ۔

شاہ صاحب فرماتے ہین کہ ان چارون مذاہب کے اتباع مین بڑی مصلحت ہے اور
ان سے منحرف ہونے مین بڑا ہی مفسدا ہے ہم اس کو کئی طرح سے بیان کرتے
ہین۔

اوّل یہ کہ اُمّت اس پر متفق ہے کہ شریعت کی معرفت مین سلف پر اعتماد کیا کرین سو
تابعین نے اس معرفت مین صحابہؓ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا اور
اسی طور پر ہر ہر طبقہ کے علما نے اپنے سے پہلو نپر اعتماد کیا اور عقل اس امر کو ٹھیک جانتی
ہے کیونکہ شریعت بدون نقل اور استنباط کے معلوم نہین ہوسکتی اور نقل نہین درست ہوسکتی
مگر یہ کہ ہر طبقہ اپنے سے پہلے متصل طبقہ سے دریافت کرے اور استنباط مین ضرور ہے کہ
متقدمین کے مذاہب کو سمجھہ لے تاکہ اُن کے اقوال سے باہر نہ ہوجائے نہ اجماع ٹوٹ جاوے
اور اُس پر بنا رکھے اور اس مین اپنے سابقین سے استعانت ہووے کیونکہ تمام علوم
جیسے صرف ونحو اور طبابت اور شعر اور آہنگری اور درودگری اور زرگری کسی کو بدون
خدمت گزاری اہل صناعت کے میسّر نہین ہوئی اور اُس کے علاوہ نا ممکن ہے اور
واقع نہین ہوئی اور گو عقل کی تجویز مین جائز ہے۔ اور جب سلف کے قول پر اعتماد ٹہر گیا
تو ضرور ہے کہ اُن کے اقوال جن پر اعتماد ضرور ہے صحیح صحیح سندون سے مروی ہون یا
مشہور مشہور کتابون مین مندرج ہون اور بحث کئے ہوئے ہون اسطور کہ اُس کی تمام
احتمالات مین سے راجح کا اور بعض مواضع مین عام مین سے خاص کا اور بعض مواضع
مین مطلق مین سے مقید کا بیان ہوا اور اُس مین سے مختلف کو جمع کیا ہوا اور اُس کے

مُفسدۃٌ کبیرۃٌ ونحن نبین ذالک بوجوہٍ احدھا اِنّ الامۃ اجتمعت علی ان یّعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذالک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھکذا فی کل طبقۃٍ اعتمد العلماء علی من قبلھم والعقل یدل علی حسن ذالک لان الشریعۃ لا تعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل طبقۃٍ عمّن قبلھا بالاتصال ولابد فی الاستنباط ان یعرف مذاھب المتقدمین لئلا یخرج من اقوالھم فیخرق الاجماع ویبنی علیھا ویستعین فی ذالک بمن تسبقہ لان جمیع الصناعات کالصرف والنحو والطب والشعر والحدادۃ والنجارۃ والصیاغۃ لم یتیسر لاحدٍ الا بملازمۃ اھلھا وغیر ذالک نادر بعید لم یقع وان کان جائزاً فی العقل واذا تعین الاعتماد علی اقاویل السلف فلابد من ان یکون اقوالھم التی یعتمد علیھا مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ فی کتب مشھورۃ وان یکون مخدومۃ بان یبین الراجح من محتملاتھا وتخصص عمومھا فی بعض المواضع وتقید مطلقھا فی بعض المواضع ویجمع المختلف منھا ویبین علل احکامھا والا لم یصح الاعتماد علیھا،،

،، ھذہ الازمنۃ المتاخرۃ بھذہ الصفۃ الا ھذہ المذاھب الاربعۃ اللھم الا مذھب الامامیۃ والزیدیۃ وھم اھل البدعۃ لا یجوز الاعتماد علی اقاویلھم۔ وثانیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاھب الحقۃ الا ھذہ الاربعۃ اتباعھا اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عن السواد الاعظم۔

وثالثھا ان الزمان لما طال وبعد العھد وضیعت الامانات لم

اُس کی عالم گیر شوکت کی پیشین گوئی ہے کہ تمام دُنیا کو یہ دین مسخر کرلے گا اور جو لوگ اسلام قبول کرین گے وہ خوش حال اور معزز رہین گے اور اُس کے منکر ذلیل و خوار ہوکر فی النار کئے جائین گے سو ان نشانیون کے ظہور کیوقت سب پر دین اسلام کے حق اور منجانب اللہ ہونے کا حال آشکارا ہو جائیگا۔

ماہرین تاریخ کے نزدیک یہ امر طے ہوچکا ہے کہ اسلام اپنی حقانیت کی سبب اطراف عالم مین دائر اور سائر ہوگیا نہ شمشیر کے زور سے اُس نے عام قبولیت حاصل کی۔

اَب اُس قبولیت کو جو بہ نظر غور دیکھا جاتا ہے تو آجتک وہی ترقی روز افزون اسلام کو حاصل ہے گو خلق خدا غیر مذاہب بادشاہون کے تحت مین بہت سی جگہ ہے لیکن اسلام ہر مُلک اور جزائر مین اپنی حقانیت کا جلوہ دکھلا رہا ہے اور یہ ترقی اُسی مذہب کو حاصل ہے جسکا نام سُنت والجماعت ہے اور سُنت والجماعت مذہب اربعہ مین محدود ہے جس مین سب سے زیادہ اور اعلیٰ فرقہ حنفی ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔

اِسی کی سلطنت عرب اور شام و روم اور افریقہ اور ایشیا مین اور اسی کا اقتدار یورپ مین ہے اسکے سوا دوسرے فرقے صرف برائے نام ہین بس بڑی دلیل حنفی مذہب کے حق ہونے کی وہی ہے جو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے جسکی آیت اوپر لکھی گئی کہ آفاق مین مقبول عام ہونا عین دلیل مذہب کے حق ہونے کی ہے اور جس مذہب کی اِس آیت شریفہ مین پیشین گوئی کی گئی ہے وہ مذہب جیسا اپنے سرچشمہ سے جلوہ افروز ہوا تھا اُسی طرز و انداز سے اسوقت اپنے نبع اور آفاق مین سایہ فگن ہے جسکا حال مثل مہر نیمروز انشاء اللہ آیندہ کی گزارش سے بخوبی روشن ہو جائیگا۔

جس تقلید پر تیرھوین صدی مین نکتہ چینیان اور زبان طعنہ دراز ہین اُسکی نسبت مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ عقد الجید مین یہ رقم فرماتے ہین ”اِعْلَمُ اِنَّ فِی الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلِحَةً عَظِيْمَةً وَّفِی الْاِعْرَاضِ عَنْهَا كُلِّهَا

ایک ہی متقی اور ایک ہی بہادر اور ایک ہی عالم اور ایک ہی عاقل ہوتا ہے نیک بندے کم اور بد دُنیا مین زیادہ ہوا کرتے ہین اور خداوند تعالیٰ قرآن مین بھی قلیل ہی آدمی ایمان والے اور شکر والے فرماتا ہے "قلیلا ما یؤمنون"، "قلیل من عبادی الشکور"

دلائل مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت حضرت علیؓ کو اور فدک جناب خاتون زہرا کو دیا جاتا اور ہمیشہ اسلامی سلطنت مین جہان مسلمانون کا بس چلتا وہان بنی فاطمہ کو ہی بادشاہ کرنا مسلمانون کا فرض تھا اُن کے سوا کسی دوسرے کا سلطنت مین شرع کی رو سے کوئی حق نہ تھا اور مسلمانون کو سوائے اہل بیت کے کسی دوسرے کے زیر فرمان رہنا ہرگز جائز نہین تھا۔

ہر عاقل اسکو سمجھ سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے اسلام کا حضرت کے بعد ہی خاتمہ ہوجاتا برس دن بھی دُنیا مین اسلام کو پورا کرنا مشکل تھا۔ اور جیسا مذہب غرض آلود برہمنون نے ہند مین جاری کیا ہے کہ سب حقوق برہمنون کے ہر ایک امر مین قایم کر دیئے ہین ویسا ہی حال اسلام کا ہوتا۔ تمام دُنیا مین مذہب اسلام خود غرض اور حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا۔

جیسا یہ مسودہ ابن سبا کا ہی ویسا ہی ابن وہاب کا ہی ابن وہاب نے ابن سبا کے مسودہ سے اپنے مسودہ کا اقتباس کیا ہے جیسا وہ سخت مغالطہ اور دھوکا ہے ویسا ہی یہ ہے جسمین بڑے بڑے اہل علم پھنسے ہوئے ہین اور اُسکے واسطے بہمہ جان و مال سعی اور کوشش کر رہے ہین۔

جیسے اہل تشیع اپنا مذہب مذہب اہل بیت بتلاتے ہین ویسے ہی غیر مقلد اپنا مذہب اہل حدیث کہتے ہین حالانکہ دُنیا مین نہ کوئی مذہب مذہب اہل بیت کے نام سے موسوم ہوا اور نہ اہل حدیث کوئی مذہب کہلایا گروہ اہل بیت اور گروہ اہل حدیث ہمیشہ سے جب سے اسلام نے عرب مین اپنا سکہ جمایا عالم مین مشہور رہے اور اُنکا کوئی مذہب جداگانہ نہین ہے کیا اہل بیت اور کیا اہل حدیث وہی مذہب رکھتے تھے جسکا اتباع اہل سنت والجماعت کرتے ہین۔ اور وہ مذہب ابتک اُسی ہیئت سے جو صحابہؓ کے وقت مین تھا اسلام کے سرچشمہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جلوہ گر ہے۔

گو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین صدہا طرح کے انقلاب ہوئے اور یزید پلید اور

ہے جس طرف آدمی کا خیال رجوع ہوتا ہے اُسی کے دلائل اُس کے پیش نظر ہو جاتے ہین مسلمانون کے باہمی فرقون سے قطع نظر کر و کفار کو دیکھو کہ اُنھون نے انبیا کو نظرون سے دیکھا اور اُن کے معجزات کا بھی مشاہدہ کیا مگر اُن کے خیال یہ ہی رہے کہ یہ بھی ہم جیسے آدمی ہین۔

"قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ۔

اس مضمون کو مولانا روم نے یون ظاہر کیا ہے۔

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد — کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا بر داشتند — انبیا را ہمچو خود پنداشتند
این نفہمیدند ایشان از عمی — ہست فرقے درمیان ناانتہی

پیغمبرون کو دیکھہ کر وہ شک مین پڑ گئے اور مغالطہ مین پہلے سے اباؤاجداد کے وہ پڑے ہوئے تھے ویسے ہی خیالات اور توہمات اُن کے سدراہ ہو گئے جس سے وہ کُفر سے نہین نکل سکے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے کہ مغالطہ سے ایک عالم گمراہ ہو گیا یہودی عیسائی ایسے ہی مغالطے سے گمراہ ہوئے شیعون کو اُسی مغالطہ نے دین اسلام سے کھویا کہ اصحاب ثلثہ کو آپ ایسا متبرک اور افضل نہ سمجھین انھون نے اہل بیت کے حقوق غصب کئے اور بہت سی بدعتین اُنسے ظہور مین آئین اُنکا طریقہ اسلام کے برخلاف تھا یہ ابتدا سے ہی خلوص نیت سے اسلام نہین لائے تھے دُنیوی طمع سے ظاہری اسلام مجبوراً اختیار کر لیا تھا جو وقت رسول اللہ نے انتقال فرمایا اُسی وقت اُنھون نے اپنے جوہر دکھلا دیئے اور خلافت دبا بیٹھے حضور علیہ السلام کی تجہیز و تکفین تک کا بھی انتظار نہین کیا یہ غرض کے پابند تھے اور حضرت خاتون جنت جو حضور علیہ السلام کے جگرپارہ اور قرۃ العین تھین اور حضرت امیر علیہ السلام جنکی شان مین لحمک لحمی و دمک دمی فرمایا تھا اُنکا ذرا بھی لحاظ و پاس نہین کیا اور خبر تک اُنکو نہ ہونے دی اور عائشہ رض اور حفصہ رض

پہننے کو کپڑا نہ کہانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کہوٹی

اِسمین شک نہین کہ مُسلمانون کو اُنکی بے شمار فتوحات اور کثرت دولت نے آخر کار عیش طلب اور راحت پسند کر دیا اور اُس لُطف زندگی مین جفاکشی اور وہ مستعدی اُنسے جاتی رہی وہ اولوالعزمی اور بہادری جسکے وہ ابتدا سے خوگر تہے چھوڑ کر زنانہ مین رہنے لگے اور بزدلی اور بے غیرتی کے خوگر ہو گئے۔

ہندو راجاؤن اور امیرون کی طرح اُنہون نے اپنی اولاد کو علم و ہنر سکھلانا چھوڑ دیا اور امیرانہ طرز اور رسم و رواج کے پابند ہو کر روز بروز جہالت اور غفلت مین پڑ گئے۔

اسلامی حمیت اور عرب کی غیرت اُنکے دماغون سے کافور ہو گئی ہنود کے میل جول اور ہند کی پر راحت آب و ہوا نے اُنکی طبائع کو بالکل بدل دیا اور سلطنت اور خزانہ رعیت کو اُنہون نے اپنے عیش و راحت کا سرمایہ سمجھ لیا پاسبانی اور جہانبانی کے آئین کو فراموش کر کے کاکل پرخم اور زلف پریشان کے پیچ و خم مین وہ گرفتار ہو گئے جسکا انجام یہ ہوا کہ سلطنت کے ساتھہ دین و ایمان بہی وہ لعبت فرنگ اُنکا لے گئے (دیکھو محمد شاہ اور واجد علی شاہ کا زمانہ اور اُسکا مقابلہ کرو اکبرا ور بابر کے عہد سے)۔ ....

جب اپنی سلطنت ہاتھون سے جاتی رہی اور ایسی قوم کو اللہ جل شانہٗ نے مسلّط کیا جو علم و ہنر کو خون کی طرح اپنے رگون مین بہرے ہوے تہی اور وہ انتظام اور عقل کے کمال کو پہنچی ہوئی تہی تو مسلمانون نے اُنکے علوم اور ہنر سے نفرت کی اور اُنکی تحصیل کو اپنے دین کی خرابی کا باعث خیال کیا اور بوجہ جہالت یہ خبر نہ تہی کہ یہ علوم اور فنون اور یہ عزلت اور تہذیب اپنے ہی یہان کی اڑائی ہوئی ہے جسکے نام تک سے اب آشنائی نہین رہی۔

ایسی حالت مین معاش کی تنگی اور افلاس کا غلبہ لازمی تہا مُسلمان بہوکے مرنے لگے کٹ ملاؤن نے مذہبی پیرایہ سے اپنی شکم پُری کیلئے نئی نئی ایجادین شروع

نہ حق کوئی دُنیا پہ اُنکا نہ دین پر
خدا کو وہ کیا مونہہ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہین مسخ اُن مین پہلے تونگر
کمال اُن مین رہتے ہین باقی نہ جوہر
نہ عقل اُن کی ہادی نہ دین اُن کا رہبر
نہ دُنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گزرنا
تعیش مین جینا نمائش پہ مرنا
سدا خواب غفلت مین بیہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اک جہان ہے
تو بیفکر ہین کیونکہ گہر مین سمان ہے
اگر باغ اُمت مین فصل خزان ہے
تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے
بنی نوع انسان کا حق اُنپہ کیا ہے
وہ اِک نوع نوع بشر سے جُدا ہے

کہان بندگان ذلیل اور کہان وہ
بسر کرتے ہین بے غم قوت و نان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ
مکان رکہتے ہین رشک خلدجنان وہ
نہین چلتے وہ بے سواری قدم بہر
نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بہر

کمر بستہ ہین لوگ خدمت مین اُنکی
گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اُنکی
نفاست بہری ہے طبیعت مین اُنکی
نزاکت سودا خل ہے عادت مین اُنکی
دواؤن مین مشک اُنکی اُٹھتا ہے ڈہیرون
وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین اُنکے ہم جنس کیون کر
نہین چین جنکو زمانہ سے دم بہر
سواری کو گہوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گہر اور نہ کرنے کو بستر

سلیمانؑ[1] نے کی جبکی حق سے تمنا — بڑہا جس سے آفاق مین نام کسریٰ

کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران
کیا جسنے یوسفؑ کو مسجود اخوان

ملاہے یہ فخر اُس کو اُن کی بدولت — کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت — کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت

جہان کے لئے جو کہ آب بقا ہے
وہ اِس قوم کے حق مین سمّی ہوا ہے

ادہر مال و دولت نے یان موںہہ دکہایا — اُدہر ساتہہ ساتہہ اُسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گہر پہ ثروت کا سایا — عمل وان سے برکت نے اپنا اُٹھایا

نہین راس یان چار پیسے کسی کو
مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہین سب عیب جن عادتون کو — بہایم کو نسبت ہے جن سیرتون کو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتون کو — نہین کرتے اجلاف جن حرکتون کو

وہ یان اہل دولت کو ہین شیر مادر
نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو بازی پہ آئی — تو دولت بہت سی اُسی مین لُٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی — تو کردی بہرے گہر کی دم مین صفائی

پہر آخر لگے مانگنے اور کہانے
یونہین ٹھگئے یان ہزارون گہرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا — نہ انجام کا اپنے کچہہ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُن کو اولاد کی تربیت کا — نہ کچہہ ذلت قوم کی اُن کو پروا

(۱) حضرت سلیمانؑ کی اِس دُعا کی طرف اشارہ ہے رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی۔۔
ایخداوہ سلطنت مجھکو عطا کر کہ میرے بعد بہی کوئی ایسی سلطنت کے لایق نہ ہو۔

یہ کام اور بھی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بھائی سے بن آئین جیسے

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت — نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سُستی دماغون مین نخوت — خیالون مین پستی کمالون سے نفرت

عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

وہ مِلّت کہ گردون پہ جسکا قدم تھا — ہر ایک کھونٹ مین جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق مین محترم تھا — وہ اُمت لقب جسکا خیر الامم[(۱)] تھا

نشان اُسکا باقی ہے صرف اسقدر یان
کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بھی مُسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو ہین — ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین — طبیعت مین فطرت مین عادتین خو مین

نہین کوئی ذرّہ نجابت کا باقی
اگر ہے کسی مین تو ہے اتفاقی

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے — خمیر اُنکا اور اُنکی طینت جُدا ہے
سزاوار ہے اُنکو جو ناسزا ہے — روا ہے اُنہین سب کو جو ناروا ہے

شریعت ہوئی ہے نکو نام اُنسے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُنسے

ہر اک بات پر اُنکی مجلس فدا ہے — ہر اک بول پر وان دُرست اور بجا ہے
نہ گفتار مین اُن کی کوئی خطا ہے — نہ کردار اُن کی کوئی ناسزا ہے

وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اُنکو
بنایا ندیمون نے فرعون اُن کو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دُنیا — وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبیٰ

(۱) خیرالامم سب اُمتون سے بہتر اُمت یہ اشارہ اس آیت کیطرف ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف

حقیر اور بے توقیر ہو گیا تھا۔

یہ طرز زندگی امرا کا دیکھہ کر جھوٹے صوفی جو پارسائی کا جامہ رکھتے تھے آپے سے باہر ہو گئے اور اُنہون نے حال وقال کا وہ حال کر دیا کہ جس کو دیکھہ کر تان سین اور بیجو باورہ بھی رشک کرین اگر امیرون کے یہان طوائف کے جلسے تھے تو ان پارساؤن کی محفلین قوالون سے گرم رہتی تہین۔

علماء دین یہ شیطانی طرز دیکھہ کر روپوش ہو گئے جنکا کوئی پرسان حال نہ تھا اور جھوٹے فریبی مکار خود غرضون نے بادشاہ اور اُمرا کی خوشامد اور اپنے مقاصد کی غرض سے دین مین رخنہ اندازی اور بدعتین قسم قسم کی شروع کر دین جن کا علی العموم رواج ہو گیا اور ان بدعتونکو مسلمان دینی عملدرآمد اور سُنّت سمجھنے لگے دینی علوم یک لخت جاتے رہے۔

وہ مُسلمان وخدا کے سوا دوسرے کو سر جھکانا کفر سمجھتے تھے اُنکی اولاد قبرونکو سجدے کرنے لگی جن حرکات ناشائستہ کو اُنکے آبا و اجداد دیکھہ نہین سکتے تھے اُنکو علانیہ کر کے وہ تفاخر اور مسرّت جتلانے لگے اور جب سے ابتک وہ سلسلہ برابر جاری ہے اور ہمارا ویسا ہی حال ہے جسکا نقشہ ہو بہو مولانا حاؔلی نے کھینچ کر قوم کے روبرو پیش کیا ہے۔

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے
کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے

لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے
ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے

بزرگون کی توقیر کھوئی ہے ہمنے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

کرین نوکری بھی تو بے عزّتی کی
جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی

کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی
قسم کہائیے اُن کی خوش قسمتی کی

امیرون کے بنتے ہین جب یہ مصاحب
تو جاتے ہین ہو کر حمیّت سے تائب

کہین اُنکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرہ بن کے ہنسنا ہنسانا

کہین پھبتیان کہکے انعام پانا
کہین چھیڑ کر گالیان سب سے کھانا

مین مبتلا ہو گئے اسی طرح سے شیعون کی صحبت نے انکو مرتکب بدعات سیئہ کا کر دیا۔
جہانگیر بادشاہ کے وقت مین نورجہان بیگم کے با اختیار ہونے سے اہل تشیعہ کو ہندوستان کی سلطنت مین اعزاز اور باریابی کا موقع ملگیا گو شاہجہان اور عالمگیر کی زبردست سلطنتون مین وہ قابو یافتہ نہین ہوئے مگر اُنکے بعد تو وہ خود مختار اور بادشاہون کے بھی افسر ہو گئے اور مسلمانونکا طرز ہی بدلگیا۔

فرخ سیر سے محمد شاہ رنگیلے کے زمانون نے نہ صرف ہندوستان سے اسلام کی سلطنت کو تہ و بالا کیا بلکہ اسلام کو اپنی بدوضعی اور غفلت سے مسلمانون نے سخت صدمہ پہنچایا۔

شاعری کی قدردانی نے ایرانیون کے واسطے ہندوستان کا دروازہ کھول دیا تھا اُسنے عاشقانہ خیالات کا نشہ سب کو پلا دیا اور جام و ساقی کا بجائے نماز روزہ کے دور دورہ ہو گیا بجز اہل نشاط اور مجلسی علم کے کسی علم و ہنرمند کی قدر نہ رہی یک قلم جنگی اور فوجی مہمات کی صفون سے نکلکر جوق جوق اور فوج فوج مسلمان شطرنج کی بساط پر جنگی بادشاہ اور اراکین سلطنت کو بجائے اخبار فتح و ظفر کے کشت و مات کے مژدے دیئے جاتے جنکو وہ فتح کا نقارہ سمجھتے تھے۔

روز نوروز اور جشن مین ہندوستان کی دولت لٹتی تھی جسکا کوئی باز پرس کرنے والا تک نہین تھا۔

علی العموم امیرانہ طرز یہ سمجھا جاتا تھا کہ روزمرہ یاران جلسہ کے ساتھ شراب کے دور چل رہے ہین محفل رقص اور ارباب ونشاط ہر شب گرم ہے عمدہ گویے نامی طوائف زیب محفل ہین اور ہر چہار طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہے۔

غیر اقوام پردیسی جو گھات چارون طرف لگا رہے تھے اور وہ ان غفلون کے بکھیرنے اور پریشان کرنے کے منصوبے گانٹھ رہے تھے یہان خواب و خرگوش مین اُسکا کسی کو خیال تک نہین تھا۔

فن سپہ گری جسپر مدار سلطنت کا ہے اُسکا نام ہی نام رہگیا تھا ریشمی اور زنانہ پوشاک بجائے خود اور زرہ کے زیب تن تھی اور فوجی لباس جو اسلام کا تمغہ تھا وہ نظرون مین

ويںهون عن المنکر'' کے مصداق وہ اپنے کو سمجھتے ہین اور توحید کے پھیلانے اور شرک بدعت کے مٹانے کی کوشش کرتے ہین اور اس مین وہ نہایت ہی زور دیتے ہین وہ کہتے ہین کہ تقلید ائمہ محض بدعت ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی خدا کے فرمان کی جو کلام مجید ہے اور رسول کے حکم کی جسکو حدیث کہتے ہین فرمانبرداری کرو اور پھر دوسری جگھہ یارشاد ہے ''یا ایہا الذین امنوا ما اتیتم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتھوا''

کہ اے ایمان دارو جو تم کو رسول دے اُس کو لے لو اور جس کو وہ منع کرے اُس سے باز رہو پس سوائے قرآن اور حدیث کے کسی کی اطاعت کا حکم نہین دیا گیا اب جو مقلدین حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی مذاہب مین محدود ہو رہے ہین یہ اُنکی زیادتی اور صریح گمراہی ہے اور یہ تقسیم بعد مین ہوئی ہے جس سے یہ بدعت ہے اور مذہب مین جو کوئی نئی وضع اختراع کرے جو پیغمبر علیہ السلام اور صحابہؓ کے زمانہ مین نہ تھی وہی بدعت ہے جیسا کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا ہے '' شر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار''

یعنی نئے کام سب برے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ مین لیجانی والی ہے۔

اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے وہ مقلدین پر ایسے ایسے الزام بھی لگاتے ہین جنکے مقلدین بھی دُشمن ہین جیسے عوام جو تعزیہ یا درگور پرستی اور پیر پرستی کرتے ہین اور وہ نام کے مسلمان ہین اور اسلام سے اُنکو کوئی بہرہ نہین ہے جس نظر سے غیر مقلد اُنکو دیکھتے ہین اُس سے زیادہ اُنکی تحقیر مقلدین کرتے ہین اور اُن کے کسی امام کا یہ اصول نہین ہی نہ ائمہ نے اپنے اجتہادی مسائل کی بنیاد اسطرح کے شرک و بدعت پر رکھی اُنہون نے اس مکروہات سے اسلام کو جہانتک اُنکی قوت انسانی نے یاوری کی ہے پاک وصاف کیا ہی اور اُنکا ایک مسئلہ بھی ایسا نہین ہے کہ جس سے کنایتاً بھی بدعت اور شرک کا احتمال ہو سکے۔

البتہ جس طرح سے ہندوستان کے مسلمان ہندؤن کی مخالطت سے شرک وبت پرستی

جسوقت عرب مین اسلام کا چرچا شروع ہُوا توسب زن و مرد امیر و غریب ہمہ جان و مال اسی جانب رجوع ہوگئے تھے ہرایک مجمع اور جلسہ مین سواے اس ذکر کے کوئی تذکرہ نتھا بزرگان قریش جو پشتون سے شرک و بت پرستی کرتے کرتے کفر مین غرق تھے اُنکو یہ مذہب اور اس پیغمبر کا کلام بالکل عجیب معلوم ہوتا تہا وہ مشاعرے اور شعرگوئی کا فخر جسکے واسطے بڑے بڑے جلسے اور میلے ہوتے تہے قرآن نے ایک لخت اُٹھا دیئے اور جب ہی اب تک پھر کسی نے اُنکا نام بھی نہین لیا۔

کلام مجید کے مقابلہ کی بہت کچھہ کوششین کی گئین اور اعلیٰ درجہ کے جو نامی فصیح اور بلیغ اور ادیب تھے اُنہون نے بہت کچھہ جہد بلیغ کی مگر وہ ایک جملہ بہی ایک آیت کے مقابلہ مین نہ بناسکے اور نہ کسی نے یہ کہا کہ محمد صلعم یہ کلام خود بنالیتے ہین یا کسی اُستاد کا بنایا ہوا ہے جو ہمکو سُنا دیتے ہین اونہون نے بہی کہا تو یہی کہا "ان ھذا السحر مبین"

وہ قریش جو نبی علیہ السلام کے رشتہ دار اور کُنبہ کے لوگ تھے اور آپ کے حال کے ہر دم نگران تھے بخوبی جانتے تھے کہ یہ امی محض ہے اور کوئی عالم یا شاعر اسکا ہم صلاح نہین ہے اور یہ خود اعلیٰ درجہ کا صادق اور امین ہے جسنے آجتک اپنی عمر مین کبہی کوئی جھوٹ نہین بولا مگر با این ہمہ وہ ایمان نہ لائے۔ حالانکہ اپنے قرابتی اور رشتہ دار کی بات ہر ایک قبیلہ اور کُنبے والے تسلیم کیا کرتے ہین اور اوس کے حامی ہو جایا کرتے ہین۔ اور جنکی قسمت مین یہ دولت تہی وہ فوراً بول اُٹھے "ھذا من عند اللہ" "ماھذا قول البشر"

پھر لطف یہ ہے کہ کلام مجید نے کفار کے لتاڑنے اور اُن کے ذلیل اور رسوا کرنے اور اُن کی جڑ کاٹنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا اور اسکا بہت ہی بڑا اہتمام نہایت شدت سے کیا گیا ہے جیسے زہریلے زخم کفار کے جگر پر کلام مجید نے لگائے ویسے نہ کسی تلوار سے لگ سکتے ہین نہ خنجر آبدار سے شمشیر اور خنجر کا زخم تو جسم ہی کو کاٹتا ہے اور اُس سے جسم کی ہی تکلیف اور درد پہنچتا ہے کلام کا زخم تو اس غضب کا ہے اور پھر خدا کے کلام کا جو جگر کے ٹکڑے کرے اور روح کو بہی صدمہ پہنچائے کما قال امیر رضی اللہ عنہ

"جراحات السنان لہا التیام	ولا یلتام ما جرح اللسان"

مین مسلمانون کو چاہیئے کہ اپنے مذہب کی خود حفاظت کرین اور اپنے فہم اور تحقیقات پر مغرور نہ ہو کر خود رائی کو دخل نہ دین۔

اہل تشیعہ کیطرح اگر یہ بھی چکمے مین آگئے تو یہی حالت انکی ہو جائیگی۔ اہل تشیعہ جن کو علی العموم مسلمان دین اسلام سے خارج اور گمراہ یقین کرتے ہین اپنے ناقص اور نہایت کمزور دلایل پر کیسے جمے ہوئے ہین اور کسقدر انکو اپنے عقائد پر وثوق ہے اونہون نے اپنا نماز روزہ تک علیحدہ کرلیا اور بجز قرآن مجید کے اور کوئی کتاب اونکی اور ہماری متفق علیہ نہین ہے اور قرآن کو بھی وہ عقیدۃً نہین مانتے مجبوراً اوسکو تسلیم کئے ہوئے ہین اگر اُسکی ایک آیت بھی وہ بنا سکتے تو کبھی کا دوسرا قرآن اونہون نے تیار کرکے دکھلا دیا ہوتا اوس کی بے نظیر فصاحت اور معجز بلاغت نے عاجز کر رکھا ہے جس سے لاچار ہین۔

کسقدر نا سمجھی کی بات ہے کہ جس باپ نے ایک خادم[1] خدمت کے لئے اپنی بیٹی کو نہین دیا جسکے ہاتھون مین چکی پیسنے سے گھٹے اور روٹی پکانے سے آبلے پڑ گئے تھے اور جسکے کپڑے راکھ اور دھوئین سے کالے رہتے تھے وہ کئی لاکھ روپیہ کی جائداد جو خدائی مال تھا اوسکو عنایت[2] کرجاتا اور سلطنت اُسکے شوہر اور اوسکی اولاد کے لئے ہمیشہ کے لئے لکھ جاتا اور پھر وہ پیغمبر اور باخدا کہلاتا۔

اگر اہل تشیعہ کو ذرا بھی سمجھ ہوتی اور وہ دین اسلام اور رسالت کے اصول کو نظرانداز

---

(۱) علل الشرائع مین حضرت امیرؑ سے مروی ہے کہ "فاطمہ کو پیغمبر خدا سب سے زیادہ چاہتے تھے اور وہ ہمارے گھر کا کام خود کرتی تھین حتیٰ کہ پانی کے گھڑے اٹھانیسے سینہ مبارک پر نشان پڑ گیا تھا اور یہانتک چکی پیسی کہ ہاتھون کی کھال سخت ہو گئی تھی اور گھر مین جھاڑو دینے اور روٹی پکانیسے کپڑے گرد آلودہ اور سیاہ ہو جاتے تھے مینے ایک دفعہ کہا کہ اپنے باپ سے ایک غلام خدمت کے لئے مانگو وہ رسول علیہ السلام کی خدمت مین گئین تو آپکو لوگون سے بات چیت کرتے دیکھ کر شرم کے باعث واپس چلی آئین دوسرے روز حضور علیہ السلام نے خود تشریف لاکر دریافت حال کیا تو حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ یہ آپ سے خادم مانگنے گئی تھین تب آپنے تسبیح بتلا دی" ۱۲۔ منقول از آیات بینات جلد ۳

سوچے اور اُن اعتراضات وجوابات کا نام تفسیر رکھا۔

سرسید نہ تو علوم عربیہ کے ماہر تھے اور نہ انگریزی ہی مین ٹکسالی استعداد رکھتے تھے لیکن تھا کیا زمانہ کی ہوا کا رُخ خوب پہچانتے تھے ایک طرف اجمالی طور پر علوم جدیدہ سے واقف تو دوسری طرف صدق دلسے اسلام کے معتقد۔

انھون نے اپنی منفرد رائے کے بوتہ پر قرآن اور علم جدیدہ کی تطبیق کر دی تاکہ انگریزی خوان مسلمان اسلام کی طرف سے شک مین نہ پڑنے پائین علوم جدیدہ کے سیلاب نے نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب کی میخین ڈھیلی کر ڈالی ہین سرسید نے اپنے زعم مین تفسیر جیسی اُنسے ہو سکی لکھ کر رخنہ بندی کر دی لیکن اگر کسی مسلمان کو یہ رخنہ بندی کمزور معلوم ہو تو اوسکا فرض اسلامی ہے کہ اس سے بہتر مضبوط اور پائدار رخنہ بندی خود کر دے نہ کہ سرسید کی رخنہ بندی کو ہٹا ہٹا کر اسلام کو علوم جدیدہ کے ہاتھون نقصان پہنچنے دے۔

محمد عبداللہ خان
از خورجہ ضلع بلند شہر

جب سے حضور علیہ السلام نے دُنیا مین اسلام کی اشاعت فرمائی اُسوقت سے ایسا وقت اسلام پر کبھی نہین آیا۔

جہان اسلامی سلطنتین قایم ہین اور خداوند کریم اونکو قایم رکھے وہان پھر بھی ایک قسم کا انسداد اور شرع کی پابندی ہے لیکن جہان سلطنت غیر مذاہب کی ہین اور وہان کسی قسم کا کوئی خوف مذہبی یا بندی کا نہین ہے اور شریعت ایک دریائے ناپیدا کنار ہے ہر ایک شخص آزادی سے اپنے مفید منشا خواہ وہ کیسا ہی اسلام سے دور ہو مطلب نکالتا ہے باوجودیکہ کمال دور اندیشی اور دینداری اور اعلیٰ درجہ کی ماہیت قرآن وحدیث سے حامیان مذہب نے جو تابعی اور تبع تابعین کہلاتے ہین شریعت کا ایسا انتظام کر دیا تھا کہ جسمین کسی مفسد اور خود رائے کو رخنہ کا موقع نملے اور اسلام اُسی طریقہ پر جو طریق نبوی ہے جاری رہے مگر اس ازادی نے اُن بندشون کو توڑ دیا خود غرضی اور نفسانیت سے بہت زور کے ساتھ اُس مین نکتہ چینی شروع کر دی ایسے پر آشوب زمانہ

اس تفسیر مین آپنے جمہور مسلمین سے چند باتون مین اختلاف کیا ہے اور اسیوجہ سے
اکثر اصحاب اسکی نسبت بُری رائے قایم کرتے ہین چنانچہ وہ مقبول عام بہی نہین
لیکن آپنے جو اختلاف کیا ہے وہ بھی مذہب ہی کی حمایت مین کیا ہے یعنی انگریزی
تعلیم نے جو بقول مولوی نذیر احمد صاحب شرط زندگی قرار پاگئی ہے اور کوئی
مسلمان جو عزت وآبرو اور خوشحالی سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہو اُس سے مستغنی
نہین غرضکہ انگریزی تعلیم نے جو مسلمانون کے لئے نئی تھی نیا اثر پیدا کیا لوگون کے
مذاق اور خیالات مین انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اور مذاہب کی حالت کو مشکوک
ہوا لگی ہے۔

اب وہ زمانہ نہین رہا جبکہ بزرگان دین کے فرمودہ کو لوگ چپکے سے تسلیم کر لیا
کرتے تھے اب تو ہر مذہبی امر مین دلیل مانگی جاتی ہے اور دلیل بھی مشاہدات
اور واقعات نفس الامری کی بنا پر۔ ایسے پر آشوب زمانہ مین جبکہ فلسفیانہ شکوک انگریزی
تعلیم کیوجہ سے بہت سے دلون مین پیدا ہو گئے تھے ضرور تھا کہ یا تو قرآن کے
جملہ جملہ حرف حرف لفظ لفظ کو واقعات کے مطابق کر دکھا یا جاتا یا شکی طبیعتون
کو قرآن کیطرف سے شک مین رہنے دیا جاتا جسکے دوسرے معنی یہ ہوے
کہ مسلمان کفر واسلام کے بیچ مین پڑے جہولین۔

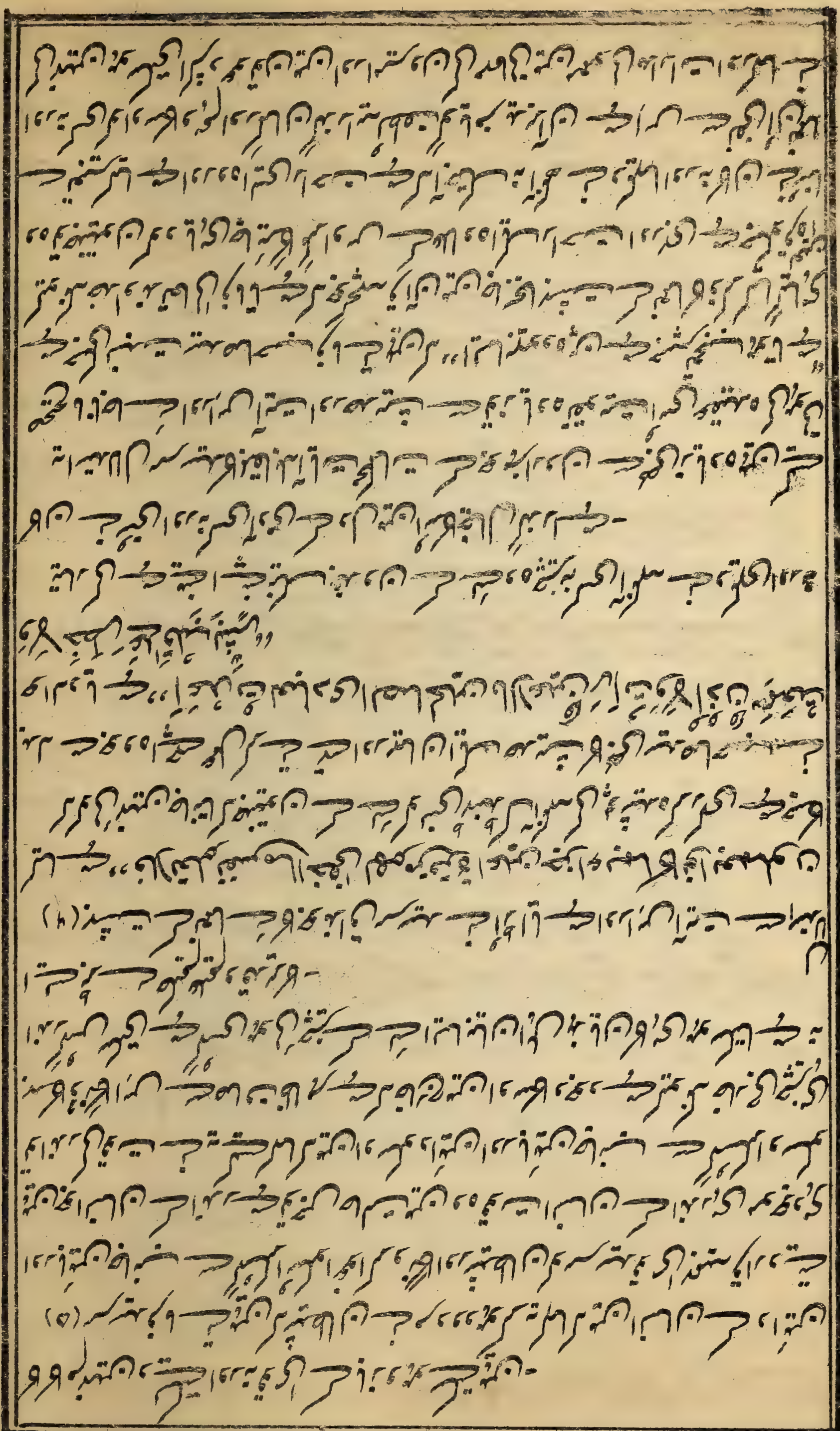
فلسفیانہ شکوک نئے نہین ہین بلکہ خود نزول قرآن کے وقت اس قسم کے اعتراض
ہوا کرتے تھے لیکن اب ایک تو مناظرہ اور استدلال کا رنگ بدلا ہوا ہے دوسرے
خود فلسفہ نے ہر ایک شاخ مین بے انتہا ترقی کی ہے نو ایجاد آلات کے ذریعہ
سے آسمان کے چپہ چپہ کو کہو ند مارا ہے اور اُسکے تقریباً کل حالات سے واقفیت
حاصل کی ہے بس فلسفیانہ شکوک جو اس زمانہ کے نئے فلسفہ کی بنا پر کئے جائینگے
وہ بھی ضرور نئے ہونگے ہمارا علم کلام ان اعتراضات کے جوابات سے عاجز
نہین بلکہ ساکت ہو رہا ہے۔

زمانہ معترض پیدا کر رہا تھا مگر جواب دینے والا کوئی کھڑا نہین ہوتا تھا ان
حالات کو دیکھتے ہوے سر سید نے ان نئے اعتراضات کے نئے جوابات

ہون اور سرسید احمد خان صاحب بھی سُنتے ہین کہ ''انا بری'' مین اون سے بالکل
علیحدہ ہون یہ جلسہ جس مین یہ لیکچر مولوی صاحب ممدوح نے دیا تھا شاید علیگڈہ مین
ہوا تھا جو شایع ہوگیا ہے اور ہمارے پاس بہی موجود ہے مگر اسوقت موجود نہین ہے
جناب والا کی عربی دانی کا بہی اظہار کرنا اس موقع پر ضرور ہے سورۂ بقر کی آیت
۲۲ کا ترجمہ صفحہ ۴۴ پر آپنے یہ کیا ہے کہ ''اعدت للکافرین'' جو تیار ہے
کافرون کے لئے'' میزان منشعب کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ اُعدت کا
صیغہ ماضی مجہول مونث ہے جسکے معنی ہین تیار کی گئی ہے آپنے ماضی قریب معروف
کے معنی ترجمہ مین اپنی جانب سے لگائے ہین پہر اس آیت کی تفسیر مین صفحہ ۴۴ پر
آپنے ایک جملہ لکھا ہے کہ ''الجنۃ والنار مخلوقتین'' یعنی بہشت اور دوزخ
دونون پیدا ہو چکے ہین اس جملہ مین پہلے سے زیادہ نحوی غلطی کی ہے جو نحو میر کا
پڑہنے والا بھی نہین کر سکتا کیونکہ ''الجنۃ والنار'' مبتدا ہے اور مخلوقتین
اُسکی خبر ہے مبتدا کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے آپنے رفعی حالت کو چہوڑ کر نصبی حالت
کے موافق خبر کو مبتدا کے رکہا ہے اگر نحو میر کی بھی واقفیت سرسید کو ہوتی تو اس جملہ
کو یون لکھتے کہ ''الجنۃ والنار مخلوقتان'' کیونکہ حالت رفعی تثنیہ کی الف
کیساتھہ ہوتی ہے نہ ی کیساتھہ۔

اسی طرح سے سورۂ مذکور کی آیت ۶۲ مین ''ان تذبحوا بقرۃ'' کا ترجمہ کیا ہے کہ
ایک بیل کو ذبح کر ڈالو'' حالانکہ یہان (بقرہ) کے معنی سب مفسرین اور محدثین نے گائے
کے لئے ہین اور خدا نے بھی گائے کے واسطے ہی حکم دیا ہے کیونکہ آگے جو ضمائر ہین
وہ مؤنث ہین جیسا کہ فرمایا ہے ''قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما ھی''
کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ خداوند تعالیٰ سے التجا کرو کہ وہ ظاہر
کرے کہ وہ گائے کیسی ہو میزان الصرف کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ
''ھی'' کی ضمیر مونث ہے اگر بیل ہوتا تو ''ھو'' کے ساتھہ خطاب ہوتا پھر
اس سے زیادہ لطف یہ ہے کہ اسکے بعد یہ ارشاد ہے کہ انھا بقرۃ لا
فارض ولا بکر اگر انہا کی مونث ضمیر پر نظر سرسید کی نہین گئی تہی اور یہ اُنکے نزدیک

[illegible]



سر سید نے سورہ یٰسین کی ان ابتدائی آیات پر تو نظر کی کہ والشمس تجری الخ مگر آخر سورہ کی آیت پر کچھ غور نہین کیا جسمین وہ فرماتا ہے کہ ہماری یہ قدرت ہے " اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون " کہ جسوقت وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہی کہدیتا ہے کہ ہوجا پس وہ معًا اُسکی مرضی کیموافق ہوجاتا ہے بیشک کلام اللہ انسانی زبان اور عرب کے محاورہ مین نازل ہوا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے لیکن خداوند تعالیٰ زبان اور کلام سے بھی پاک ہے اور اُسنے بار بار قرآن مجید مین تکرار فرمایا ہے کہ یہ ہمارا ہی کلام ہے اور ہم نے ہی اسکو اپنی بارگاہ عالی سے لوح محفوظ پر سے نازل فرمایا ہے لیکن اس کی حقیقت نہین تبلائی کہ بے الہ او سکا یہ کلام کیسے ہوگیا یہی کیفیت جملہ معجزات کی ہے کہ ہماری نظرون مین تو وہ عجیب نظر آتے ہین مگر معلوم نہین کہ خداوند تعالیٰ ذ کس حکمت سے اونکا وقوع اور ظہور کیا ہے اسی واسطے معجزات کو خرق عادت کہتے ہین اس تفسیر کے لکھنے مین ایک ہی مسئلہ مین نہین بلکہ تمام و کمال تفسیر مین سر سید نے غلطیان کی ہین جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم بچھرایونی نے ایک لفظ بھی اس تفسیر کا غلطی سے باقی نہین رکھا۔

مگر مین تو یہی کہونگا کہ اگر سر سید اس جواب کو ملاحظہ فرماتے تو چونکہ اُنکے مزاج مین اعلیٰ درجہ کا انصاف تھا اور وہ مخلص مسلمان تھے ضرور اپنی تفسیر کی غلطیون کا اقبال کرتے اور آیندہ کو اس عزم کو بھی فسخ کردیتے مگر وہ تازندگی اسی خیال مین رہے کہ میری تحقیقات اور خیالات کے روبرو ان ملانون کی کیا حقیقت ہے اور وہ اسکے مقابلہ مین کیا لکھین گے جیسا کہ اُنہون نے اصول التفسیر کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ " مینے اُنپر کچھ التفات نہین کیا اور نہ دیکھا کیونکہ مین سمجھتا تھا کہ اونہون نے کیا لکھا ہوگا۔

(بقیہ صفحہ ۲۰۷) سے کرائے جاتے ہین تاکہ اونکا ایمان عین الیقین کے درجہ پر ہوجاوے اور کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہ رہے اسواسطے جب حضرت ابراہیم ؑ نے یہ عرض کیا رب ارنی کیف تحیی الموتی تو ارشاد ہوا " اولم تؤمن " کہ کیا تجھکو یقین اسکا نہین ہے تو اونہون نے عرض کیا بلٰے ولکن لیطمئن قلبی کہ یقین کیون نہین ہے مگر مین اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہون جسپر اونکو مشاہدہ کرایا گیا۔ ۱۲

[illegible]

دکہلادیا مگر اسکی ماہیت کچھ نہین تبلائی کہ عصا کا اژدہا اور ہاتھ مین بیضا کیسے ہوگیا۔
خداوند تعالیٰ سبحان ہے اور سبحان کے معنی ہی یہ ہین کہ نرالا یعنی فطرت سے الگ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قاعدہ فطرت سے جسپر اوسنے مخلوقات کو پیدا کیا ہے علیحدہ ہے جیسے کوئی کاریگر کوئی کل یا کوئی صنعت ایجاد کرے تو اُس کل اور صنعت سے اُس کاریگر کی ذات علیحدہ ہی رہے گی اسی طرح خدا کی ذات مخلوق کے اوصاف سے مبرّہ اور منزہ ہے اسی واسطے اِس اسم کی بڑی شان ہے اور یہ بھی اسم ذات ہے اور نماز مین اللہ اکبر کے بعد جو تکبیر ہوتی ہے سب سے پہلے یہی نام خداوند تقدس و تعالیٰ کا پکارا جاتا ہے اور ہر رکوع اور سجود مین بھی یہی نام اعلیٰ عظمت کے ساتھ لیا جاتا ہے جسکا مفہوم یہی ہے کہ بندے اُس کو مخلوقات کے اوصاف سے ممتاز سمجھین اور اُس کے اوصاف مین کسی کو شریک نہ کرین ”سبحان اللہ عما یصفون“
یہان یہ اشتباہ گزرسکتا ہے کہ جس حالت مین خداوند تعالیٰ ہر طرح سے قادر ہے اور معجزات اوسنے مخلوقات کے دکہلانے اور اپنی کمال قدرت اور عظمت ظاہر کرنے کے واسطے ظاہر کئے ہین تو وہ مطابق فطرت ہی ہونے چاہئین اور خلاف عادت اون کے وقوع مین آنیسے تو اُس کی قدرت اور عظمت ظاہر نہین ہوسکتی اور وہ اُصول بھی ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کا شکست ہوتا ہے بلکہ اوس کی کمال قدرت اور عظمت اسی مین ہے کہ وہ موافق فطرت کر کے دکہلائے جسکو دیکہکر بڑے بڑے فلسفی عاجز ہوجائین جیسے اوسنے کلام مجید کو انسانی زبان مین اُسی طرز بلیغ اور فصیح عبارت مین با محاورہ نازل فرمایا جسکا جواب نہ ہوسکا اور ایک سطر بھی کوئی اوسکے مقابل نہ لکھہ سکا تو اسکا ہم یہ جواب دینگے کہ آپکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ انبیا اور رسولون کے معجزے خلاف فطرت واقع ہوئے اُس کی حقیقت تو خدا نے کسی کو تبلائی ہی نہین بسبب اصل دریافت نہ ہونیکی معجزات کو خرق عادت کہتے ہین۔
ایسا سمجھنے کے واسطے ناظرین باتمکین کے لئے ایک کافی دلیل پیش ہے وہ یہہ کہ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ”کیف تحی الموتیٰ خداوندا تو مردونکو کیسے زندہ کرتا ہے تو ارشاد ہوا ”فخذ اربعۃ من الطیر

اوسکا اعلان ہے۔
اسی واسطے جابجا "ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر" سے اپنے قدرت کا اظہار فرمایا ہے کہ کسی کو سرسید کی طرح دہوکا نہو۔
ایسے اشتباہ اور دہریہ اور ملحدانہ خیالات کا دفعیہ کلام مجید مین نہایت عمدگی اور لطافت سے کیا گیا ہے جسکی تفصیل دفترون مین بہی نہین آسکتی۔
ایک چھوٹی سورہ مین جہان بہشت دوزخ کا ذکر فرمایا ہے کہ وجوہ یومئذٍ خاشعۃ عاملۃ ناصبۃ تصلیٰ نارا حامیۃ تسقیٰ من عین اٰنیۃ لیس لہم طعام الا من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع وجوہ یومئذٍ ناعمۃ لسعیہا راضیۃ فی جنۃ عالیۃ لا تسمع فیہا لاغیۃ فیہا عین جاریۃ فیہا سرر مرفوعۃ واکواب موضوعۃ ونمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ"
یہان اول دوزخیون اور دوزخ کی تکالیف کا اور بعد مین بہشت اور جنتیون کے عیش اور لطف کو بیان فرماکر کیسا ملحدون اور دہریون کو لاجواب کیا ہے کہ اگر وہ بہشت اور دوزخ کے وجود مین رد وقدح کرین تو "افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت" تم یہ نہین دیکھتے ہو کہ ہمنے اونٹونکو کیسا عجیب بنایا ہے یہ بھی ارضی اور خاکی مخلوق ہے اور جسقدر حیوانات ہین سب خاکی ہین مگر باوجود ایک ہی مادہ کے دیکھو کسقدر بیشمار جانور مختلف قسم کے ہمنے اسی زمین پر بنائے ہین جنکو دیکھکر تمہاری عقلین چکر کہاتی ہین اور ہمارے جسقدر کام ہین سب ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہین نمونہ کے طور تمثیلاً اونٹ کو تمہارے پیش نظر کیا جاتا ہے ورنہ ہر جانور مین ہماری لاانتہا قدرت کے نشان ہویدا ہین اگر کوئی دہریہ فلسفی یہ خیال کرے کہ اونٹ اور دیگر جانورون مین توالد تناسل ہے تو یہ بتاؤ کہ پہلا اونٹ جسکی یہ نسل ہے کیسے بنا تہا پھر اگر یہ خیال گذرے کہ آفتاب کی تپش سے بخارات پیدا ہوکر بارش ہوتی ہے اور زمین کے اجزا سے پانی کا خلط ملط ہوکر غلہ اور چارہ اُس خمیر سے بنتا ہے جسکو حیوانات کہاتے ہین اسی طرح ذرّون کے یا اجسام کے گڈمڈ یا اُبہان سے حیوانات

نڈ الناء۔
اگلے صحیفے اور کتابین آسمانی تو گئی گذری ہوئین توریت - زبور - انجیل قدیمی کتابین
ہین جو موسیٰ علیہ السلام سے ابتک اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین وہ بھی اصلی نہین صرف
اُنکے ترجمے ہین اور ترجمے اہل زبان کے اختیار مین ہین ان ترجمون نے اصلی کتابون کو دُنیا سے اُٹھا
دیا اور اُن مین تحریف کا موقع حریفون کو ملگیا اب جو اہل کتاب نماز پڑھتے ہین اُن مین
بھی آیتون کے ترجمے ہی پڑہے جاتے ہین۔
یہی سلوک زمانہ ہمارے کلام مجید کے ساتھ کر رہا ہے معاش کی تنگی اور سلطنت کی درہمی
نے عربی زبان کی ضرورت بالکل اُٹھا دی اور آیندہ کو دنیوی ضرورت اسقدر مجبور کریگی
کہ علی العموم مسلمان بادشاہ وقت کی زبان کے سوا اپنے دینی علوم کو عربی زبان مین دیکھنے
کے بھی نہین ابھی یہ حال ہو رہا ہے کہ فی ہزار مین ایک ہی عالم علوم عربی کا نہین ہے اُردو زبان
کی بدولت مذہب کی واقفیت حاصل ہوتی ہے اُردو بھی ہمیشہ نہین رہے گی اسی مین
روز بروز ہزارون الفاظ انگریزی زبان کے گھُستے چلے جاتے ہین فارسی خط کی جگہہ انگریزی
خط رائج ہو جائیگا اور عنقریب فارسی کتابت کا سلسلہ بھی مُلک سے مثل دفتر فارسی
کے اُٹھ جائیگا اُس وقت قرآن مجید مین تحریف خود بخود ہو جائے گی اِسی وقت مین کہ
فی الجملہ عربی کی کتابین عربی کے عالم اور خاص اصلی کلام مجید جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی بجنسہ
موجود ہے مگر لوگون کو موقع الفاظ کی تبدیلی کا نہین ملا تو اُنھون نے اُس کے معانی اور
مطالب مین ہی تحریف شروع کر دی ہمارے قومی ریفارمر سر سید احمد خان صاحب
بہادر بالقابہ کی تفسیر کا ملاحظہ کرو کہ جناب والا نے کل شریعت کے بدلنے کا ہی عزم کیا
ہے اور وہ مطالب آیتون کے گھڑے ہین کہ جس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ آجتک کلام مجید کے مفہوم کو بلکہ اسلام کے منشا کو نہ کسی پیغمبر اور نبی نے سمجھا اور نہ صحابہؓ
نے۔ خاص سید صاحب کے ولپر ہی یہ اسرار الٰہی منکشف ہوئے ہین۔
اِسوقت کے مسلمان تو جناب والا کی علمی لیاقت سے واقف ہین اور اُن کو عالم نہین
سمجھتے اور نہ اُن کے ملاحظہ کیواسطے یہ تفسیر ہے۔ لیکن چونکہ اعلیٰ درجہ کی ناموری اور
اعزاز سید صاحب نے حاصل کیا ہے آیندہ زمانہ مین جب کہ خدانخواستہ علوم دینی کا

لفٹنٹ گورنر تھے اور اکثر آپنے اسپیچون مین عربی فارسی کے جملے اور اشعار بھی کہدیا کرتے تھے۔

حضرات! یہ تحریر تو کسی سُنی اور جانب دار ابوبکرؓ کی نہین ہے عیسائی عالم کسقدر زور سے صداقت اور ایمانداری حضرت صدیق اکبرؓ کی ظاہر کر رہا ہے مخالف تو اسطرح سے اُنکی شیفتگی اسلام ظاہر کرین اور خود مُسلمان اُنکی اہانت اور تحقیر کو اُصول ایمان کا قرار دین جسکا نہایت ہی افسوس ہے اور اُنکی نسبت سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ وہ بہک گئے ہین اور دُشمنان اسلام نے اُنکی عقل پر پردہ ڈالدیا ہے "فاغشینٰھم فھم لایبصرون۔"

باقی خلفا کا حال جو صاحب بہادر موصوف نے تحریر کیا ہے اُسکی نقل ہم باقی جلدون مین علی الترتیب کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

اگر شیعون کی کتابون کے سوا دُنیا کا تمام دفتر خدانخواستہ محو ہو جائے تو جیسے برہماجی مہادیوجی اور سری کرشن جی کے معتقدین کی کتابین دُنیا سے جاتی رہین اور اُن کے مخالفین کی رہگئین اسی طرح سے یہی حال اسلام کا ہو جائے کہ اصلیت کا پتہ تک نہین لگے۔

زمانہ تو یہی پُکار رہا ہے کہ ایک روز بد ضرور ایسا ہوگا اور جیسی زمانہ کی عادت قدیم سے ہی اور اسلام جسطرح سے ابتداسے شایع ضایع ہوتا رہا ہے کیا آگے کو نہ ہوگا بیشک ہو کر رہے گا طبایع کی مخالفتین سلطنتون کے انقلاب مذہبون کو بدلتے رہے ہین وہی ابراہیمی اور وُہی یہودی اور وُہی عیسائی اور وہی محمدی مذہب ہے جسکا نام اسلام ہے مگر اِن کے باہم ہمیشہ تلوار چلتی رہی ہے اور اسقدر کٹے اور لڑے اور مرے ہین جسکی انتہا نہین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔"

لوگو اُسنے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ ٹھرایا ہے جسپر چلنے کا اُسنے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور اے محمد صلعم تمہاری طرف بھی ہمنے اُسی طریقہ کی وحی کی ہے اور اُسی دین کا ہمنے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قایم رکھنا اور اس مین تفرقہ

اورچال وچلن کے اندازہ لگانیمین آپکی رائے ہمیشہ سلیم اورصائب ہوتی تھی۔

ابوبکرؓمین عزیمت اور استقلال کی کچھ کمی نہین ہوتی تھی اُسامہؓ کے زیرکمان فوج روانہ کرنا اورمشرک قومون کے برخلاف مدینہ کومحفوظ رکھنا اور وہ بھی ایسی حالت مین کہ آپ تن تنہا تھے اورچارون طرف گویا ایک کالی گھٹا چھارہی تھی اُس جرات اورعزم کا شاہد ہے جوفتنہ وفساد کی آگ بجھانے اوربغاوت کے فروکرنے مین بہ نسبت کسی بات کی زیادہ کارآمد ثابت ہُوا۔

ابوبکرؓ کی قوت کا راز وہ ایمان راسخ تھا جو آپ حضرت محمدؐ پر لائے تھے آپ فرمایا کرتی تھے کہ مجھے خلیفۃ الخدامت کہو مین رسول خدا کا خلیفہ ہون آپ کو ہمیشہ یہی سوال مدنظر رہتا تھا کہ حضرت محمدؐ کا کیا حکم تھا یا اسوقت وہ ہوتے تو کیا کرتے اِس سوال کے جواب پر عمل کرتے وقت وہ سر ہو تیجا وزنہ فرماتے تھے اوراسطرح پر شرک اور بُت پرستی کو پامال کردیا اوراسلام کی بنیا د استوار قایم فرمائی۔

آپکا عہد مختصر تھا مگر رسول اللہ کے بعد کوئی اور ایسا نہین ہُوا جسکا اسلام کو اُنسے زیادہ ممنون اورمرہون احسان ہونا چاہیے۔

چونکہ ابوبکرؓ کے دِلمین رسول اکرم کا اعتقاد نہایت راسخ طور پر متمکن تھا اور یہی عقیدہ خودرسول اکرم کے خلوص اور سچائی کی ایک زبردست شہادت ہے لہذا ہمنے آپ کی حیات وصفات کے تذکرہ کے لئے کچھ جگہہ زیادہ وقف کی ہے اگر حضرت محمدؐ کو ابتدا سے اپنے کذاب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اورعقیدتمند نہ بنا سکتے جو نہ صرف دانا اور ہوشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور صفائی پسند بھی تھا۔

ابوبکرؓ کو نفسانی عظمت وشوکت کا کبھی خیال نہین آیا انہین شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور وہ بالکل خودمختار تھے مگر وہ اِس طاقت اور اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافۂ انام کے فائدہ پہنچانے مین عمل مین لایا کئے۔ اِن کی ہوشمندی اِس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالین اور وہ خود ایسے سیدھے نہ تھے کہ کسی کو دھوکا نہ دیسکتے تھے۔

یہ تحریر ایک اعلیٰ درجہ کے انگریز کی ہے جسکو ہمنے نقل کیا ہے اُنکی علمی لیاقت اور اعلیٰ منصب سے تمام ہندوستان واقف ہے کہ یہ ممالک مغربی وشمالی کے

ہوتا تھا تو وہ دوپہر تک گھر مین رہتے تھے اس دن وہ اپنے سر اور ڈاڑہی کو خضاب لگاتے تھے اور لباس کے پہننے مین ذرا زیادہ احتیاط اور صفائی کو مدنظر رکھتے تھے۔

اس سیدہے سادے مکان مین اپنی اوئل عمر کی سادگی اور روکھی پہیکی طرز زندگی کو مرعی رکھا گھر کی بکریون کے لئے چارہ آپ خود لاتے تھے اور اُن کا دودھ آپ خود دوہتے تہے۔

اوّل اوّل تو آپنے اپنے خانگی اخراجات کی کفالت کے لئے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا مگر جب آپ کو معلوم ہوا کہ ایسا کرنیسے انتظام سلطنت مین فرق آتا ہی تو آپنے اور سب کامون کو چھوڑ دینا اور اپنے گھر کے خرچ کے لئے چھہ ہزار درم سالانہ کی رقم قبول کرنا منظور فرمالیا۔

چونکہ سخ مسجد نبوی سے بہت فاصلہ پر واقع تھا اور مسجد نبوی مین رسول اللہ کے زمانہ سے سلطنت کے امور طے ہوتے چلے آتے تھے اسلئے آپ نے یہان نقل مکان کرلیا اور ساتھ ہی بیت المال کو بھی یہین لے آئے اسلام کا بیت المال اُن دنون مین نہایت سادہ سا ہوتا تہا نہ تو اُس کے لئے پہرہ اور چوکیدار کی ضرورت ہوتی تہی نہ حساب کے دفتر کی احتیاج۔ خراج کی آمدنی غربا مین تقسیم کردی جاتی تہی یا سامان جنگ اور اسلح پر صرف ہوتی تھی مال غنیمت اور سونا چاندی خواہ وہ گانو سے آتا خواہ اور کہین سے آتی ہی یا آنے کے بعد دوسری صبح کو تقسیم کردیا جاتا تھا اس تقسیم مین سب کا حصہ برابر ہوتا تھا نو مسلم اور دیرینہ مسلم ذکور و اناث غلام و احرار سب مساوی حصہ کے مستحق تھے بیت المال اسلام پر ہر مومن عرب کا ایک سا دعوی ہوتا تہا جب کوئی یہ کہتا کہ اسلام پہلے قبول کرنے کے باعث مجھے ترجیح حاصل ہے اور اسلئے مجھے زیادہ حصہ ملنا چاہئے تو ابو بکرؓ فرماتے کہ یہ اللہ کا کام ہے اللہ ہی اُن لوگون کو جنہون نے ترجیح حاصل کی ہے دوسری دُنیا مین نیک اجر عطا فرمائیگا یہ انعام و اکرام محض موجودہ زندگی سے علاقہ رکہتے ہین۔

آپ کی وفات پر عمرؓ نے بیت المال کو کھلوایا تو معلوم ہوا کہ صرف ایک دینار باقی

غار ثور مین کفار کے آگاہ کرنے کو جب آہ و زاری کرنے لگے تو آنحضرت صلعم نے بخیال اس کے
کہ غار پر قریش تلوارین لئے پھرتے تھے کوئی اُن کے رونے کی آواز نہ سُن پائے غصّہ ہو کر ابو بکرؓ
کو کہا کہ "ویلك لا تحزن" کہ تو خراب حال ہو اسوقت مت رو اور علما شیعہ یہ پکار رہے
ہین کہ آنحضرت صلعم اسواسطے اپنے ہمراہ مکہ سے لے گئے کہ کہین یہ ہجرت کے حال سے قریش
کو واقف نہ کر دین ایک دوسرے کے تناقض بیان ہین ایک پلڑا ترازو کا زمین مین اور دوسرا
آسمان مین جاتا ہے اور مطلب شیعہ کا یہ ہے کہ یہ رفاقت جو اعلیٰ درجہ کی فضیلت مشہور ہو
گئی ہے اور تمام دُنیا مین یار غار کی کہاوت ضرب المثل ہے اسکو کسی طرح سے نقص کے ساتھ
ظاہر کرنا چاہیئے مگر خاک ڈالنے سے چاند ماند نہین ہو سکتا ہے اور حجت بالغہ کے سامنے کوئی
عذر پیش نہین جاسکتا وہ کسی صورت سے اِس واقعہ کو جھٹلا نہین سکتے۔

مُلا عبداللہ مشہدی مولف اظہار الحق ناچار ہو کر یون اظہار الحق مین اس حق کا اظہار کرتے
ہین "کہ نفس الامر این ست کہ این احتمال بغایت بعید ست و عجب چیست کہ خلیفہ الٰہی و
را کہ نسبت پدر زنے بہم رسانیدہ بود و سبقت در اسلام بر بسیارے از مردم داشت و اکثر
اوقات ملازم صُحبت شریف حضرت رسالت پناہی می بود اختیار کردہ باشد برائے ہمراہ
داشتن والفت نیز بصحبت او داشتہ باشد اور قاضی نور اللہ شستری مجالس المومنین مین یون
رقم طراز ہین کہ ہم(۱) اِس بات سے انکار نہین کرتے کہ حضرت علیؑ کا آنحضرتؐ کے بستر پر
سونا عبادت اور فضیلت ہے مگر رفاقت ابو بکر کی اُس سے بہت بڑھکر ہے کیونکہ حاضر کا

(۱) قال المفسر نیشاپوری انا لا ننکر ان اضطجاع علی علیٰ فراشہ طاعۃ و
فضیلۃ الا ان صحبۃ ابی بکر اعظم لان الحاضر اعلیٰ من الغائب و لان علیًا
ماتحمل المحنۃ الا لیلۃ واحدۃ وابو بکر مکث فی الغار ایامًا فانما
اختار علیًا للقوم علیٰ فراشہ لانہ کان صغیرا لم یظہر منہ دعوۃ بالدلیل
والحجۃ ولا جہاد بالسیف والسنان بخلاف ابی بکر فانہ دعا حینئذٍ جماعۃ الی الدین
وقد ذب عن الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنفس والمال وکان غضب الکفار
علیٰ ابی بکر اشد من غضبہم علیٰ ولہذا لم یقصدو علیًا بضرب و الم لما
عرفوا ان المضطجع ہو"

لصاحبہ جسکے معنی صحابی کے ہین اس مقدس آیت مین موجود ہے یہ حضرت صدیق
اکبر کی ہی شان ہے کہ جنکے واسطے یہ اعلیٰ خطاب خداوند کریم نے عطا فرمایا ہے اسی
واسطے اسلامی فرقے اِنکو اول درجہ کا صحابی کہتے ہین اور اسی وجہ سے بعد حضور علیہ
السلام کے کل مہاجرین اور انصار نے بالاتفاق اِنکو خلیفہ مقرر کیا کسی نے بھی اِنکی
خلافت سے اختلاف نہین کیا مگر اوس وقت شیعون کے مذہب کا نام ونشان تک
نہین تھا سب مسلمان ایک ہی عقیدہ اور طریقے کے تھے اختلاف کا ذکر تک
نہین تھا اون کے دِل نور ایمان سے روشن تھے اور وہ نور اُن کے چہرون سے
جھلکتا تھا اس آیت کے معنی مین شیعون سے اور تو کچھ بن نہین پڑا بیہودہ تاویلین کرنے
لگے کہ ابوبکر خوف سے کفار کے ڈرتے تھے مگر سُنی بھی ایسے اُنکے پیچھے پڑ گئے ہین کہ
وہ خوب ہی اُنکی قلعی کھولتے ہین جسقدر اُنھون نے اس آیت کی تاویل کی اُسیقدر مونہہ
کی کھائی اور اُنکی ہیچ مدانی اور کم علمی کا اظہار ہوا کیونکہ کلام عرب مین خوف کے مقام
پر لاتخف بولا جاتا ہے اور حزن کا کلمہ غم اور فراق کے مقام مین استعمال کرتے ہین
حضرت ابوبکر جو عاشق رسول اللہ تھے حضرت کی تکلیف اور عزیز واقارب سے علیحدگی کا
غم کرتے تھے نہ اپنی جان کا خوف تھا اگر وہ ڈرتے ہوتے
تو اللہ تعالیٰ "لاتحزن" نفرماتا "لاتخف" فرماتا اہل تشیعہ بجائے اس تاویل رکیک
کے اگر یہ کہتے کہ آیت مین تحریف ہوئی ہے اصل مین " لاتخف ان اللہ معنا"
تھا جیسا کہ باقر مجلسی فرماتے ہین کہ اس آیت مین سے "ویلک" اڑا دیا تو یہ تاویل قرآن
کے ادب نہ سمجھنے والون کے نزدیک کسی قدر موزون تھی کیونکہ جس حالت مین شیعہ
قرآن کی تحریف کے قائل ہین تو یہان بھی کیون نہ کہا کہ سُنیوُن نے لاتخف کا لاتحزن
بنالیا ہے ایسا کرنے سے اُن کی لاعلمی کا اظہار بھی نہ ہوتا اور تاویل بھی درست سمجھی
جاتی اور اب تو کوئی بات بنائے نہین بنتی قرآن خود اُن کے بیان کی تکذیب کرتا ہے
موسیٰ علیہ السلام عصا کے اژدہا ہونے سے ڈرے اور بھاگے تو خداوند تعالیٰ نے
فرمایا " اقبل ولاتخف انی لایخاف لدی المرسلون "
کہ موسیٰ آگے آ اور ڈرے مت رسول میرے پاس نہین ڈرا کرتے پھر جب

ابھی اسی وقت ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا کہ تم پیغمبران الوالعزم پر علی کو فضیلت دیتی ہو تب حلیمہ سعدیہ نے قرآن مجید سے ان انبیا پر حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت کردی جسکو حجاج نے تسلیم کرلیا اور وہ حلیمہ سعدیہ کے دلائل سے بہت خوش ہوا اور ہزار دینار اور سالانہ تنخواہ حلیمہ سعدیہ کو عطا فرما کر رخصت کیا۔

اب اس قصہ اور کلینی کی حدیث کا موازنہ کرنا چاہیئے کہ علامہ رضی تو آیتون سے ثبوت افضلیت ائمہ کا انبیا علیہم السلام پر دیتے ہین اور یہ محدث فرماتے ہین کہ جو اماموں کو انبیا پر فضیلت دے وہ گمراہ ہے اس صورت مین کسکا قول صحیح اور کس کا غلط تصور کیا جائے اور کسکو برا اور کسکو بھلا کہا جائے۔

کلینی کی روایت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ کونسا فرقہ گمراہ حدیث کلینی کے موافق ہے اور اس حدیث کا مصداق سوائے شیعون کے کوئی فرقہ اسلام کا نہین ہے۔ وہ بزرگ صحابی جنکو اللہ جل جلالہٗ قرآن مجید مین صحابی فرماتا ہے اُسکو اہل تشیعہ اسلام سے خارج اور اہل بیت کا دُشمن بتلاتے ہین اگر بہ نظر انصاف تعصب کی چادر پھینک کر قرآنی آیات پر جو شان مین صحابہ رضی اللہ عنہم کی نازل ہوئی ہین نظر ڈالتے تو یہی حضرات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے صحابی اللہ میان کے فرمان سے نظر آتے ہین اور اس فضیلت کو خداوند تعالیٰ نے کیسی عمدہ اور اعلیٰ نظیر کے ساتھہ ظاہر فرمایا ہے کہ جسکی کسی صورت سے بھی تردید نہین ہوسکتی اور کوئی حیلہ حوالہ پیش نہین جاسکتا ہے قرآن کی آیت علے الاعلان پکار رہی ہے کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہٗ صحابی ہے وہ بزرگ آیت یہ ہے۔

"الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا"

یعنی اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو کیا ہے خود اللہ نے اوسکی مدد کی ہے جب کہ اوسکو کافرون نے نکالدیا تھا کہ اُسکے ہمراہ صرف ایک ہی تھا جبکہ وہ دونون غار مین تھے اور وہ اپنے رفیق سے (حضرت ابوبکرؓ) کہتا تھا کہ کچھہ غم نہ کرو ہماری ساتھہ اللہ ہے۔

قال لاتاکله ولاتترکه الاتنزها ان فی آنیتهم الخمر ولحم الخنزیر"

امامیہ مین سی اسماعیل بن جابر کی روایت ہے کہ مینے امام جعفر صادق ع سے اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے منع فرمایا اور پھر سکوت کیا پھر فرمایا کہ مت کھاؤ پھر سکوت کیا پھر فرمایا کہ مت کھاؤ پھر سکوت کیا اور پھر فرمایا کہ مت کھاؤ اور مت چھوڑو کھانا مگر از روے احتیاط کے مگر سوئر اور شراب اون کی ظرف مین نہ ہووے۔

ان روایات سی ظاہر کہ آئمہ کو علم غیب کیسا جملہ مسائل کے علم مین بھی دعوی کلی واقفیت اور علمیت کا نہین تھا۔

اوپر جو بحث قرآن کی درج کی گئی ہے اوس کے ملاحظہ سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ مولوی عمار علی صاحب نے جو کلام مجید کی تحریف اور تنقیص سے اہل تشیعہ کی بریت کی ہے وہ مخالف علماء شیعہ ہے جناب مجتہد زمان ملا باقر مجلسی معتبر روایتون سے قرآن کی تحریف اور کمی کا ثبوت دیتے ہین اور مولوی عمار علی صاحب اوس کے خلاف فرماتے ہین سب سے زیادہ رونا تو اسی بات کا ہے کہ اہل تشیعہ ایک حالت پر قایم نہین رہتے یہ مجتہد صاحب اور دیگر علما مثل علامہ رضی کے آئمہ کو انبیا پر فضیلت دیتے ہین اور ان سب کے پیرو مرشد کلینی حدیث کرتے ہین کہ جو انبیا پر امامون کو فضیلت دے وہ گمراہ ہے " روی الکلینی عن هشام الاحول عن زید بن علی ان الانبیاء افضل من الائمة وان من غیر ذلك فهو ضال " کلینی ہشام بن احول کے حوالہ سے زید بن علی رض سے روایت کرتے ہین کہ انبیا امامون سے افضل ہین اور جو کوئی اسکے سوا کچھ اور کہے وہ گمراہ ہی۔

ہمارے بھائی شیعہ اس حصہ مین مناظرہ حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف کا ملاحظہ کرین جو انکی کتاب مین درج ہے کہ جب حلیمہ سعدیہ نے حجاج بن یوسف سے سبب اسکے عتاب اور غضب کا دریافت کیا اور حجاج نے کہا کہ مینے سنا ہی کہ تم حضرت علی ع کو شیخین پر فضیلت دیتی ہو تو اسپر حلیمہ نے جوابدیا کہ شیخین کی کیا حقیقت ہی مین جناب مرتضی علیہ السلام کو حضرت آدم و نوح اور ابراہیم اور سلیمان اور موسی و عیسی علیہم السلام پر فضیلت دیتی ہون یہ سنکر حجاج نے برافروختہ ہوکر کہا کہ اگر اسکا ثبوت جلد نہ دوگی تو بخدا حلیمہ تمہارے

غارمین سونے کی مدت کی نسبت فرماتا ہے۔

"قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السمٰوٰت والارض ابصر بہ واسمع مالھم من دونہ من ولی"

کہدے اے پیغمبر کہ اصحاب کہف کے غارمین سونے کی مدت کو اللہ ہی خوب جانتا ہے اور اُسی کے پاس ہے کہ آسمانون اور زمین کی پوشیدہ چیزونکا علم۔ کیا ہی بینا اور کیا ہی شنوا ہے اِس کے سوا اُنکے لئے کوئی کارساز نہین۔ اخوند صاحب تو انبیا سے بھی آئمہ کا علم بڑہاتے ہین اور ائمہ کو شریعت کے بھی کلی علوم سے انکار ہے جسکا اقرار شیعون کی معتبر کتابین کررہی ہین ابوجعفر طوسی کی شرح تجرید دیکھو "انّا مسئلۃ الجدۃ والکلالۃ[1] فلیست بدعا من المجتہدین ویبحثون عن مدارک الاحکام ویسألون من احاط بہا علما ولہذا رجع علیؑ فی بیع اُمّہات الاولاد الیٰ قول عمرؓ وذالک لا یدل علیٰ عدم علمہ" کہ یہ نہ سمجھنا کہ ابوبکرؓ کو علم نہین تھا جس سے اُنہون نے مسئلہ جدہ اور کلالہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے دریافت کیا بلکہ مجتہدون کا تحقیق اور دلیل کرنے کا کام ہے جیسا کہ حضرت علیؓ نے ام ولد کا مسئلہ حضرت عمرؓ سے رجوع کیا۔

اسی مین یہ محقق فرماتے ہین کہ ایک روایت اور ہے کہ "روی عبد اللہ بن بشیر ان علیاً سئل عن مسئلۃ فقال لا علم لی بہا ثم قال وابردہا علی کبدی سئلت عما لا اعلم"

یعنی حضرت علیؓ سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ مجھکو معلوم نہین اور پھر فرمایا کہ مین افسوس کرتا ہون کہ اس آگ کو کیسے بجھاؤن کہ مجھسے وہ بات دریافت کی جس کو مین نہین جانتا ہون" "روی صاحب قرب الاسناد من الامامیۃ عن اسمٰعیل بن جابر انہ قال قلت لابی عبد اللہ السلام فی طعام اہل الکتاب فقال لا تاکلہ ثم سکت ہنیہۃ ثم قال لا تاکلہ ثم سکت ہنیہۃً

(۱) کلالہ کوئی مرد مرجائے اور نہ اُس کے اولاد ہو اور نہ مان باپ صرف ایک یا زیادہ ہمشیر یا بھائی ہون تو بہن کو اُس کے ترکہ کا آدہا اور جو بہن پہلے مرجائے تو بھائی کل ترکہ کا وارث ہوگا۔ قرآن مین یہ مسئلہ کھولدیا گیا ہے۔

مہین نو بادۂ آدم مہین پیرایۂ عالم
چو خیر المرسلین محرم بخلوت گاہ او ادنیٰ

یہان تو حضور علیہ السلام کا درجہ امام صاحب کو بخشا آگے امام صاحب کی شان مین فرماتی ہین۔

توئی غالب توئی قاہر توئی باطن توئی ظاہر
توئی تاہی توئی اخر توئی داور توئی دارا

توئی بر نفع وضر قادر توئی بر خیر وشر قاہر
توئی بر دبود دآمر توئی بر نیک وبد دانا

تقیہ کے جواز مین تیسری جلد مین ہے ”لا یستوی الحسنۃ ولا السیئۃ“
یعنی برابر نیست نکوئی و نہ بدی از حضرت امام موسیٰ منقول ست کہ مائم حسنہ و نبی امیہ اند سیئہ زیرا کہ ایشان منشا جمیع نیکیہا اند و نبی امیہ منبع جمیع بدیہا اند و در روایت دیگر وارد شدہ است کہ حسنہ تقیہ است و سیئہ فاش کردن ست راز از ائمہ علیہم السلام“
اور پھر اسی جلد مین ہے کہ ”در حدیث معتبر منقول ست کہ حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ بپرور دگار کعبہ سوگند میخورم کہ اگر من درمیان موسی و خضر می بودم ہر آئینہ خبر میدادم ایشانرا کہ من از ہر دو داناترم و خبر میدادم ایشانرا بانچہ در دست ایشان نہ بود زیرا کہ بموسیٰ وخضر علم گذشتہ را دادہ بودند و علم آیندہ را نہ داشتند و حق تعالی بحضرت رسول صلی اللہ علیہ السلام علم گذشتہ و آیندہ را تا روز قیامت داد و آن علم بما رسیدہ است“
یہان ملا صاحب نے ملائک کا اہل بیت پر نازل ہونا اور آئمہ کو علم غیب کا ہونا علی الاعلان ظاہر فرمادیا اور یہ آئمہ کے عقیدہ کے خلاف ہی کیونکہ اُنکا عقیدہ قرآن کے خلاف محال خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔
”ماتدری نفس ماذا تکسب غدا“ یعنی یہ کوئی نہین جانتا کہ کل کو وہ کیا کریگا۔
”قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ“ کہدو اے نبی صلعم کہ زمین اور آسمان والے غیب کو نہین جانتے مگر اللہ جانتا ہی اور اصحاب کہف کی

فارسی تو اکثر صاحب سمجھ سکتے ہین قرآنی آیت کا ترجمہ عرض کئے دیتا ہون۔ بیشک جن لوگون نے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اُسی اقرار پر وہ جمے رہے انپر فرشتے نازل ہون گے وقت موت کے اور انسے کہین گے کہ تم کوئی خوف (اس موت) کامت کرو اور نہ (عزیز و اقارب کی مفارقت کا) غم کھاؤ اور خوش خبری سنو اُس بہشت کی جسکا تم کو وعدہ تھا ہم تمہارے دوست ہین دُنیا و آخرت مین اور تمہارے لئے وہان سب کچھ ہے اور جو تمکو خواہش ہو وہی تمکو دیا جاوے گا۔ اور دوسری جلد مین حیات قلوب کی یون فرماتے ہین " وکلینی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ در شبے کہ حضرت رسول بریاض جنت رحلت نمود بر اہلبیت آنحضرت دراز ترین شبہا گذشت وحالتے بر ایشان گذشت کہ نمیدانستند کہ زیر آسمانند یا بر روئے زمین اند زیرا کہ حضرت رسول از برائے خدا با نزدیکان و دوران دُشمنی کردہ بود و از ایشان بسیار کسے کشتہ بود و از انتقام کافران و منافقان ترسان بود پس حق تعالیٰ درین حال ملکے را فرستاد و بروایت دیگر جبرئیل را فرستاد کہ او را نمی دیدند و صدائے او را می شنیدند وگفت السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ "

اور پھر اسی جلد مین آپ رقم فرماتے ہین " وبسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از آنحضرت پرسیدند از معنی محدث بودن سلمانؓ۔ فرمود کہ ملک در گوشش سخن میگفت و در حدیث معتبر دیگر فرمود کہ ملک بزرگوارے با او سخن میگفت راوی گفت کہ ہرگاہ سلمان چنین باشد پس حضرت امیر المومنین چگونہ خواہد بود حضرت فرمود کہ بے کار خود باش و باینہا کارے مدار "

آخری فقرہ کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ کس عقیدہ کو ظاہر کر رہا ہی نبوت کا درجہ گو کسی قدر اعلیٰ اور افضل ہو مگر خداوند تعالیٰ کی قدرت اور جلال کے روبرو بے حقیقت ہے اہل تشیعہ نے جب اس امامت کے روبرو خدا کے درجہ کا ہی لحاظ نہین کیا تو نبی کس شمار مین اون کے نزدیک ہین چنانچہ قاآنی نے جو قصیدہ حضرت علی بن موسی الرضا کی شان مین لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو جسکے تین شعر ہم بھی یہان نقل کرتے ہین۔ "

[illegible]

"بعضے از محققان گفتہ اند کہ امام شخصے ست کہ حاکم باشد بر خلق از جانب حق تعالیٰ بے واسطہ آدمی نقل میکنند و امام بواسطہ آدمی کہ آن پیغمبر ست مولف گوید کہ این تعریف نیز مشکل ست زیرا کہ بسیارے از پیغمبران غیر اولوالعزم تابع انبیاء اولوالعزم بودہ اند بشریعت ایشان عمل می نمودند و بخلق می رسانیدند"۔

یہان تو مجتہد صاحب اہل تحقیق کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہین کہ امام بواسطہ نبی کے خلق پر حاکم ہے یہ امامت گویا نبی کی خلافت ہی اور اوپر فرما چکے ہین کہ ائمہ ما صلوات اللہ علیہم اجمعین بتوسط ملائکہ و روح القدس استفادہ علوم از خدا وند حی قیوم می نمودند"
جس حالت مین ائمہ کا یہ منصب ہو کہ وہ اللہ جل شانہ سے بواسطہ روح القدس علم حاصل کرتے تو اُنکو نبی کی کیا حاجت ہے اور پیغمبر اور امام مین کیا فرق رہا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی "قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیَّ" کہ اے نبی لوگون سے کہدو کہ مین تم جیسا ایک آدمی ہون صرف تمہارے اور میرے درمیان فرق یہ ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے یعنی مینے یہ تعلیم خاص خداوند تعالیٰ سے پائی ہے اور جو کچھ مین حکم دیتا ہون یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور تم لوگ آدمیون کے کہنے پر عمل کرتے ہو۔

پس آنحضرت صلعم کو جو فضیلت ہی وہ اس وحی کے باعث ہی اور یہ وحی وہ موہبت عظمیٰ ہے کہ سوائے رسولون کے کسی کو یہ منصب نصیب نہین ہوا۔

امام کا لفظ ایک عام لفظ ہے جیسا کہ ہادی کا لفظ ہے قرآن مجید مین جو ابراہیم علیہ السلام کی شان مین آیت "انی جاعلک للناس اماما" نازل ہوئی ہے اُس کے ظاہری معنی پر اہل تشیعہ نے قیاس کر لیا اور حقیقت پر کچھہ نظر نہین کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے اعلےٰ منصب نبوت کا حاصل تھا اب اظہار کعبہ کی تعمیر کے وقت اس غرض سے ہی کہ سب لوگ اسکا طواف کرینگے اور مناسک حج کے بجا لائینگے اور قیامت تک تم ہی پیشوا سب کے رہوگے تمہاری ہی پیروی سب دیندار کرینگے اور تمہاری ہی اولاد مین جملہ انبیا اور مرسلین ہون گے چنانچہ اسوقت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام پیشوا اور امام سب مسلمانون کے ہین اور خداوند

ہاتھہ سے جاتا ہے اور اس انتخاب سے اخوند صاحب کا جوہر مجتہدی کا بھی ظاہر ہوگیا کہ
جنکو اہل تشیعہ کے علما علامہ اور خاتم المحدثین کے القابون سے سرفراز کرتے ہین وہ قرآن
اور عربی زبان کو اسقدر سمجھتے ہین اور ایسے بے تکے معنی لگاتے ہین کہ مائتہ عامل کا مبتدی
بھی تسلیم نہ کرے۔

"یہ ولایت علی" جو قرانی آیات مین اخوند صاحب نے داخل کی ہے اس سے کلام
کی کیا صورت ہوگئی ہے اور کس درجہ فصاحت اور بلاغت سے کلام جدا ہوگیا ہے
جسکی بلاغت بالاتفاق بے نظیر ہے۔

"ھٰذا صراطُ عَلیَّ مستقیم" کا "ھٰذا صراطٌ علی مستقیم" پڑہنا اور اس
پر عقیدہ رکھنا اہل تشیعہ ہی کا ظرف ہے کہ حروف جار کو کھینچکر اسم بناتے ہین اور فصاحت
سے کلام کو گراتے ہین۔

ملا صاحب جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امام اور حضور علیہ السلام نبی آخر الزمان کو
مقتدی بناتے ہین اور فرماتے ہین کہ خداوند تعالیٰ حضور کو ارشاد کرتا ہے کہ علی رض راہ مستقیم
پر ہے اے نبی تم علی رض کے راستہ کی پیروی کرو۔

سبحان اللہ کیا اچھا عقیدہ اور کیا عمدہ مذہب ہی توحید کو اسطرح سے ہاتھ سے کھویا اور
رسالت کو یون ترک کیا اور مومن کے مومن بنے رہے ایک خلافت کے فروعی مسئلہ پر دین
و ایمان سب قربان کردیا۔ ع

برین دین و آئین بباید گریست

خداوند جل و علی شانہ کو "ولقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ"(۱) سے ظاہری باتون
پر عمل کرکے علیحدہ کیا امامت کے روبرو نبوت کو ہیچ سمجھہ لیا۔

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

ان مجتہد صاحب کی تمام تالیفات کے معارضہ اور تناقض اور غلط بیانی کیلئے ایک
دفتر چاہئے امامت کی اسی جلد مین آپ فرماتے ہین۔

(۱) شیعون کے نزدیک خدائے تعالیٰ خیر و شر کا فاعل نہین ہے اور سنیون کے عقیدہ مین فاعل حقیقی نیک
و بد کا وہی ہے اور وہ عقیدہ مجوس کا ہے۔ ۱۲

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل امامت ہی اور نبوت اُس کی فرع اور صدقہ ہی اسیواسطے اہل تشیعہ اُسکی لئے جان فدا کر رہے ہین۔

اگرچہ ملا صاحب نے نہ معلوم کس دباؤ سے برابر کے درجہ مین نبوت کو رکھا ہے چنانچہ حیات القلوب مین آپ فرماتے ہین (دیکھو جلد سوم) کہ "در احادیث بسیار خواہد آمد کہ آئمہ ما صلواۃ اللہ علیہم اجمعین متوسط ملائکہ و روح القدس استفادہ علوم از خداوند حی قیوم می نمودند و فرقے چند در احادیث میان نبی و امام مذکور ست کہ بعد ازین انشاء اللہ خواہد شد و حق اینست کہ در کمالات و شرائط صفات فرقے میان پیمبر و امام منست بغیر انچہ در اخبار مذکور خواہد شد و از برائے تعظیم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آن کہ آنجناب خاتم انبیا صلعم باشد منع اطلاق اسم نبی و انچہ مُرادف اینست بر آن حضرت کردہ اند"۔

"و معلوم ست کہ ہر فائدہ کہ بر وجود رسول و نبی مرتب میشود بر وجود امام مرتب ست از دفع فساد و حفظ شریعت و منع مردم از جور و معاصی"

اخوند صاحب کے طرز تحریر اور عقیدہ کو بہ نظر انصاف ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ امام کا رتبہ اخوند صاحب کے نزدیک کس درجہ بلند ہے یہ جملہ اخوند صاحب کا "وانچہ میگویم در حق تو گفتہ پروردگار من ست کہ در حق تو فرستادہ است بسوئے من" اور علیٰ صراط مستقیم کو اخوند صاحب تفسیر فرات کے حوالہ سے "علی صراط مستقیم فرماتے ہین جسکا الزام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگاتے ہین پہلے جملہ اور دوسری آیت کے معنی مطابق بیان صاحب حیات القلوب کے نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب امیر علیہ السلام کے واسطے سے ہوگئی کیونکہ بقول ملا صاحب آنحضرت کو کلمہ فاستمسک سے تاکید فرمائی جاتی ہے کہ علی راہ مستقیم پر ہے تو اے نبی تم اُس کے طریقہ کو اختیار کرو اس سے نبوت کا وہ اصول جو اسلام کا ہے باطل ہوگیا اور رسالت جزو امامت ہوگئی اور جو عقیدہ شعر بالا کا ہے وہی عقیدہ مجتہد صاحب کا ہے پس اہل تشیعہ کے نزدیک رسالت کوئی چیز نہین حضرت علی کی امامت اصل رسالت کی ہے یہ تراش اگرچہ اخوند صاحب نے خلافت کے واسطے تراشا ہی مگر اسکے نتائج پر غور نہین کیا کہ اسلام ہی

ملا باقر صاحب حیات القلوب کی جلد سوم مین یون ارشاد فرماتے ہین "حضرت فرمود بدرستیکہ خدا بسوئے من فرستاد یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول برسان آنچہ نازل شدہ است بسوئے تو از جانب پروردگار تو یعنی در ولایت تو یا علی" "وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی اگر نکنی پس نرسانیدہ رسالت خدارا۔ حضرت فرمود کہ اگر نرسانیدم بآنچہ مامور شدہ بودم بآن از ولایت تو ہر آئینہ حبط می شد عمل من و ہر کہ خدارا ملاقات بغیر ولایت تو علی کند پس بتحقیق حبط میشود عملہائے او۔ در روز قیامت دور خواہد بود از رحمت خدا و آنچہ میگویم در حق تو گفتہ پروردگار من ست کہ در حق تو فرستادہ است بسوئے من"

"وکلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ حضرت صادق علیہ السلام این آیت را تلاوت فرمود فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون یعنی پس بیاد آورید نعمتہائے خدا را شاید رستگار شوید پس حضرت فرمود میدانید الاء خدا چیست راوی گفت نہ حضرت فرمود کہ مراد عظیم ترین نعمتہائے خدا است بر خلق و آن ولایت ست"

"وایضاً کلینی و ابن ماہیار از حضرت باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ این آیت چنین نازل شد۔ فابی اکثر الناس بولایۃ علی الا کفورا۔ یعنی ابا کردند اکثر مردم انکار ولایت علی را و فرمود کہ این آیت چنین نازل شدہ است وقل الحق من ربکم فی ولایۃ علی ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا لظالمین آل محمد ناراً احاط بہم سرادقہا"

یعنی بگو کہ حق و قول درست از جانب پروردگار شما ست در ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام پس ہر کہ خواہد ایمان بیاورد و ہر کہ خواہد کافر شود ما آمادہ کردہ ایم از برائے ستمگاران آل محمد آتش را کہ احاطہ کردہ است بایشان پردہ ہائے آن و بسند دیگر روایت کردہ است "تفسیر فرات از باقر علیہ السلام قولہ تعالیٰ۔ فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم پس چنگ زن آنچہ وحی کردہ شدہ است بسوئے تو بدرستیکہ تو برا راستی۔ حضرت فرمود کہ یعنی بر ولایت علی بن ابی طالب۔ و علی صراط مستقیم ست و در سورہ حجر حق تعالیٰ میفرماید ہذا صراط علی مستقیم و در اکثر قرات علی بفتح لام و یائے مشددہ است

بیان فرماوے اون کے مدارج کا کیا ٹھکانا ہے اس آیت کے سامنے اہل تشیعہ کو دم زنی کا موقع تک نہین ہی اگرا ونکو ذرا بھی عقل رہبری کرے توابن سبا کے دام فریب سے نکلنے کیواسطے یہی ایک آیت کافی ووافی ہی۔

مقام افسوس ہی کہ کلام اللہ اور ائمہ مجتبیٰ یہ کچھہ اوصاف اِن اصحابؓ کے برملا پکار رہی ہین مگر ہمارے بہائی شیعون کی آنکھون کے سامنے اور پیچھے ایسی دیوار حائل ہو رہی ہے کہ وہ ذرا بھی نہین دیکھتے اور ابن سبا کی تقلید کے روبرو خدا و رسول اور آئمہ کا کہنا کچھہ نہین سُنتے۔

جناب اخوند صاحب جنہون نے احادیث کے وضع کرنے مین ملکہ حاصل کیا ہے اردبیلی کی روایت کی تردید کی غرض سے یا بنظر مغالطہ مقلدین وحفظ ماتقدم اپنی کتاب حیات القلوب مین تحریر فرماتے ہین۔

بسند معتبر از عبداللہ بن سنان منقول ست کہ گفت حضرت صادق علیہ السلام انگشتر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بمن نمود وحلقۂ آن از نقرہ بود ونگینش سیاہ بود ودر روایت معتبر منقول ست از ان حضرت صادق علیہ السلام کہ فرمود کہ حلیہ سیف آنحضرت از نقرہ بود وبسند معتبر از حضرت امام رضاؑ منقول ست کہ ذوالفقار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ را جبرئیل از آسمان آوردہ بود وحلیہ آن از نقرہ بود۔

مجتہد صاحب کی یہ تو عادت ہی کہ وہ جو روایت لیتے ہین معتبر سند سے لیتی ہین مگر خیر سے حوالہ کسی کتاب یا سند کا نہین دیتی۔

غرض مجتہد صاحب کی اِس بیان اور حاشیہ بندی سے تردید بیان اردبیلی کی ہے کیونکہ جب اردبیلی کی اس روایت سے اہل تسنن استدلال کرنے لگے تو ملاجی کا اور تو کچھہ بس نہین چلا ملا کی دوڑ مسجد تک اپنی کتاب مین یہ روایت دل سے گھڑ کے لکھدی کہ انگشتری کا حلقہ چاندی کا تھا اور ذوالفقار کا حلیہ بھی چاندی کا تھا تاکہ ہمارے مُریداردبیلی کی روایت کو جھوٹا سمجھکر سُنیون کو یہ جواب دیسکین کہ امام صاحب حضرت رسول اللہ صلعم کی سُنت کو چھوڑ کر ابوبکر صدیقؓ کی مثال کیون دیتے۔

شاید اخوند صاحب کو دھوکا ہوا جو عبداللہ بن سبا کا نام لکھتے لکھتے عبداللہ بن سنان

امام ہمام سے یقینی ثابت ہو گیا اور اِس منصب کی عظمت اللہ جل جلالہ نے آشکارا فرمادی
کہ نبوت کے بعد اگر کوئی درجہ ہی تو صدیقیت کا ہی ہے۔

حضرات! جن بزرگان برگزیدہ کی جانب سے آپ کو اس درجہ بدگمانی ہی کہ ہر دم اور
ہر لحظہ اُنکو آپ دشمن خدا و رسول کا یقین فرماتے ہین اُنکے واسطے اللہ میان کا یہ ارشاد ہی
”اولٰئك هم الفائزون“ یعنی وہی مراد کو پہنچنے والے ہین۔

”رضی الله عنهم و رضوا عنه“ اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہی اور وہ اللہ سے
راضی ہین گویا دنیا مین ہی عاقبت کے مقدمات کا راضی نامہ فریقین کا پیش ہو گیا جس
سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے مواخذہ سے بھی یہ صحابہؓ بری ہین ”ولکن الله
حبب الیکم الایمان و زینه فی قلوبکم و کره الیکم الکفر والفسوق
والعصیان اولٰئك هم الراشدون“

مگر اللہ نے تمہارے دلون مین ایمان کی محبت ڈالدی اور تمکو ایمان اچھا لگا اور برا
لگا تم کو کفر اور گناہ اور نافرمانی اور یہ لوگ ہدایت والے ہین یہ کیفیت انہین صحابہؓ کی ہوئی
ہے جو کفر سے بیزار ہوئے اور اسلام کی محبت مین اپنا گھر بار اور عزیز و اقارب چھوڑ کر سخت
مصیبت اور بیکسی کے وقت مین حضور علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے یہی خلفاء راشدین ہین

”محمدٌ رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم
رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیماهم فی وجوههم
من اثر السجود ذالك مثلهم فی التورات و مثلهم فی
الانجیل“

محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ وہ لوگ ہین جو کافرون پر بہت ہی سختی کرنے والے اور اپنے باہم
نہایت رحم دل ہین اے رسول تم دیکھتے ہو انکو رکوع اور سجدون مین اللہ کی ہی مہربانی
اور اُسکی مرضی کے خواہشمند ہین اُنکی پیشانیون پر سجدون کے نشان ہین اسی طرح سے اُنکا
ذکر توریت مین اور اسی طرح سے انجیل مین کیا گیا ہی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کس خوبی سے
اصحاب کی برگزیدگی اور اُنکے مدارج کا حال صاف صاف بیان فرمایا ہی اس سے زیادہ
اور کونسی روشن دلیل صحابہؓ کی عظمت اور قبولیت کی ہو گی جنکے ایسے اوصاف اللہ جل شانہ

اور یہ ایک سخت مغالطہ دینا ہے اور گمراہی کا وعظ کہ اب حدیثین موجود ہین فقہ کی کوئی ضرورت نہین کل کو ایسے قرآن طبع ہو جائین گے جنکے حاشیون پر مسائل درج ہون گے تو اُسوقت اُس قرآن کے پڑہنے والے بھی یہ اعلان کرین گے کہ پہلے ایسی قرآن نہ تھے جس کے سبب حدیث کی ضرورت تہی اب ان قرانون کے روبرو کچہہ ضرورت حدیثون کے مطالعہ کرنے کی نہین ہے اور کتاب اللہ سے زیادہ ظاہر ہے کہ کوئی کتاب اعلیٰ اور افضل نہین ہے جیساکہ "افضل الکلام کلام اللہ" صحیح حدیث ہی۔

مقلدین کا یہ مذہب ہرگز نہین ہے کہ احادیث کو ترک کرو اور صرف فقہ پر قناعت کرو وہ تو فقہ سے زیادہ حدیث کے عاشق ہین اور نہ وہ امام کی عصمت کے قائل ہین مگر مستند علما کے روبرو وہ شتی واعظ اور خود غرض عالم کے قول کو گوز شتر سمجھتے ہین اور غیر مقلدین اُن کے دام تذویر مین پھنسے ہوئے ہین۔ جو بدعت کے معنی بہی نہین جانتے اور مغز کلام کو مطلق نہین سمجھتے اور پہر قرآن اور حدیث کا دم بہرتے ہین اُنکی مثال وہی ہے "کمثل الحمار یحمل اسفارا" اُن بزرگوار ون سے یہان ہم اتناہی عرض کرتے ہین کہ وہ محدثین کی حالات کو خوب مُلاحظہ کرین اور جہانتک اُنکو خداوند تعالیٰ توفیق دے متقدمین کی کتابین دیکھین اور پھر اُنکو دیکھکر وہ یہ غور کرین کہ یہ محدثین اور متقدمین کا گروہ جسکا اسلام مین اعتبار ہے مقلد تہا یا غیر مقلد اس پڑتال کرنے سے اُن کو خود معلوم ہو جائیگا کہ سوائے ابن حزم کے جسکی تقلید عبدالوہاب نجدی نے کی باقی کل گروہ محدثین کا مقلد ہے خود امام بُخاری طبقہ شافعیہ مین ہین جنکو کئی لاکھ حدیثین ازبر تہین پہر ایسا اعلیٰ درجہ کا محدث جس حالت مین مقلد ہے تو اس تقلید کو بدعت کہنا حماقت اور ضلالت اور جہالت کے سوا اور کیا تصور کیا جائے۔

ابتدار شیعت مین علمار شیعہ بھی صحابہؓ کرام کی عظمت کے قائل تہے اسی وجہ سے اُن کے متقدمین کی کتابون مین صحابہؓ کے فضائل موجود ہین جیساکہ علی بن حسین اردبیلی شیعی اپنی کتاب کشف الغمہ مین حضرت صدیق اکبرؓ کے فضائل مین لکھتے ہین۔

"انہ سُئِلَ الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکر صدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی تقول ھکذا (صدیق) فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عزوجل وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في
الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي
ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا والله منجز وعده وناصر
جنده ومكان القيم في الاسلام مكان النظام من الخرز فان انقطع
النظام تفرق ورب متفرق لم يجتمع والعرب اليوم وان كانوا
قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون بالاجتماع فكن قطبا واستدر
الرحى بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه
الارض تنقضت عليك العرب من اطرافها واقطارها حتى يكون
ماتدع وراءك من العورات اهم اليك مما بين يديك وكان
قد ان الاعاجم ان تنظروا اليك غدا يقولوا هذا اصل العرب
قطعتموه استرحتم فيكون ذلك اشد لكلبهم عليك وطمعهم
فيك فاما ما ذكرت من مسير القوم الى قتال المسلمين فان الله
سبحانه هو اكره لمسيرهم منك وهو اقدر على تغيير ما يكره واما ما ذكرت
من عددهم فانا لم نكن نقاتل فيما مضى
بالكثرة وانما كنا نقاتل بالنصر والمعونة"

انتهى بلفظه المقدسة

یعنی یہ دین بدون مدد الٰہی کے نہین ہوا اور مدد مین اسد کی کمی زیادتی نہین ہی یہہ
دین خدا کا دین ہی جسکو اوس نے غالب کیا ہے اور اُسی کا یہ لشکر ہے جسکو اوسنے یہ عزت
دی ہی یہانتک کہ پہنچا اُس حد کو کہ پہنچا اور جلوہ گر ہوا جہانتک کہ جلوہ گر ہوا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہین اور
اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور وہی اپنے لشکر کا مددگار ہے جیسا کہ اوس نے
فرمایا ہے کہ وعدہ کیا ہی اللہ نے تم مین سے بعض کے لئے کہ ہم اونکو خلیفہ بنائین گے

کسیطرح کا شرک نہین کرینگے۔

پہراسی کے بعد یہی ارشاد فرمادیا کہ جو اس خلافت کو برا سمجھیگا وہی فاسق ہی۔
اہل تشیعہ کو اگر خدا کا خوف ہو تو وہ کبھی بھی خلفا کی شان مین گستاخی اور بے ادبی نہ کرین اور خدا کے فرمان کے سوا کسی مکار حیلہ باز کے دام فریب مین نہ آئین۔ مگر وہ خدا کے حکم اور اس صاف فرمان کا کچھہ بھی خیال نہین کرتے۔

کوئی صاحب تو یہ معنی اس آیت کی لگاتے ہین کہ اس وعدہ کے موعود جناب امیر علیہ السلام ہین اور کوئی امیر علیہ السلام اور آئمہ کو اور کوئی صرف امام آخر الزمان کو اسکا موعود بتلاتا ہی جب اس معنی کے ناموزون ہونے کا حال علماء اعلےٰ فرقہ نے ظاہر کیا اور اس کی قباحت دکھلای دی تو اب جناب امام مہدی علیہ السلام کو ہی فرماتے ہین اور اس کی پروا نہین کرتے کہ کم کی ضمیر جمع حاضر کی ہے اور الذین مین جمع کی ضمیر ہے اور وعدہ حاضرین سے کیا جاتا ہے نہ مستقبلین سے اگر اللہ جل شانہ کی غرض حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ہوتی تو جمع کا ارشاد نہ ہوتا نہ حاضر کی ضمیر سے خطاب کیا جاتا کیونکہ قرآن کی بلاغت بے نظیر ہے۔

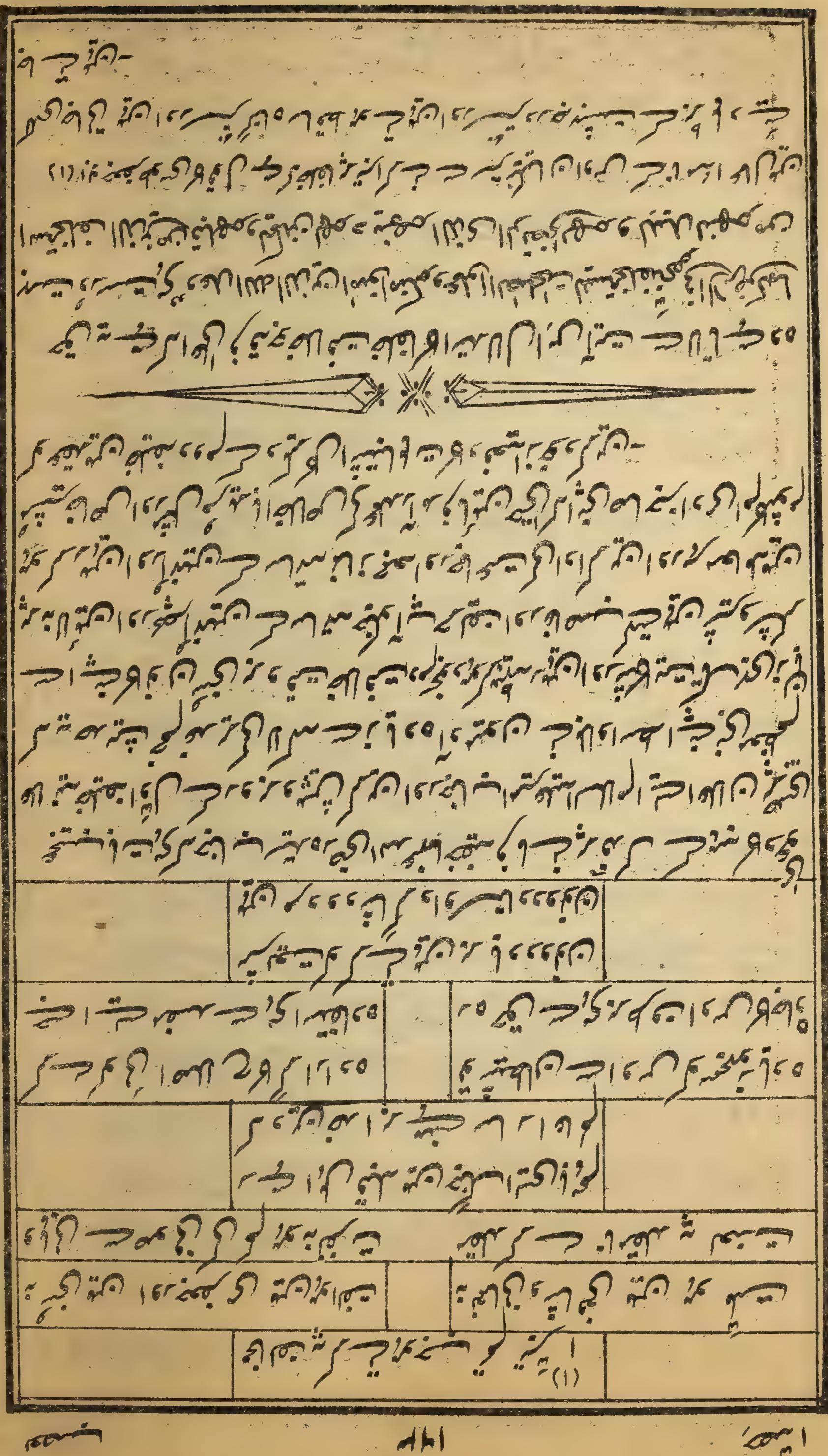
اس لئے ہم اس سے بھی قطع نظر کرتے ہین کیونکہ ہر ایک فریق اپنے اپنے علما کا اعتبار کرتا ہے امام الائمہ جناب امیر علیہ السلام جو قرآن ناطق ہین وہ جسکو اس آیت کا موعود فرماتے ہین اور اوس کا بیان شیعون کی معتبر کتاب نہج البلاغت مین لکھا ہی وہ ہم پیش کرتے ہین۔

جسوقت کوفہ کے عامل عبداللہ بن عطفان کا خط وہان کی بغاوت کا جو یزدگرد کی جانب سے تہا جناب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپنے مشرکین کا ہجوم زیادہ دیکھکر خود عزم کیا کہ نہاوند جاوین اور مشرکین سے مقابلہ کرین اسکا مشورہ حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت عثمان اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے کیا تو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ ان هذا الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین الله الذی اظهره وجنده الذی اعزه حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث ما طلع ونحن علی موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده کما قال الله تعالی

بعد خوفهم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ؕ ومن کفر بعد ذٰلک فاؤلٰئک هم الفاسقون ؕ

اس بزرگ آیت کے معانی مین اہل تشیعہ بہت چکراتے ہین اور اپنے مطالب کے خلاف ہونے سے چشم پوشی اور اعتراض کرتے ہین اور ان آیات بینات سے کل موضوعات کلینی اور بابویہ اور شہر آشوب اور ہذیانات باقر مجلسی رد اور باطل اور ہباءً منثورا ہو گئے کیا صاف اور موافق عہد خلفا کے یہ روشن آیت کافی ہدایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ وعدہ دیچکا ہے اللہ تم صحابہؓ مین سے بعض کے لئے جو ایمان لائے ہین اور وہ اعمال نیک کرتے ہین کیا اُنکو خلیفہ (بادشاہ) زمین کا بنا دیگا جیسا کہ اوسنے پہلے بھی ایماندار بندون کو بادشاہ بنایا ہے اور اون کے خلیفہ ہونے کی حالت مین وہ دین اسلام جسکو خاص اون کے لئے پسند کیا گیا ہے خوب ہی جاویگا اور اُنکے اس خوف کو جو فی الحال لاحق ہو رہا ہے امن سے بدل دیا جاویگا یعنی نہایت اطمینان کے ساتھ وہ خلافت کرین گے اور اُس خلافت پانیسے اُنکا ایسا حال ہوگا کہ وہ اخلاص کیساتھ میری ہی عبادت کرینگے اور میری عبادت مین کسی نوع سے کسی کو بھی شریک نہین کرین گے اور اس خلافت کے انعام کا جو کوئی بعد مین منکر ہوا اور اُس نے ہماری اس اعلےٰ درجہ کی نعمت کی ناشکری کی اور اس خلافت کو بُرا سمجھا تو وہی لوگ فاسق ہین۔

سبحان اللہ الحمد للہ کیا شان اعلیٰ اور افضل خلفاء اربعہ کی ہے اور اُسی کے ثبوت ایک آیت مین کن کن نشانات اور علامات کے ساتھ دیئے ہین جو اندھا آدمی بھی سنکر سر تسلیم خم ہو جائے اور فوراً یقین کے ساتھ اِسکا مخاطب انہین خلفا کو کہے! ورجو اوسکو تامل بھی ہو تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی نسبت کچھہ سکوت کرے کیونکہ جناب والا کو واقعی اپنی خلافت مین اطمینان نہین ہوا اور ہر سہ خلفا نے تو اس شان وشکوہ اور امن کے ساتھ خلافت کی ہے جسکا جواب نہین اول علامت تو یہ ظاہر فرمائی کہ تمہین صحابہ مین سے ہم ایسے خلیفہ کرین گے دوسرے یہ ارشاد ہوا کہ وہ صحابہ ایماندار اور نیک بندے ہون گے تیسرے وہ دین اسلام پر میری مرضی کے موافق آخر دم تک قایم رہینگے چوتھے وہ کسی بادشاہ یا شہنشاہ سے نہین ڈرین گے پانچوین میری عبادت مین مستعد اور مشغول رہین گے اور



ہمین واعظون نے یہ تعلیم دی ہے
مخالف کی ریس اُسمین کرنی بُری ہے
کہ جو کام دینی ہے یا دُنیوی ہے
نشان غیرت دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اُسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اوس کا پاؤ
پڑے اُسمین جو دقتین وہ اُٹھاؤ
تو تم سیدھے رستہ سی کترا کے جاؤ
لگین جسقدر ٹھوکرین اُسمین کھاؤ
جو نکلے جہاز اوس کا بچکر بھنور سی
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ (۱) ہو جائے صورت تمہاری
بدل جائے بالکل طبیعت تمہاری
بہائم مین ملجائے سیرت تمہاری
سراسر بگڑ جائے حالت تمہاری
تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی
ہے اک جلوہ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع مین تم سے نسبت کسیکو
نہ حاصل یہ کھانون مین لذت کسیکو
نہ اخلاق مین تم پہ سبقت کسیکو
نہ پیدا یہ پوشش یہ زینت کسیکو
تمہین فضل ہر علم مین پر ملا ہے
تمہاری جہالت مین بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم
حمایت مین ہو جبکہ اسلام کی تم
رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
تو ہو ہر بدی اور گنہ سی بری تم
بدی سے تمہین مومنون کو مضرت
تمہارے گنہ اور نہ اورون کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے
کبھی بھولکر طرح اس مین نہ دیجے
تو ذکر اوسکا ذلت سی خواری سی کیجے
قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے
گناہون سے ہوتے ہو گویا مبرّا

(۱) اہل تشیعہ اس سے عبرت حاصل کرین ۱۲

دوسرے فریق مین شامل ہو گئے اور جو چاہا حسب مُراد مقصد مضمون تالیف یا تصنیف کردیا یا کتابون مین تحریف کر دی۔

حضرات! جن صحابہ کو آپ دُشمن اہل بیت اور مخالف اسلام سمجھتے ہین وہی محب خالص اہل بیت اور حامی اسلام ہین جس اُستاد کامل نے اونکو تعلیم دینی دی تھی اُس کے اور خداوند تعالیٰ کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ حضرت جبریل علیہ السلام کا ہے اِس شان اور عظمت کو کون پہنچ سکتا ہی مگر اسی کے واسطے آنکھین روشن چاہئین جو بصارت سے دور ہین اُن کو وُہ نور الٰہی نظر نہین آسکتا خلفا نے انوار الٰہی سے فیض اُٹھایا ہے اور اون کے روشن دلون پر جلوہ انوار الٰہی کا پڑا ہی لیکن آپ کے دلون پر تو یہ نقش ہو رہا ہے اور آپ کے مجتہدین نے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہی معنی جمار کہے ہین کہ حضور علیہ السلام نے اس حدیث سے خم غدیر مین حضرت امیر علیہ السلام کو خلیفہ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جسکا خلافت صحابہ نے کیا جیسا کہ عبقات الانوار مین جناب مولوی میر حامد حسین صاحب نے تحریر فرمایا ہے اور نہایت عرق ریزی سے سات جلدین اسی بیان مین مرتب کی ہین[1] حالانکہ یہ حدیث اول تو فرقہ اعلیٰ اسلام کے نزدیک معتبر نہین ہے دوم اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے جیسا کہ علی العموم اکثر علما اسکو صحیح کہتے ہین تب بھی اس سے خلافت حضرت امیر علیہ السلام کا مطلب نہین نکلتا کیونکہ پوری حدیث یہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اگر پہلے جملہ سے خلافت کا مطلب آپ نکالین گے تو دوسرے جملہ "اللھم وال" الخ کے معنی خبط ہو جائین گے اور یہ جملہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضور فرماتے ہین کہ جسکا مین دوست ہون اوسکا علی رضؓ دوست ہے اے اللہ دوست رکھ اُس کو جو علی کو دوست رکھے اور دُشمن رکھ اوس کو جو علی سے دُشمنی رکھے۔

اگر اس بیان سے خلافت مقصود ہوتی تو اس طرح سے ارشاد نہ ہوتا بلکہ یون فرماتے

(۱) بعض کہتے ہین کہ دو سو جلدین اس کتاب کی اس غرض سے لکھی ہین کہ سنیون مین سے کوئی جواب کا قصد نہ کرے ۱۲

بھی ہوتے تو حضرت ابو بکرؓ اس سہولت اور آسانی سے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہرگز نہ ہوتے بنی ہاشم اُسی دم تلوارین نکالکر مدینہ کو میدان کربلا بنا دیتے وہ شجاعت کے نشہ مین سرشار تھے تلوار اور نیزون کے سایہ مین اُنہون نے جنم لیا تھا لڑائی اور نبردگاہ کو وہ اپنی جولانگاہ سمجھتے تھے ایک ایک بہادر رُستم اور اسفندیار تھا دین پر جان ومال قربان کرنا وہ حیات ابدی جانتے تھے وہ اگر ایک بار بھی حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت بلافصل کا اشارہ حضور علیہ السلام سے سُن پاتے تو ادھر کی دُنیا ادھر ہو جاتی وہ تو بے لڑے مرے شیخین کا پیچھا بھی نہ چھوڑتے واجد علیشاہ کی طرح سلطنت اسلامی کو اس طرح سی حوالہ نہ کرتے۔

اور اگر حضور علیہ السلام ایک بار بھی یہ ارشاد فرماتے کہ میرے بعد میرا جانشین علیؑ ہے تو اسلام کا خاتمہ حضور علیہ السلام ہی کے روبرو ہو گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام خلیفہ بنائے جاتے تو اوس مین یہہ احتمال بھی ممکن تھا کیونکہ وہ بڑے جتھے والے صحابی تھے کہ انہین نبی امیہ مین سے امیر معاویہؓ نے جو اُن سے بدرجہا کمتر تھے حضرت امیر علیہ السلام سے خلافت مین حصہ لے لیا اور جناب امام حسن رضی اللہ عنہ سے تو خلافت کی فارغخطی کرالی اور ایک دن بھی حضرت امیر کو آرام سے خلافت نہ کرنے دی سو حضرت عثمان کی دولتمندی اور زور کے سبب یہ گمان ہو سکتا تھا کہ نبی امیہ کے خوف سے سب نے سکوت کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مفلس آدمی نہ ایسے بڑے جتھے والے تھے نہ اسد اللہ اور سیف اللہ کے لقب سے ممتاز تھے بلکہ بقول آپ کے جہاد سے بھاگ جایا کرتے تھے اُنسے ایسے ایسے بڑے بڑے سورما کیسے دب جاتے اور خلافت غصب کرتی ہوئی دم بھی نہ مارتے۔

درحقیقت یہ خلافت بسبب عظمت اور صدیقیت کے حضرت ابو بکرؓ کو حسب مرضی خدا اور رسول دی گئی ہے یہ سوظنی کے خیالات خیالات فاسدہ ہین اور عبد اللہ بن سبا کی بنا رفاسد پر یہ خیالات بدگمانی کے قایم کئے گئے ہین۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ شیوہ کسنے اختیار کیا ہے کہ اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھکی

کے لئے لازمی ہے "ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو"
اور ایک طرح سے ہم کو افغانستان پر استحقاق بھی حاصل ہے کہ وہ مغلیہ خاندان کے تحت مین تھا اور مغلیہ خاندان کی سلطنت ہمارے قبضۂ اقتدار مین آئی ہے پھر ہم با این ہمہ جاہ و حشم کیون درگذر کرین اور بادشاہ ہو کر نامرد نبین۔

دوسرا کہتا ہے کہ افغانستان کا نام مت لو اور ہندوستان کی سلطنت کو غنیمت سمجھو یہ زمانہ جہالت کا نہین ہے کابل کے پٹھانون سے ہم کو کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے وہ ملک ہمارے قابو کا نہین ہے وہ ہمیشہ سے آزاد رہا ہے اور وہان کے زن و مرد کے خون مین آزادی بھری ہوئی ہے وہان غیر مذہب کی سلطنت ہرگز قائم نہین رہ سکتی بہت برسون کے تجربہ اور کڑوڑون روپیہ خرچ کرنیسے ہمکو یہ سبق ملا ہے کہ کابل کی جانب رُخ نہ کرنا چاہئے اور اوسکو بحالہ چھوڑنے اور وہان کے امیر اور سرحدی اقوام کے ساتھہ سلوک اور احسان کرنے مین ہی ہمارا فائدہ ہے اور مغلیہ خاندان کے بادشاہ تو وہین کے باشندے تھے اور اون کے آباؤ اجداد کا اُس ملک پر حق تھا اور رعایا کے ہم مذہب بھی تھے جس سے وہ اُس ملک پر فرمانروائی کر سکے ہم ابھی ہندوستان مین بھی اجنبی ہین اور روس ہمارے بہت قریب آگا ہے اور وہ ہماری تاک مین ہے اور ہندوستان پر اوس کا قدیم سے دانت ہے پس ہم کو ہندوستان کی حفاظت کرنی چاہئے اور افغانیون کی وحشت کو تدابیر کے لشکر سے دفع کرنا مناسب ہے ایسے ملک پر سلطنت کرنا وہین کی قوم کے آدمیون کا کام ہے زیادہ دوڑنے والا ہمیشہ گرا کرتا ہے۔

	چرا کار کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	

ہمنے علی طور سے حکمت عملی کے ساتھہ سلطنت اور اقتدار حاصل کیا ہے پس کسی حالت مین اپنی پالیسی ہم کو چھوڑنی نہین چاہئے۔

قناعت بہر حال اولی ترست نہ ہر جائے مرکب توان تاختن		قناعت کند ہر کہ نیک اخترست کہ جا ہا سپر باید انداختن"

اگر خلافت کے یہ معنی جو شیعون کے نشین خاطر ہین کسی کے خیال مین

ظاہری اور علانیہ کامون مین جس مین کسی کا ذاتی مفاد نہین ہے یہ کچھہ اختلاف
موجود ہے تو خاص اندرونی معاملات مین جو کچھہ اختلاف ہو وہ تھوڑا ہے صحابہؓ
کی خلافت کوئی پردہ مین نہین ہوئی ایک ہی شہر اور ایک ہی مقام پر اُنہین گرؤ
صحابہ کے روبرو جو ہر وقت حضوری مین شرفیاب تھے سب کی موجودگی مین علانیہ
وہ خلیفہ ہوئے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا اسلامی اسد اللہ اور سیف اللہ اور
امین الامتہ وغیرہ وغیرہ حاضر تھے اور یہ خطاب اونکو خدا کے گھر کے دیئے ہوئے
تھے اور یہ وہ بہادر اور جوانمرد فدائی اسلام تھے جنھون نے روم و ایران کے
بہادرون کو ریوڑ کے گلہ کی مثال اپنے آگے رکھ لیا تھا اور جنکی دم شمشیر نے ایک
دریا دین کا دُنیا مین بہا دیا تھا ان مین سے ایک نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
کو خلافت کے دست برد سے نہین روکا اور ایک دو گھنٹہ بھی یہ اہم اور اصولی مقدمہ
زیر تجویز نہین رہا ہر ایک نے بسر و چشم بیعت کی سبقت کو مذہبی فخر اور سعادت
دارین سمجھا۔

ہر سہ خلفا کی خلافت کا یہی حال گذرا ہے پردہ کی بات ایسی معاملات مین مشاہدہ
کے روبرو کوئی وقعت نہین رکھتی۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"

طبری کا مورخ جو اختلاف تحریر کرتا ہے یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ پارلیمنٹ
کے ممبرون کی رایون کا اختلاف کہ اُصول تو سب کا ایک ہوتا ہے اور رائین مختلف
اور ہر ایک کی خواہش اور نیت یہی ہوتی ہے کہ جو امر مُفید اور بہتر ہو اُسی پر عملی
کارروائی کی جائے اور جب وہ ایک امر طے ہو کر مقرر ہو جاتا ہے تو اُسی قرارداد
پر سب سعی کرنے لگتے ہین مثلاً ایک کی رائے یہ ہوتی ہے کہ ہم بادشاہ ہین دولت
لشکر سب ہمارے پاس ہے پھر ہم بادشاہ ہو کر کابلی پٹھانون سے کیون ڈرین
اور تلوار کے زور سے اُن وحشیون کو شائستہ کیون نہ بنائین تاکہ ہمارا رعب و داب
روئے زمین کے بادشاہون کے دلون مین نہ نشین ہو جائے اور ابھی تو ہم بادشاہ
ہی کہلاتے ہین افغانستان کے مفتوح کرنے سے شہنشاہی کے معزز خطاب
کے ساتھ دُنیا کے نامآور بادشاہون مین شمار کئے جائین گے اور اولوالعزمی سلطنت

گے سُن چکے تھے فوراً بہک گئے اور ابن سبا کے فریب مین آگئے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے یہ سُنکر اوس کے احراق کا حکم دیا مگر وُہ مدائن کی طرف بھاگ گیا اور بعض لکھتے ہین کہ اُس کو آپنے زندہ جلوا دیا۔(دیکھو نزہتہ اثنا عشریہ جلد ا)۔ گو وہ بھاگ گیا یا فی النار کیا گیا مگر اوس نے اسلام کے خراب اور برباد کرنے کو اپنے بہت سے مُرید آذربائیجان اور عراق کی جانب منتشر کر دیئے جنہون نے ایسے ہی وعظون سے لوگون کو گمراہ اور بددین کر دیا یہان حضرت امیرؑ کو رات دن کی لڑائیون سے جو خارجیون اور باغیون سے درپیش تھین اُس فرقہ کے استیصال کا موقع نہ ملا اور یہ فرقہ اہل تشیعہ مین شیعہ غالیہ کے نام سے خُراسان و مصر مین پہیل گیا۔

یہ سب مصائب فرقہ اعلیٰ کو جھیلنے پڑے وہی باغیون سے اور وہی خارجیون سے مقابل ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مناقب قرآن و حدیث سے انتخاب کر کے اونکو ڈرایا جنکو بعد مین اہل تشیعہ نے اپنی کتابون مین حاشیہ چڑہا کر درج کیا ہے دوسری طرف غلات اور تبرائیہ کی سرکوبی کیغرض کہ اس فریب خوردہ اور مُغالطہ زدہ فرقہ کو زبان اور قلم اور تلوار سے حتی الامکان سرزنش کی گئی لیکن وہ زیادہ زیادہ بہکتے ہی رہے۔

کون سُنتا ہے کہانی میری
اور پھر وُہ بھی زبانی میری

غالیہ اور خارجیہ تو نام کو رہ گئے مگر تبرائیہ اکثر جگہہ موجود ہین۔

غالیہ بعض سرحدی قومین ہین اور زنجبار اور مسقط مین خارجی بکثرت ہین اور سندھ کے میمن اور گجرات کے بوہرے اور دکن کے مہدویہ بسا یہ مذہب رکھتے ہین اور شمالی ہند مین زیادہ تر دو ہی فریق ہین جو دعویٰ اثنا عشریہ کا کرتے ہین اور انہین کو امامیہ کہتے ہین تفضیلیہ اور تبرائیہ۔

تفضیلیہ تو کم ہین مگر تبرائیہ زیادہ ہین جیسے وحید الدین مؤلف حد تحقیق نے بظاہر اپنا مذہب تفضیلیہ ظاہر کیا ہی اور تبرا و متعہ سی نفرت کی ہے جسکی بہت سی شیعون

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ امّت
سدا گانو ور گانو نوبت بہ نوبت
سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت
ڑپرے پہرتے ہین کرتے تحصیل دولت
یہ ٹہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیا اب

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر
نہین ذات والا مین کچھہ جنکے جوہر
کہ تھے اُنکے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مُریدون کو ہین لوٹتے اور کہاتے

یہ ہین جادہ پیمائے راہ طریقت
اونہین پر ہے ختم آج کشف وکرامت
مقام اون کا ہے ماورائے شریعت
اِنہین کے ہے قبضہ مین بندونکی قسمت
یہی ہین مراد اور یہی ہین مُرید اب
یہی ہین جُنید(۱) اور یہی بایزید اب

ڑہے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
مُسلمان بہائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے
اگر بد نصیبی سے شک اُسمین لائے
تو گردن پہ بار گران لیکے آئے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اُسکے نکلے زبان سے
تو آنا سلامت ہے دُشوار وہان سے

کبھی وہ گلے کی رگین ہین پھلاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اوسکو بناتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہین مونہہ پہ لاتے
کبھی مارنے کو عصا ہین اُٹھاتے

(۱) حضرت جُنید بغدادی اور بایزید بسطامی تیسری صدی نبوی کے مشہور عرفا ورکاملین سے ہین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]		[illegible]
	[illegible]	
[illegible]		[illegible]
	[illegible]	
[illegible]		[illegible]
	[illegible]	
[illegible]		[illegible]
	[illegible]	

دل بہلانیکے لئے ایسے ایسے مشغلے ایجاد کئے۔

علے العموم اسلام کے کل فریق کا یہی عالم ہے اگر ایک ہی گروہ اس بلا مین مبتلا ہو تو اوس کا تدارک کیا جائے کڑوڑون کا کیا بندوبست ہو سکتا ہے اور پھر کسی طرح کی دبا ہی نہین ایسے وقت مین مسلمانون کو اپنے دین کی مدد خود کرنی چاہئے تھی مگر وہ بجائے امداد کے اوس کے خراب کرنے کے درپے ہو رہے ہین مسلمانون کو جہان دیکھو نہایت ہی خراب حالتین ہین اور مسلمان مسلمان کو کافر کہتا ہے۔

پہلے مسلمان دیگر فرقون کو اپنے مذہب مین لیتے تھے اور اَب کے مسلمان مسلمانون کو دین سے خارج کرتے ہین دولت مند ہماری قوم مین دیکھنے کو بھی نہین ملتے اور جو گنے چنے موجود ہین جن کو خدا سلامت رکھے اونکو اول تو اپنے مشغلات لایعنی سے فرصت نہین جو وہ اسطرف توجہ کرین کہ زمانہ کا کیا حال ہو رہا ہے اور کس طرز پر زمانہ چل رہا ہی دوسرے اگر دینداری کیجانب کسقدر میلان ذوق رکھتے ہین تو اُن کی حالت علماء اسلام نے خراب کر دی ہے جنسے اُن کے خیالات ہی اصل کی جانب رجوع نہین ہوتے جیسا کہ خواجہ حالی نے اپنے مسدس مین فرمایا ہے۔

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت
مُسلّم ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشایخ سے اونکو عقیدت
تو ہے پیرزادون پہ وقف اُنکی دولت
نکمّے ہین دن رات وان عیش کرتے
پہ نوکر ہین جتنے وہ بھوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے
تو بخشش کی اُمید بے صرف زر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے
تو روز حساب اُنکو پھر کِسکا ڈر ہے
اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی
تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اُٹھائی
نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
نماشون مین ثروت بڑون کی اُڑائی
نمائش مین دولت خدا کی لُٹائی
چھٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کے سامان

سمجھا اور خلافت امیر معاویہؓ کے حوالے کر دی۔
جب یہ مختار اس حیلہ سے سلطنت حاصل کر چکا تو اسنے اپنے خبیث عقیدہ کا اظہار کیا جس کے سبب مسلمان اس سے بدگمان ہو گئے اور اسکو مصعب بن زبیرؓ داماد امام حسین علیہ السلام نے قتل کیا۔
سب سے زیادہ نقصان یہ ہے کہ یہ بدعت باعث نفاق قومی ہے اور اس مین بہت سی دولت مسلمانون کی بیجا طور سے برباد ہوتی ہے لڑائی اور فساد کی آگ ہر طرف بھڑکتی ہے کہین تعزیہ کے آگے ہونے پر کہین ماتم داری اور تعزیہ کے نکالنے پر غیر قومون سے تکرار اور فساد ہوتا ہے پھر مقدمات عدالتون مین دائر ہوتے ہین جس مین ہزار ہا روپیہ بارود کی طرح اڑتا ہے دین کے نقصان کے قطع نظر دنیا کے کسقدر نقصان اس رسم مین واقع ہوتے ہین اور ہر سال یہ تقریب اسی خراب طریقہ سے وقوع مین آتی ہے جس سے حکام بھی مسلمانون کے اس مذہبی رسم سے خوفناک رہتے ہین۔
وہ قوم جس سے ہمارا اچھی دامن کا ساتھ ہے ہم کو خون خوار نگاہ سے دیکھتی ہے اور در اصل یہ رسم مذہب اسلام کے برخلاف اور عین بدعت ہے۔
جسقدر روپیہ ہر سال عشرہ کی تقریب مین ہمارے بھائی مسلمان خرچ کرتے ہین کاش اگر ایک سال بھی وہ اس روپیہ کو کسی قومی اصلاح مین صرف کرتے تو اس سے بے شمار فوائد قوم کو حاصل ہوتے۔
کیا ہم کو شارع اسلام نے یہی ہدایت کی تھی کہ اپنے مال و دولت کو اس طرح سے برباد کرین اور کیا اسی طریقہ کے واسطے نبی آخر الزمان صلعم نے ہمارے لئے ثقل اصغر (اہلبیت) کو چھوڑا تھا اور آل اطہار کا یہی شیوہ تھا۔
یہ شاعری کا مذاق اور یہ زبان کی فصاحت اور بلاغت کیا ائمہ کے زمانہ مین نہین تھی یا مرزا دبیر اور انیس جیسے بے نظیر شاعر اسوقت مین موجود نہ تھے مگر ہان یہ آزادی پہلے زمانہ مین نہ تھی اب جسکو دیکھو خود رو اور مختار ہے دینی دباؤ تو کہان تھا ہر متنفس مطلق العنان ہے ادہر یہ آزادی اور اسپر مفلسی۔
علما ر قوم نے جب گذر کی صورت نہ دیکھی اور امیرونکو نشاط و عشرت پسند پایا تو ان کے

مزارون پہ دنرات نذرین چڑہائین ... شہیدونسے جاجا کے مانگین دُعائین

نہ توحید مین کچھہ خلل اس سی آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سی توحید پہیلی جہان مین ... ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین

رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین ... وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین

ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازان

وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

بانی اس تقریب عشرہ کا مختار ثقفی ہے جس نے واسطے گرویدگی اوراجتماع لشکر کے سب سے پہلے شیون اور ماتم حضرت امام حسینؓ کا کیا اور غرض اسکی اس پیرایہ دینداری سے اپنی مطلب براری تھی کہ سلطنت حاصل کرون ورنہ وہ قطعی امامت حسینؓ کا منکر تھا اور امیر معاویہؓ سے سازش کرکے حضرت امام حسنؓ کے قتل پر آمادہ ہوگیا تھا اسی وجہ سے حضرت امام حسنؓ نے مصالحت کو غنیمت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵) کہ اگر من درمیان موسیٰ وخضر نبی بودم ہر آئینہ خبر میدادم ایشانرا کہ من از ہر دو داناترم وخبر میدادم ایشانرا بانچہ در دست ایشان نبود"

"ومن ذالک ما رواہ ابن بابویہ مرفوعًا لولا علیؑ لما خلقت اللہ النبیین والملائکہ"

یعنی جو علی نہ ہوتے تو خدا نبیون اور فرشتون کو پیدا نہ کرتا۔

حسن بن کبش ابی ذرؓ سے روایت کرتے ہین وقال نظر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی علی ابن ابی طالب وقال ھذا خیر الاولین والاخرین من اھل السموٰت و الارضین'

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ سب اولین اور آخرین آسمانون اور زمینون سے بہتر ہے پھر قصہ حنفیہ مین حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف کا مناظرہ لکھا ہے جسمین حلیمہ سعدیہ نے حجاج کو کہا کہ ہین حضرت علیؓ کو آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور سلیمانؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام پر فضیلت دیتی ہون خلفاء ثلثہ کی تو کیا حقیقت ہے۔ گو یہ پیغمبر اولوالعزم ہین مگر انسے مدارج حضرت علیؓ کے کہین زیادہ ہین۔

کی بعد بہت سے امام ہوئے کوئی مرثیہ کسی امام نے نہین لکھا نہ عشرہ کی تقریب کی نہ ایسی مجلسونمین وہ شریک ہوئے۔

اسی وجہ سے اسلامی فریق کا یہ مقولہ ہے کہ "الشیعۃ نسوان ھذہ الامۃ" یعنی شیعہ اس امت کی عورتین ہین کیونکہ عورتین اکثر اوہام باطلہ اور رسوم ناقصہ کی پابند ہوا کرتی ہین اور قسم قسم کی بدعتین اور مہینون اور دنون کو سعد ونحس گمان کیا کرتی ہین یہی حال شیعون کا ہے کہ ماہ محرم کو منحوس سمجھتے ہین اور عشرہ کی تقریب ہر سال اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا یہ وہی ایام ہین جو اوس واقعہ کے تہے عشرہ مین مہدی رچانا دُلدُل بنانا تعزیہ تیار کرکے اوسکو امام حُسین سمجہنا کسی کو علمدار مقرر کرنا ایک بہروپیون کا سانگ ہے۔ کونسی بدعت اور شرک کی بات ہے جو عشرہ مین نہین ہوتی۔

یہ نہین خیال کرتے کہ وہ ایک واقعہ تہا جو ہوگیا اب ہر سال اُن تاریخون کو وہی تاریخین سمجہنا اور اسوقت گذشتہ کو وہی وقت خیال کرنا وہم باطل نہین ہے تو اور کیا ہے اور ظاہر مین بہی عورت کی وضع اہل تشیعہ کو مرغوب ہے ڈاڑہی کا صفایا کرکے عورتون کی صورت بناتے ہین نازک اور باریک اور رنگین کپڑے پہنتے ہین زنانی بولیان بولتے ہین۔

واجد علیشاہ جو شیعون کے سرتاج تھے ہمیشہ زنانی وضع رکہتے تہے جان صاحب مشاعرہ مین زنانہ دوپٹہ اوڑہکر اپنی زنانی غزل سُناتے تھے اور لکھنؤ مین اسوقت تک ہزارون چھوکرے زنانہ لباس مین پہرتے ہین۔

ایسے ہی شیعون نے عید[1] باباشجاع اور عید[2] غدیر مقرر کرلی ہین جس کو ہر سال کرتے ہین۔

افسوس کہ اسلام رسوم اور بت پرستی اور بدعات کے دفعیہ کے واسطے نازل

(۱) یہ عید حضرت عمرؓ کے واقعہ کی خوشی مین شیعہ کرتے ہین۔
(۲) یہ عید حدیث خم غدیر کی خوشی مین ہے کہ حضرت نے حج الوداع مین حضرت امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تہا۔ (دیکھو انارۃ البصائر)

کتابو نمین اہل تسنن کی تحریف کر کے تشریف لیگئے۔

اور بعض نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ تمام عمر سُنیون کے شامل اپنا مذہب رکھا اور بروقت انتقال استدادِ مرض مین ہذیان ظاہر کر کے بکنے لگے اور حاضرین سے کہا کہ اسوقت مین سخت مصیبت مین مبتلا تھا فرشتے چارون طرف سے میرے گرز مارتے تھے کہ تونے تمام عمر خلفار ثلثہ کی محبت مین بسر کی ہے اور وہ مخالف دین تھے سو مین اب اس عقیدہ سے توبہ کرتا ہون اور تمکو وصیت کئے جاتا ہون کہ مذہب شیعہ حق ہے۔

ایک اور تماشہ کی بات ہے کہ اکثر ایسی تصنیفات مناظرہ کی کنیزک یا اپنی عورت یا دختر کے نام سے شایع کرتے ہین تاکہ عام لوگ یہ جانین کہ اہل تشیعہ کی کنیزک اور مستورات بھی ایسی عالمہ ہین مگر نقل مشہور ہے کہ "عاقلان خود میدانند" وہ باعث فضیحت کا عوام مین ہوتا ہے چنانچہ ایک ذات شریف نے اپنی بی بی مساۃ جعفری کے نام سے فی زماننا ایک کتاب تحقیق جعفری تالیف کر کے اپنی رسوائی کی ہے۔

اس جعفری پر سنیون مین سے کوئی رسالہ شوہر جعفری نکل آیا تو حضرت کو نیچا دیکھنا پڑیگا۔

شریف مرتضیٰ نے یوحنا کا قصہ وضع کر کے اپنے شیعون کو مغالطہ مین ڈالا ہے کہ یوحنا مدرسہ نظامیہ مین گیا اور اہل تسنن کے بڑے بڑے دستار بندون کو لاجواب کر کے مذہب شیعہ کی تصدیق اونسے کرائی۔

ان ذات شریف نے یوحنا کا نام فتوح شام مین اور مدرسہ نظامیہ کا کہین سے سُن پایا ہے یہ خبر نہین کہ یوحنا کے زمانہ اور نظامیہ سے کوئی نسبت ہی نہین ہے اور کوئی دوسرا یوحنا نامی اسلامی تواریخ مین نام و نشان کو بھی نہین ہے۔

علاّمہ باقر مجلسی صاحب نے تو وہ غضب ڈہایا ہے جسکی انتہا نہین ان حضرت کی تالیف اُس سے زیادہ غیر معتبر ہے جسقدر کہ اہل تشیعہ کو اُنکا اعتبار رہے۔

شیعون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے جیسے آجکل کے قادریہ۔ چشتیہ۔ سالاریہ کی دعویداران نے کہ عملدرآمد اُنکا اُن بزرگوارون کے خلاف ہے جنکے سلسلہ مین وہ اپنے کو تبلاتی ہین بھنگ اور چرس اور گانجہا انکی غذا۔ ناچ رنگ انکا مجاہدہ اور مراقبہ۔ جھنڈیان لیکر

ہر ایک مُلک[1] مین پہلی اونکی عمارت
ہر ایک قوم نے اُنسے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر مُلک ویران
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان

مہیّا کئے سب کے راحت کے سامان
اونہین کر دیا رشک صحن گلستان

بہار اب جو دُنیا مین آئی ہوئی ہے
یہ سب پودہ اونہین کی لگائی ہوئی ہے

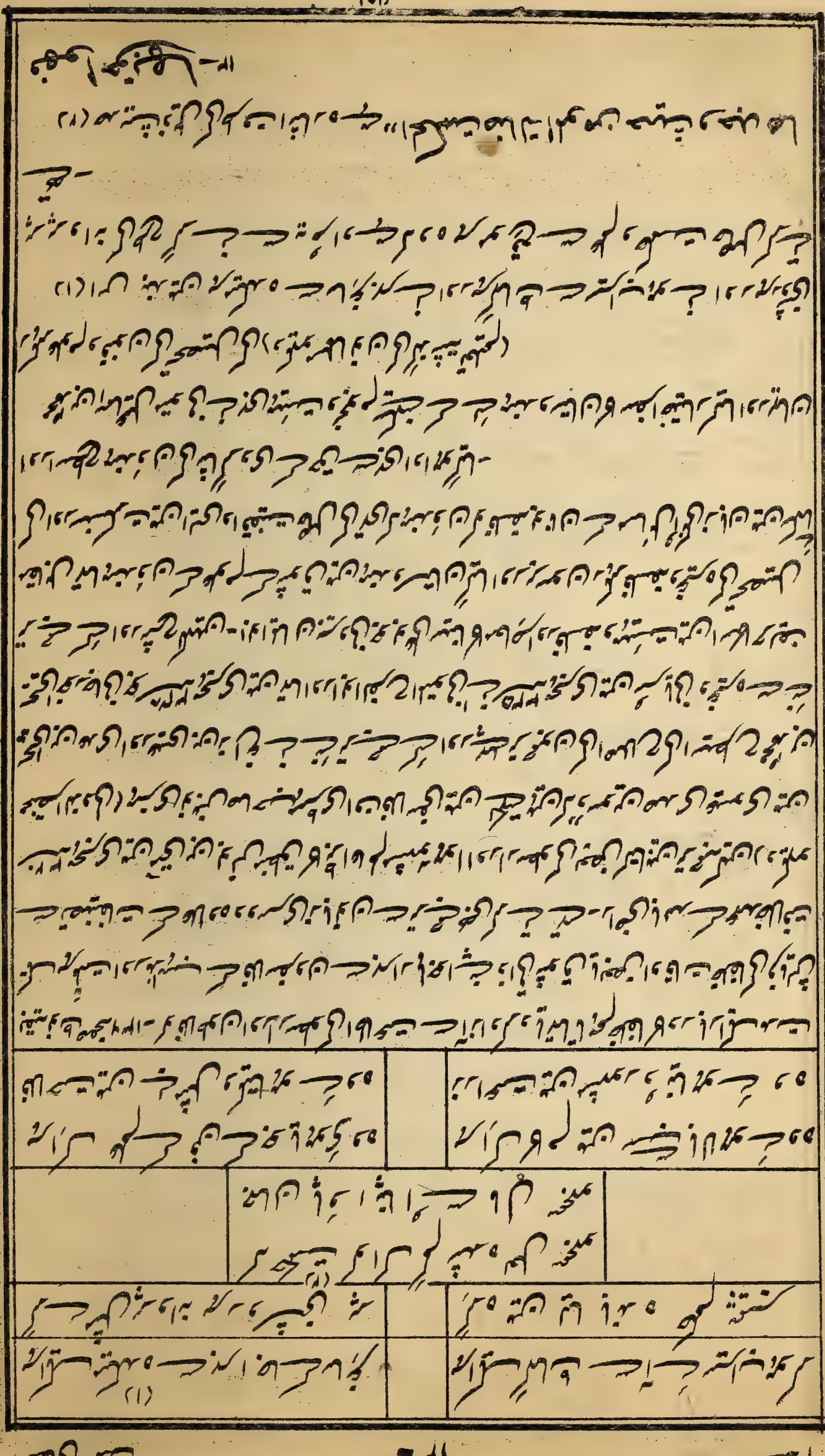
ایسے بزرگ جنکا یہ کچھ پرتوہ تمام دُنیا پر پہیلا ہوا ہے اگلے اور پچھلے اظہار منت کے ساتھ اون کے نظم ونسق عدل وانصاف اور جہانداری کی داد دیتے چلے آتے ہین کیا وہ اسی قابل ہین کہ اونکو دائرۂ اسلام سے خارج کیا جائے اور اون کی قبرون کی ہڈیان نکالنے کی فکر ہر دم رہے۔

کیا ایسے ہی عقیدہ کے لوگون کو خداوند تعالیٰ اپنی رحمت مین لے گا اور ایسے ہی خیال کے آدمیون کو مومن اور محبان اہل بیت مین شمار کریگا لا واللہ ہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بترکستانست

حیرت کا مقام ہے کہ لاکھون آدمیون نے اِن خلفا کو دیکھا اور اُنکی رزم اور بزم مین شامل رہے اور امامون کے بھی طریقے نماز۔ روزہ وغیرہ کو برسون مشاہدہ کیا مگر اب اوس مین اسقدر تفاوت ہو گیا ہے کہ ایک فریق اون کا طریقہ کچھہ اور دوسرا کچھہ بتلاتا ہے ایک فریق کہتا ہے کہ وہ نماز اسطرح سے پڑہتے تھے روزہ یون رکہتے تھے

(۱) عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت مین جو ملک فتح ہوتا وہ اپنے غلامون کو واسطے آبادی ویرانون کے اور زراعت کے لیے بہیجدیتے جو ویرانون کو آباد کرتے اور بنجر زمینون کو زراعت اور باغبانی سی گلزار کرتے اور اشیا تجارتی ایک ملک سے دوسرے ملک مین لے جاتے عرب کے ویران جنگل انہین خلفا نے آباد کئے اور جہان درندے رہتے تھے اونکو رشک گلزار بنا دیا تجارت اور فلاحت مین اعلیٰ درجہ کی ترقی اِن خلفا کے عہد مین ہوئی (دیکھو تاریخ الخلفا وروضۃ الصفا وغیرہ)



ارسطو[1] کے مُردہ فنون کو جلایا
ہر ایک شہر قریہ کو یونان بنایا

فلاطون[2] کو پھر زندہ کرکے دکھایا
مزہ علم[3] و حکمت کا سبکو چکھایا

کیا ہر طرف پردہ چشم جہان سے
جگایا زمانہ کو خواب گران سے

(۱) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون سے ہے سکندر اعظم کا استاد اور افلاطون کا شاگرد ہے حضرت عیسیٰؑ سے تین سو بائیس برس پہلے ۶۳ برس کی عمر مین مرا۔

(۲) افلاطون اتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بھی نہایت مشہور حکیم ہے ۸۱ برس کی عمر مین حضرت عیسیٰؑ سے ۳۴۸ برس پہلے مرا۔

(۳) امیر معاویہؓ نے اثال نامی عیسائی طبیب سے یونانی زبان کی کتابون کو عربی مین ترجمہ کرایا اور سلطنت عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور کے وقت مین تو ایک ذخیرہ یونانی فلسفہ کے ترجمون کا ہوگیا (دیکھو نامہ دانشوران ناصری)

امیر معاویہؓ کے پوتے خالد بن یزید نے مریانس نام ایک راہب سے کیمیا اور طب پڑہی تھی اور اُسنے یونانی زبان کو جمع کیا تھا اور اُنسے ترجمے کرائے تھے۔

اوس کے عہد کا مشہور مترجم اصطفن تھا سنہ ۱۳۶ ہجری مین منصور عباسی نے روم سے فلسفہ کی کتابین ترجمے کرا کے منگوائین منصور کا شوق علمی دیکھکر دور دور سے مترجمین اور حکما اوس کے دربار مین آنے لگے۔ خلفاء عباسیہ نے یونان کے باقی کتب خانہ کا ترجمہ کرا کے عالم مین پھیلایا حق یہ ہے کہ ارسطو اور فلاطون کی تصانیف کو انہین خلفا نے از سر نو تازہ اور پر رونق کیا۔ ہارون رشید اور مامون رشید نے اعلیٰ درجہ کا اہتمام فلسفہ کے ترجمون کا کیا اور یونان۔ مصر وغیرہ دور دور مقامات سے کتابین اور اُنکے مبصر طلب کئے حنین بن اسحاق اور ثابت بن قرہ اور حبش بن حنین اور دیگر نامور مترجمون مین سے ہر ایک کی ماہانہ تنخواہ پانسو اشرفیان تہین اس تنخواہ سے اُنکی قدر دانی کا اندازہ ظاہر ہے۔ (دیکھو ناسخ التواریخ جلد اول) بیت الحکمت کا انتظام اسی طرح سے ترقی کے ساتھ دو سو برس تک رہا اور اتنی مدت کی پیہم تلاش اور جست وجو مین یونان اور روم کا کوئی علمی خزانہ ایسا باقی نہین رہا جو اہل عرب کی آنکھون سے پوشیدہ رہا ہو اور اس عرصہ مین مسلمان فلاسفرون کا ایک بڑا گروہ تیار ہوگیا۔ اسحاق۔ ابو معشر۔ محمد بن موسیٰ۔ احمد سرخسی۔ ابو نصر فارابی وغیرہ حکما کی تازہ اختراعات اور خاص تصنیفات نے فلسفہ

ابتدامین جب اس طرفہ مذہب کی بنیاد پڑی تہی اوسوقت کوئی متنفس بہی کوئی الزام
خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو نہین دیتا تہا نہ عقائد مین اسطرح کے تفرقہ کا کسی کا خیال تہا۔
ابن سبا یہودی نے سب سے پہلے رجعت نبی صلعم کا اظہار کیا تہا جسکا ذکر شروع کتاب
مین ہوچکا ہے اوس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی معزولی کے اسباب اوسنے
پیدا کر دیئے اُس وقت عقائد کی رو سے کوئی بہی بدگمان نہین تہا جب اس سلسلہ مین کامیابی
ہوئی اور بنی اُمیہ کی حضرت امیرؓ سے جنگ چہڑ گئی تو اُس وقت بہت سی شاخین پہوٹ
پڑین جنہون نے خلفاء راشدین کی سو ظنی کے شگوفے وہ لگا دیئے جنکو ہم آجکل اپنی آنکہوں سے
دیکہ رہے ہین اور اسلام کی صورت ہی بدل گئی۔

اسلامی تفرقہ کیواسطے بڑا منتر اُس ساحر مکار نے تقیہ کا پہونکا جس کے سبب نادان
مسلمان اُسکے فریب مین آگئے۔

اس ظاہری اور موٹی بات نے مسمیریزم اور فریمیش سے زیادہ اثر لوگون کے دلون
مین کیا کہ حضرت امیرؓ نے خلفا کے وقت مین بوجہ نملنے امداد کے سکوت کیا اور مجبوراً تقیہ
کرنا پڑا۔ اور لاچاری اور بیکسی کیحالت مین ایسا کرنا جائز ہے۔

طرفہ یہ ہے کہ اس فریب بازی کے ثبوت قرآن اور حدیث سے دیئے جاتے ہین اور
سب پیغمبرون پر اس فریب کا (تقیہ) کا الزام لگایا جاتا ہے جس سے اسلام پاک ہو اور سچے
مذہب کی شان کے خلاف ہو۔

تقیہ جو علانیہ جہوٹ ہے سُنت ہے متعہ جو صریح زنا ہے مین حلال اور خاص مذہب
کا اُصول ہے جس مذہب نے ایسے کبیرہ اور ام الخبائث کے جواز کا فتوی دیدیا وہ
مذہب کسی عاقل کے نزدیک دین حق نہین ہوسکتا۔

اسی واسطے باوجودیکہ اہل تشیع کے پیشواؤن نے جہونٹ اور زنا کو جائز رکہا اور یہ دونون
چیزین اس بلا کی ہین کہ جسکو انکا چسکا لگا کسی حالت مین بہی اوسکا خیال نہین جاتا جس مذہب
مین یہ دلچسپی کہ یہ دونون امر گناہ کیسا عین سنت اور موجب ثواب عظیم ہین اوس مذہب
کا کیا کہنا جہان چاہو متعہ کرلو اور خرچی دیکر اعلی سے اعلی شریف پردہ نشین کو بلوا لو

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) کیا اُسکی بنیاد خلافت راشدہ کے زمانہ مین پڑی تھی (دیکھو گبن صاحب کی تاریخ)

کے ایسا ہونے سے رسالت پر کیا حرف آتا ہے یہ خیال اُنکا کسقدر کم فہمی اور ناعاقبت اندیشی کا ہے رسالت پر حرف کیا معنی تمام دین ہی باطل ہوا جاتا ہے اور قرآن اور احادیث سب لغو اور غیر معتبر ہوئی جاتی ہین۔ اور اس سے دین اسلام کی اشاعت ذاتی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔

یہ اہل تشیعہ کا ہی ظرف ہے کہ وہ اصحاب باکبار کی شان مین ایسی ایسی گستاخیان کرتے ہین جنکی ثنا و صفت قرآن مجید کا ہر رکوع کر رہا ہے اور جنکو خدا کہین مومنین اور کہین صدیقین اور کہین راشدین اور کہین صالحین کے خطابون سے یاد فرماتا ہے۔

اہل تشیعہ کا ہی مذہب دنیا سے نرالا ہے جسمین لعن صحابہ کا ثواب ستر عابدون کی عبادت سے افضل ہے کیا مذہب اور کیا ہی دین ہے کہ نماز روزہ کی بہی زحمت اُٹھانیکی حاجت نہین بلا موتہہ دہوئے ہوئے اور بے کلی کئے جسوقت چاہا تبرا کر لیا اعلی درجہ کی عبادت ہو گئی یہ مُفت کے ثواب دوسرے مذاہب مین کہان۔

حضرات! اُنکا اختلاف اِس قسم کا اختلاف نہین تہا جو آپکے ذہن نشین ہے نہ اُن کا ایمان ہم جیسے ضعیف الایمان خودغرض متعصب اور جاہلون کا سا تہا۔

وہی تعلیم اُنکو ہوئی تہی قرآن اُنہین کے واسطے نازل ہوا تہا وحی اور رسالت اُنکے لئے خاص اور دوسرون کے لئے عام ہے روحانی تعلیم نے اونکے ظاہر اور باطن کو نورانی کر دیا تہا وہ بشر کیا تہے فرشتون سے اعلی اور افضل تہے دل اور زبان اُن کی یکسو تھی رات دن اونکو حق کی تلاش اور جستجو تہی تمام عمر اُنکی اشاعت اسلام اور جہاد مین بسر ہوئی اور اسی دُہن مین اونہون نے وفات پائی جیسا کہ مولوی حالی نے نہایت سچائی سے کہا ہے۔

اگر اختلاف اُن مین باہم دگر تہا	تو بالکل مدار اوس کا اخلاص پر تہا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑون مین شر تہا	خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تہا

یہ تھی موج پہلی اُس آزادگی کی[۱]
ہرا جس سے ہوتے کو تہا باغ گیتی

(۱) یعنی جو آزادی آخر کو یورپ اور امریکا مین پہلی اور جس نے دُنیا کے اِس بڑے حصہ کو سرسبز

ہُوا تہا ایک ادنیٰ نوکر اور خدمتگار کا بھی لحاظ اور پاس ہوا کرتا ہے کیا وہ اپنے نبی کا
اتنا بھی خیال نہ رکہتے جسکے ہزارون معجزے اُنہون نے اپنی آنکھون سے مشاہدہ کئے
تہے اور پہر یہ اصحاب ایسے وقت مین ایمان لائے تہے کہ اُسوقت اسلام لانا ہزارہا
آفات اور مصائب کا سر پر لینا تہا اور اُنہون نے گہر پہونک تماشہ کیا تہا سارا خان
ومان برباد کرکے اور خویش واقارب سے تعلق چہوڑ کر خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت
مین ہمہ تن جان ومال سے مشغول ہو گئے تہے۔ حتیٰ کہ محبت خدا ورسول مین اپنے
باپ بہائی سے عزیزون کو اپنے ہاتہہ سے بلا ہراس قتل کر دیا تہا ایسے دیندار
خدا ورسول پر جان ومال قربان کرنے والے ذرا سی دیر مین طوطی کیطرح ایسے بدل
جاتے کہ خلافت حقہ کو غصب کر لیتے اور کچہہ بہی لحاظ وپاس اپنے نبی معظم کا نہ کرتے
جس پر صدق دلسے ایمان لائے ہوئے تہے۔ اور بنی ہاشم اس خاموشی کے ساتہہ
باطل خلافت کے تابع ہو جاتے۔ اور جو اس کو تسلیم کیا جائے تو اس سے رسالت پر
الزام عاید ہوتا ہے بلکہ خداوند کریم کی ذات پاک بھی آپ کے اس طعن سے بری نہین
ہوسکتی اور "اذا جاء نصر اللہ والفتح" کا بُطلان صریح ہوتا ہے کیونکہ یہ اصحاب
حضور علیہ السلام کے اعلیٰ درجہ کے مقرب اور مصاحب خاص تھے دین کے کُل
معاملات کا انحصار انہین کی رائے صائب پر ہوتا تہا جب انکے ایمانون کا یہ حال
تہا جیسا کہ آپکو گمان ہے تو وائے بر حال دیگران۔

آپکے زعم مین سوائے اہل بیت اور چند اصحاب[1] متعدد کے سبکے ایمان سلب
ہو گئے تہے اور اس منافقیت کا حال حضور علیہ السلام کو آشکار ہو گیا تہا اور حذیفہؓ بن
یمان کو نام بنام سب کی منافقیت سے بقول آپکے حضورؐ نے آگاہ کر دیا تہا اور اہل
بیت اور چند اصحاب باایمان کا مجموعہ چالیس کی تعداد سے بہی کم تر تہا جسکے باعث
خلافت کے لئے حضرت امیرؓ کو صبر کرنا پڑا اور مجبوراً خلافت غیر حقہ کی فرمانبرداری کی
اور جہاد سے معذور رہے اور حضرت والا کی خلافت تک بہی ایمان دارون کی تعداد

(۱) اہل تشیعہ کے نزدیک صحابہ مین سے سوائے سلمان فارسی - جابر - ابوذر غفاری - مقداد ابن مسعود
بلال اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے سبکے ایمان نعوذ باللہ سلب ہو گئے تہے۔

کنارہ کش ہوئے اسیقدر اسلام سے دور ہوتے چلے گئے۔

کلام مجید مین اللہ میان فرماتے ہین ؎ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب" یہ آیت منافقون کے بارہ مین ہے جس مین صاف ارشاد ہے کہ یہ مت سمجھنا کہ ہم مومنون کو اسی حالت مین چھوڑ دینگے جسمین تم ہو بلکہ ہم ناپاک کو پاک سے علیحدہ کر کے رہینگے۔

مدعا یہ ہے کہ منافقون کو صادقون سے علیحدہ کر کے دین کا خاتمہ اور رسالت کا اتمام کرین گے چنانچہ اسکا ظہور حضور علیہ السلام کی زندگی مین ہی ہو گیا کہ وفات شریف کے پہلے پہلے مدینہ منافقین سے بالکل پاک ہو گیا تھا ایک منافق کو بھی مدینہ مین نہین چھوڑا تھا اور ہر ایک منافق کا حال اللہ جل جلالہ نے آپ کو ظاہر فرما دیا تھا جس کا حال احادیث اور تاریخ اور کتب سیر کے مبصرون سے پوشیدہ نہین ہے۔

یہی باعث تھا کہ حضور علیہ السلام کے بعد سے تا عہد خلیفہ سوم اسلام ایک ہی حالت اور وضع پر رہا اور سب اسلامیون کے ایک ہی دل اور ایک ہی طرح کے عقیدہ رہے اور سب نے قرآن اور اسلام کا ایک ہی منشا سمجھا اور اُسی کو حجت بالغہ قرار دیا کسی ایک نے بھی اس خلافت راشدہ سے کوئی تجاوز نہین کیا۔

قرآن جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا اوسکو جبریل علیہ السلام نے سرور کائنات کے دل پر ۲۳ برس تک منقش کیا اور آپنے اس مدت مین اپنے صحابہ رض کے دلون پر خوب جمایا اور صحابہ نے چالیس پچاس برس تک خوب ہی اوس کی مشق کی جسکے باعث اُسمین آج باوجود گذرنے تیرہ سو برس کے اور اس اسقدر نفاق کے زیر زبر تک کا بھی فرق نہین ہے اور تمام دُنیا مین وہی ایک قرآن ہے جو وحی کے ذریعہ نازل ہوا تھا اور جس کی تلاوت حضور علیہ السلام اور حضرت علی رض اور ائمہ اہل بیت کرتے تھے۔

وہ اصحاب جو اہل بیت کے مدارج اور قرب کو بچشم خود معائنہ کر چکے تھے اور امیر رض اور حضرت عباس رض کی شجاعت اور حمایت اور جان نثاری اسلام کو صدہا لڑائیون اور بڑے بڑے معرکون مین دیکھہ چکے تھے ابھی تک جنازہ رسول مقبول کا رکھا ہی

سے زیادہ شفیق اور مان سے زیادہ اُمّت پر مہربان تھے خلافت کا اس کنایہ سی اعلان نہ فرماتے کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" بیعت رضوان سے بڑھکر ایک ایک سے اپنے روبرو حضرت امیرؓ کی امامت اور خلافت کی بیعت لیتے اور عہد مستحکم کراکے چھوڑتے حیرت کا مقام ہے کہ وہ امامت جس پر اسلام کا دار و مدار تھا اور جسکا عہد بقول علمار شیعہ روز میثاق انبیا سے لیا گیا اور جس کیواسطے کل انبیا اور حضور علیہ السلام مبعوث ہوئے ویسے ہی پردہ مین رہی نہ اللہ میاں نے قرآن مین اُسکو کھولا اور نہ پیغمبر صاحب نے علانیہ فرمایا۔

وہ امامت جسکی انبیا تمنا کرتے تھے وہ امامت جس کا روز آفرینش سے التزام تھا وہ امامت جسکے ملائکہ آرزومند تھے وہ امامت جسکے واسطے رسالت کا اعلے منصب اولاد آدم کو عطا ہوا وہ امامت جسکے واسطے توریت - انجیل - زبور - قرآن نازل ہوئے اُس امامت کا قرآن مین تذکرہ تک نہین۔

حضرت علیؓ امام برحق جسکے واسطے یہ منصب امامت رکھا گیا تھا دوسرون کی مقتدی ہوئے اور اللہ میان نے اون کا نام تک بھی قرآن مین ظاہر نہین فرمایا جن کلمات سی دیگر صحابہؓ کے فضائل بیان فرمائے اُنہین الفاظ مین امام عالی مقام کے مناقب کی شرح کی "ان ھذا لشیء عجاب"

اصل یہ ہے کہ حضرات اہل تشیعہ قرآن سے کیا بدعقیدہ ہوئے کہ مذہب سی ہی ہاتھ اُٹھا بیٹھے یہ تمام خرابین اور دقتین جو اون کو لاحق ہوئے ہین اس کی وجہ خاص یہی ہے کہ قرآن مجید پر اُن کا ایمان نہین ہے وہ اوس کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین۔

جو حجّت بالغہ اور ثقل اکبر بالاتفاق ہے اوسکی جانب بالکل اُنکا میلان نہین اور اوس سے بدعقیدہ ہونے کی صدہا روایتین اُنہون نے گھڑ لی ہین اس حالت مین کیسے اونکو ہدایت ہوسکتی ہے۔

اگر وہ قرآن کو ہی بموجب حدیث ثقلین پکڑے رہتے تو کبھی ابن سبا کے دام فریب مین نہ پھنستے کل مشکلات قرآن سے حل ہوجاتین جون جون وہ قرآن سی

صاحبو! اگر اسکو ریاست سمجھتے ہو جیسا کہ بادشاہون اور راجاؤن کا آئین ہے تو حضرت
فاطمہؓ اور حسنینؓ کیواسطے جھگڑا کرو کیونکہ جگر جگر ہے اور دگر دگر۔ حضرت امیر علیہ السلام سے
قطع نظر کر و اور جو خدائی ملکیت گمان کرتے ہو تو تنازعہ فضول ہے خداوند تعالیٰ
نے اپنی شریعت کی قابل جسکو سمجھا اُسی کو خلیفہ کیا دین خدا کا ہے اوس مین کسی کا
کوئی دعویٰ یا حق نہین ہے۔ دین اسلام کی بھی بڑی خوبی ہے کہ اس مین کسی نبی
یا پیغمبر کا کوئی حق تابعین پر نہین لگایا گیا جیسا کہ برہمنون نے سب اقوام ہند پر اپنے
حق لگا دیئے ہین جو اونکو مرتے دم تک اور مرنے کے بعد بھی دینے پڑتے ہین مگر ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد	عیب نماید ہنرش در نظر

یہ یہودیون کا خیال ہے جسکو ابن سبا نے اپنے مذہبی عقائد سے استنباط کیا ہے
کہ نبوت سوائے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد کے اور کسی کے واسطے نہین
ہے یہی سبق اوس پیر صفاتی نے اہل تشیعہ کو پڑھا دیا ہے کہ خلافت نبوت ہی جسکے
مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آل فاطمہ ہین۔

نبوت کے خاتمہ کی تو قرآن اور احادیث سے صفائی ہو چکی تھی اوسمین رخنہ کا
موقع اُس یہود مردود کو نہین ملا تو اوس نے امامت کو نبوت کی اصل قرار دیکر توحید
اور رسالت کو باطل کر دیا۔

ہمارے بھائیون کو خدا ہدایت دے اور وہ غور کرین کہ نماز اسلام کا ایک رکن
ہے اور توحید اور رسالت اسلام کے اصول۔ اُن کی تاکید پر نظر کیجاتی ہے تو نماز
اور زکواۃ کی تاکید صدہا جگہ بار بار قرآن مین اللہ صاحب نے فرمائی ہے اور وحدانیت
اور رسالت کی تاکید کی تو انتہا نہین ہر ایک آیت علانیہ صاف اور عام فہم الفاظ مین
توحید اور رسالت کا اعلان کر رہی ہے اگر خلافت بلافصل حضرت امیرؓ کی اسلام
کا کوئی اُصول ہوتی تو اللہ میان اوسکو اس طرح سے کنایون اور تاویلون کے بھروسے
کبھی نہچھوڑتے جسطرح سے صاف طور پر نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ کو آشکارا فرمایا ہے
اسی طرح سے امامت مولیٰ علیؓ کیا دو چار جگہہ بھی نہ فرماتے اور حضور علیہ السلام جو باپ

اہل تشیعہ نے اسکے معنی مین سخت مغالطہ کہایا ہے اور کچھہ خیال پس وپیش کا نہین کیا "انهم الفوا اباءهم ضالين فهم على اثارهم يهرعون" ان لوگون نے جیسا اپنے آباؤاجداد کو گمراہ پایا ہے اوسی راستہ اُن کے قدمون پر دوڑے دوڑتے چلے جارہے ہین۔

اوراس معنی کے ثبوت کے لئے یہ حدیث وضع کرتے ہین کہ "فانها لما نزلت قالوا یارسول الله من قرابتك الذين وجبت علينا مودتهم قال علیؑ وفاطمه وابناهما" یعنی جب آیت محبت ذوالقربی کی نازل ہوئی تو اصحاب نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپکے قرابتی کون ہین تو فرمایا کہ علیؑ اور فاطمہ اور اوس کے دونون بیٹے۔

حدیث تو حضرات نے گھڑدی مگر یہ غور نہین کی کہ سورہ شوریٰ جس کی یہ آیت ہے تمام وکمال مکی ہے اور مکہ مین حضرت فاطمہ کا نکاح تک نہین ہوا تھا حسنین کا پیدا ہونا تو کجا۔

اصل مطلب اس آیت وافی ہدایت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو ارشاد ہے کہ اہل قریش سے کہدے کہ مجھکو اس تبلیغ احکام سے کوئی ذاتی غرض نہین ہے کہ مین کسی کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہون مگر تمہارے اور میرے درمیان قرابت ہے جو صلہ رحم ہے اسواسطے مین تمہارا بہی خواہ اور دردمند ہون جو تمکو صراط مستقیم پرلانا چاہتا ہون وہ محبت کا جوش جو خون کی طرح رگون مین ہے تمہاری اس گمراہی کو نہین دیکھہ سکتا اور قرابت وارکلیہ قاعدہ ہے کہ اپنے قرابتیون کا بہوا خواہ ہوا کرتا ہے یہان استثنا متصل نہین ہے منقطع ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ نہین ہے کہ محبت اہل بیت فرض نہین ہے محبت اہل بیت بیشک فرض اور موجب ایمان ہے مگر یہان یہ منشا اس کلام کا نہین ہے ورنہ قرآن کی منشا کے خلاف تسلیم کرنا پڑیگا اور کلام الہی مین صریح تناقض واقع ہوگا کیونکہ سب انبیا کی شان مین اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ "قل لا اسئلکم علیه اجرا ان اجری الا على رب العالمين" یعنی کہدے اے رسول کہ مین تم سے کوئی صلہ

محبت اہل بیت کا ہے اور زبانی باتین ہین امتحان(۱) کے وقت اِن حضرات مین سے ایک بھی ثابت قدم نہین نکلا اگر ایک دو بھی اپنی شجاعت کے اظہار سے اس دعوی کی تصدیق کا باعث ہوا ہوتا تو اہل تشیع نے دوسرا شاہنامہ تصنیف کر دیا ہوتا اور رستم کی داستان کو افسانہ بنا دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان قرآن سمجھنے مین غلطی کرنے لگے اور اسلام کی اصل منشا کو اُنھون نے بالائے طاق رکھدیا اور تعصب سے جہالت کے گرداب مین پڑ گئے جیسا کہ علما رشیعہ اپنی کتابون مودت الاسلام وسوا السبیل مین حقیقت سے چشم پوشی فرماکر رقم فرماتے ہین کہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودت فی القربیٰ"

یعنی کہدے اے محمد صلعم کہ مین تم سے کوئی اجر نہین مانگتا ہون صرف محبت اپنے ذوی القربیٰ کا خواہان ہون پس محبت اہل بیت گویا اجر رسالت ہے۔

(۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد خان بہادر نے علی گڈہ کالج کے چوتھے اجلاس مین جو لیکچر دلچسپ اور پراثر دیا اُس مین فرمایا کہ مین ایک شہر مین ڈپٹی کلکٹر تھا اور وہان شیعہ کسیقدر زیادہ تھے آیا محرم تو شیعہ عزاداری کی بڑی بڑی تیاری کرنے لگے مین بھی مجالس مین بلایا جاتا تھا اور یہ سمجھکر بے عذر شریک ہوتا تھا کہ گھر پر میرا وقت کونسے نیک کامون مین صرف ہوتا ہے یہی نا کہ ان مجلسون مین رُلانے کے لئے اکثر جھوٹی اور ضعیف روایتین بیان کی جاتی ہین مگر آخر ایک مذہبی رنگ تو ہے ایک دن ایک مجلس مین خوب ہی رقت ہوئی میرے پہلو مین ایک صاحب بیٹھے تھے وہ سب سے زیادہ روتے تھے اور بار بار کہتے تھے "یالیتنی کنت معھم یالیتنی کنت معھم" مجھکو یہ انکا یالیتی کنت معھم کا رٹنا برا معلوم ہوتا تھا کیونکہ اُس سے استماع مین خلل واقع ہوتا تھا اور چونکہ وہ ہُم کی ضمیر کا مرجع معین نہین کرتے تھے مین اپنے دلمین یہ کہتا تھا کہ یہ کیا بیہودہ آرزو ہے کون جان سکتا ہے کہ تم اوسوقت ہوتے تو کیا کرتے آخر فریق مقابل بھی تو اپنے تئین مسلمان ہی کہتا تھا "اترجوا امیۃ قتلت حسینا شفاعت جدہ یوم الحساب فلا واللہ لیس لھم شفیع وھم یوم القیامۃ فی العذاب" جب سرحد ذاکر صاحب ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو رات گئی مین اُٹھ آیا میرا آنا تھا کہ وہان مارکٹائی ہوئی پولیس نے بہت لوگون کا چالان کیا اُنمین وہ یالیتی کنت معھم بھی تھے اُنھون نے لکھا یا کہ مین اس مجلس مین گیا ہی نہین مینے سنکر کہا کہ اسی برتہ پر آپکو معرکہ کربلا مین ہونیکی آرزو تھی۔"

کیا اگلے زمانہ مین جب برہما جی اور سری کشن جی وغیرہ کے حالات لوگون نے ایسی بد اعمالی کے شایع کئے ہون گے اہل مذہب نے نہین سمجھایا ہوگا ضرور متنبہ اور آگاہ کیا ہوگا اور اسی طرح سے مناظرے اور مناقشے اوسوقت مین بہی ہوئے ہون مگر انقلاب زمانہ اور امتداد نے وہ دفتر درہم برہم کردیا اور اب وہ لوگ کہ جو اونکو اپنے مذہب کے پیشوا سمجھتے ہین اتنا بھی غور نہین کرتے ہونگے کہ یہ حالات مخالفین مذہب کی تراشے ہوئے ہین خدا نہ کرے اسلام کی ان کتابون کا ایسا حال ہو۔

زمانہ تو یہی پکار رہا ہے اور ہر طرف سے ایسی ایسی ہیبتناک صدائین خوفناک آرہی ہین کہ زمانہ جیسے پہلے توحید اور رسالت کو درہم برہم کرتا رہا ہے اور مخالفین اسلام بحالت غلبہ اوسکو میٹتے رہے ہین کیا آگے کو زمانہ کی عادت بدل جائیگی یا انقلاب موقوف ہوجائیگا یا ہمیشہ قیامت تک مسلمان بادشاہ رہین گے یا اب اس تیرہ سو برس سے ہی اخلاص کے ساتھ خدا کی عبادت ہورہی ہے اور پہلے نہ تھی یہ خیال محض محدود اور بعید از عقل ونقل ہے خداوند تعالی نے روز آفرینش سے اسلام نازل فرمایا اور اوسکو ہر طرح سے تمام روے زمین پر شایع کیا اور ہر ایک ملک اور جزیرہ مین اخلاص کے ساتھ خداوند تعالے کا نام پکارا گیا اختلاف طبعی جو خاصہ انسانی ہے اوسمین رخنہ انداز ہوا اور مخالفین کی باہمی ضد اور سازش اور معرکہ آرائی سے اوسکو نیست نابود کردیا اور لوگ وحدہٗ لا شریک کو چھوڑ کر بتون کے اور بندون کے بندے ہوگئے اور زمین پر کفر پھیل گیا جب مشیت ایزدی پلٹی تو اپنے اولوالعزم رسولون کے وعظ اور جہاد سے اوس کفر کا کسی قدر ازالہ ہوا اور نور اسلام پھر کہین کہین چمکنے لگا غرض کہ نہ تو ہمیشہ دُنیا سے اسلام گیا اور نہ ہمیشہ سب جگہہ کفر ہی رہا جس خیال اور مذہب کے لوگ پہلے سے دُنیا مین ہوتے آئے ہین اُنہین خیالات اور مذہب کے اس وقت بھی موجود ہین گو یہ پست حالت مین ہین یا اُنسے بلند درجے پر مگر خیالات اور مذہب کوئی جدید نہین ہے وہی اگلے مذہب ہین کہ اُنہین مختلف عقیدے طبائع کے اختلاف سے ہوگئے ہین۔

پس اے حضرات شیعہ آپ ایسے اختلافات کے بیشرو اور مجاہد اور غازی مت بنو جس سے اسلام ملیامیٹ ہوجائے توحید کے دُشمن اہل بیت کے دوست کہلاکر

تعلیم نے سب سے زیادہ عمدہ نقش انہین کے دلو نپر کیا تھا روزازل مین تمام روے زمین پر اسلام کی اشاعت اور کفر کا ازالہ انہین کی پیشانی کو عنایت ہوا تھا یہ وہی اصحاب تھے جنکی عظمت انبیار سابقین پر ظاہر کرنے کے واسطے توریت اور انجیل مین حضور صلعم کو خداوند جل یار کے خطاب سے مخاطب فرمایا گیا ہے جسکا بیان قرآن مجید مین بہی کیا گیا ہے ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ ذالک مثلھم فی التورات ومثلھم فی الانجیل“ یعنی یہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اوسکے ساتھ ہین اصحاب وہ کافرونپر بڑے سخت ہین اور اپنے آپس مین نہایت نرم دل اور انتہا درجہ کے مہربان ہین تو اے نبی صلعم اونکو دیکہتا ہے کہ وہ رکوع کرتے سجدے مین پڑے ہوے اللہ کا فضل اور اوس کی مہربانی کے خواہان ہین اون کی پیشانیون پر سجدے کرنے کے نشان ہین یہی مثال اُن کی (اسی طرح سے اُن کا ذکر) توریت مین اور یہی مثال اُن کی انجیل مین دی گئی ہے اس آیت کے دیکہنے سے سب اقوال اور احوال جو یار لوگون نے اپنی جانب سے گھڑے ہین باد ہوائی معلوم ہوتے ہین اور کوئی بھی اشتباہ باقی نہین رہتا۔

خداوند تعالیٰ نے اون کے ایمان اور صداقت پر مہر لگا دی ہے جو کسی طرح سے کسی عیار کے ہاتھ سے نہین ٹوٹ سکتی۔

اور بالفرض اگر ہم یہی خیال کرین کہ صحابہ کو حضرت امیر علیہ السلام کے لئے خلیفہ کرنا تھا تب بھی شرط احتیاط یہی ہے کہ ہم اس حکم ربی کے موافق کسی کی جانب اس معاملہ مین لب کشائی نہ کرین کیونکہ خدا کی نافرمانی سے ہمارا دین برباد ہوتا ہے اور خلافت کچھ ہاتھ نہین آتی ہم اس مغالطہ مین پڑکر کیون گمراہ ہون۔

اور کیون ہم دوسرونکے فریب مین آئین جبکہ ہمارے پیش نظر فرمان اللہ اکبر ہے جو ہر طرح سے کافی ووافی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۸) چھوڑ آیا ہون اور نصف حاضر لایا ہون حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا تو ظاہر کیا کہ مین سب گھر کا مال لایا ہون اور کچھ چھوڑکر نہین آیا جب سے ببسبب تہیدستی پیراہن مین حضرت صدیق نے بجا ٹنون کے کانٹے لگا لئے تھے اور لوگ اونکو ذوالجلال کہتے تھے۔

جہالت کی رسمین مٹا دینے والے سر احکام دین پر جھکا دینے والے	کہانت کی بنیاد ڈہا دینے والے خدا کے لئے گہر لٹا دینے والے
ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے	فقط ایک اللہ سے ڈرنیوالے

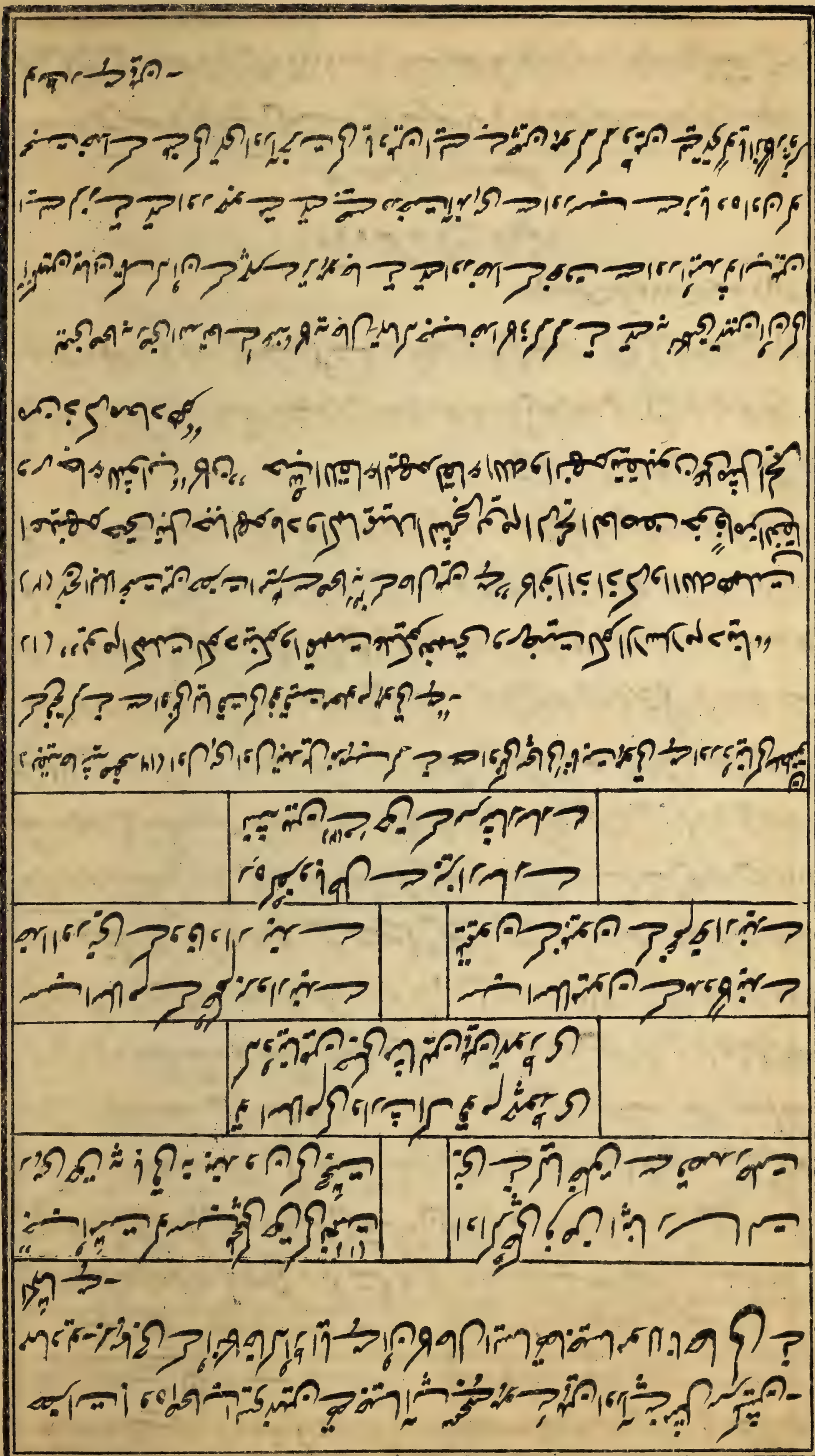
خلافت کو اگر خلفا غصب کرتے تو اُسی وقت تلوار کہچ جاتی ہزارون لاکہون صحابی ایک دم مین بگڑ جاتے اونکا ایسا طرز نہین تہاکہ قال کچہہ ہو اور حال کچہہ اس نبی کی خاطر دین کے جوش مین وہ اپنے باپ بہائیون کو خاص اپنے ہاتہہ سے قتل کر چکے تہے وہ جالی اور چکن کے کرتے پہننے والے اور زنانی وضع کے پسند کرنے والے لوگ نہین تہے زرہ بکتر اور تلوار اُنکا زیور اور لباس تہا اون کے دل لڑائی کے میدان مین شگفتہ ہوتے تہے وہ میدان سے زندہ بچکر آتے تو کبیدہ خاطر اور آزردہ دل رہتے اون کے دلون اور روحون مین نبیی اور ملکی کمالات کا تصرف تہا وہ خاتم النبیین کی فیض تربیت مین اعلی درجہ کمال کا رکہتے تہے روحانی

(۱) عمرو بن العاص نے جب مصر فتح کیا تو دریائے نیل کا یہ قاعدہ تہا کہ ہرسال ایک مرتبہ خشک ہو جایا کرتا تہا مصری ایک کنواری کو دُلہن بناکر اوس مین ڈالتے تو روان ہو جاتا تہا جب ملک اہل اسلام کے قبضہ مین آیا دریا کے خشک ہونے کے دن تہے مصریون نے حسب دستور ایک باکرہ عروس بناکر بہینٹ کے لئے تیار کیا جسکی خبر عمرو بن العاص کو ہوئی تو انکو روکدیا گیا اور حضرت عمرؓ کو خط لکہا حضرت عمرؓ نے جواب رقم فرمایا کہ میرا یہ رقعہ جو اس خط کے ساتہہ ہے دریا مین ڈالدو عمرو بن العاص نے وہ رقعہ دریا مین ڈالدیا دریا فوراً روان ہوگیا اور پہر کبہی بند نہین ہوا دریائے نیل کے رقعہ کا مضمون یہ تہا "کہ اے دریا جو تو شیطان کے حکم سے بہتا ہے تو ہم کو تیری پرواہ نہین اور جو خدا کے حکم سے روان ہوتا ہے تو روان رہ ہند ہوکر کیون بندگان خدا کو زحمت دیتا ہے۔

شیخ احمد دیوبندی شیعی اس روایت کی نسبت جو یہ ہرزہ درائی کرتا ہے کہ خشک دریا مین کیسے لڑکی ڈالی جاتی تہی اس سے اوس کی کم عقلی اور بے علمی عیان ہے کہ دریائے نیل کے حال سے بہی اوسکو واقفیت نہین جو ایک بحر ذخار اور نمونہ سمندر ہے۔

	چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر	

(۲) ایک مرتبہ جہاد کے لئے چندہ ہو رہا تہا حضرت عمرؓ نصف مال اپنے گہر کا حضور مین لائے اور خوش تہے کہ آج سب سے زیادہ مین رہونگا حضور نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ نصف اہل وعیال کیلئے



کی شناخت کی بھی اُنکو امتیاز نہین رہی۔

حُبّ اہل بیت اسلام کا مذہبی فرض بلکہ اسلام کی جان ہے لیکن اُسی موجب کہ جسکا ہم کو حُکم ہے ہمارا اصول اول توحید ہے اُس کے بعد رسالت اب اگر ہم رسالت کو اسقدر بڑہائین کہ توحید سے زیادہ دُور لے جائین تو اس حالتین ہم مسلمان نہین رہ سکتے ہین۔

شک اور بدگمانی وہ بلا بد ہے کہ آدمی کا ایمان سلب کر دیتی ہے بہ نظر غور شکی اور وہمی لوگون نے یہ نہین دیکھا کہ اس پردۂ زنگاری مین کون دُشمن ہم کو مغالطہ دے رہا ہی اور کسغرض اور مطلب سے وہ خلافت کے مسئلہ کو پیش کرتا ہی۔

جو بیہودہ بیہودہ ہم کو اس اختلاف مین ڈال رہا ہے وہ اسلام کا اور ہمارا قوی دُشمن اور مار آستین ہے ورنہ حضور علیہ السلام کی وفات سے چوبیس پچیس برس تک بھی اس جانب کسی کا خیال رجوع نہین ہُوا سب صحابہ ایک ہی مسجد مین اپنے نبی معظم کے بعد نماز جماعت وجمعہ وغیرہ ادا کرتے رہے کوئی رنجش اور اختلاف اُن کے باہم نہین ہوا اور کسی قسم کا کوئی مسئلہ جدید اُنھون نے نہین نکالا جو اخلاص زمانہ نبوی مین اون کے درمیان تھا اُسمین روز افزون ترقی تھی اور آخیر تک یہی حال رہا اور باہمی قرابت اور ربط وضبط سے اوس خالص اتحاد کو زیادہ زیادہ استحکام ہوتا چلا گیا اور کوئی موجب شکر رنجی اہل بیت پاک کا ان خلفا کیجانب سی ظہور مین نہین آیا۔

جہانتک تاریخون کو چہانا جاتا ہے اور واقعی معاملات کی تحقیقات کیجاتی ہے تو ان صحابہ[1] سے بہتر عادل خدا ترس رحمدل ایماندار دُنیا کی تاریخ مین نظر نہین آتا اہل تشیعہ غیر لوگون کے دہوکے اور مغالطہ مین آگئے ہین اور اس قدر اسلام سے دور ہو گئے ہین کہ کلام الٰہی سے بھی اُنکو سوء ظنی ہو گئی ہے اور مفتری فتنہ پردازون کے اقوال کو وحی سمجھتے ہین۔

(۱) فاضل محقق گاڈ فری میگنس صاحب اپنی کتاب اپالوجی فرام محمد مین لکھتے ہین کہ گبن نے بیان کیا ہے کہ پہلے چارون خلیفون کے اطوار یکسان صاف اور ضرب المثل تھے اونکی سرگرمی دلدہی اخلاص کے ساتھ تھی اور ثروت واختیار پاکر بھی اُنھون نے اپنی عمرین اداے فرائض اخلاقی ومذہبی مین صرف کین" بس یہی لوگ محمد کے ابتدائی جلسہ کے شریک تھے جو پیشتر اس سے کہ اونسنے اقتدار حاصل کیا یعنی تلوار پکڑی اوس کی جانب دار ہو گئی یعنی ایسے وقت مین کہ وہ ہرت آزار ہوا اور جان بچا کر اپنے ملک سے چلا گیا اُنکے

اور وضعی کتابون کو اسی طرح سے دیکھکر محجوب اور شرمندہ ہون گے جیسے کہ اہل ہنود ہو رہے ہین اور جس طرح سے اہل ہنود کو یہ خبر نہین کہ برہما جی اور کنہیّا جی ہمارے مذہبی پیشوا کسوجہ سے ہین اور اُنکا صحیح حال کیا ہے اور اونکو واجب التعظیم سمجہنا ہمارے مذہب کا اصول ہے یا فرع یہی کیفیت اُس حالت مین مسلمانون کی ہوجائیگی کہ وہ خلفا اور امامون کو جانین گے بھی نہین - اور کتابون کی یہ تمیز نہین رہے گی کہ یہ ہمارے مخالف فریق کی یا موافق کی ہے -

ابھی تو حضور علیہ السلام کا زمانہ بہت ہی قریب ہے جس مین یہ کچھہ اختلاف پیدا ہو گئے کہ ایک اسلامی کتاب دیکھو تو اُسپر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنی کی ہے یا شیعہ کی اور سنی کی ہے تو مقلد ہے یا غیر مقلد اور نیچری ہے یا غیر نیچری اور یہ بھی تفتیش وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو اسقدر واقفیت ہو ورنہ ناواقف تو کچھہ بھی نہین سمجھہ سکتا -

اللہ جل جلالہٗ رب العالمین ہے جیسا کہ قرآن کی پہلی آیت پکار رہی ہے "الحمد للہ رب العالمین" سورت العالمین کی شان یہی ہے کہ وہ اپنے انعامات اور رحمت مین سبکو شامل کرے وہ ربُّ المُسلمین نہین ہے جو مسلمانونکو ہی ہمیشہ بادشاہ رکھے دُنیا کی سب قومون مین سلطنت منتقل ہوتی رہی ہے اور اسطرح سے منتقل ہوتی رہے گی اور جسکی سلطنت ہوگی اُسی قوم کے علوم اور زبان کا زیادہ رواج ہوگا کیونکہ عزت اور ثروت کا مدار بادشاہ کی زبان پر ہے اس صورت مین مذہب کو ہی صدمہ پہونچے گا -

ابتدا مین مسئلہ توحید مین اختلاف واقع ہوا کسی نے بندونکو خدا کا بیٹا اور کسی نے اوتار اور کسی نے اہرمن بنایا او سکے قایم رکھنے کے لئے یہود - نصاریٰ - مشرکین نے رسولون اور اپنے پیشواؤن کو داغ لگایا اسلام مین بوجہ کلام مجید کے کوئی موقع یار لوگون کو توحید اور رسالت مین رخنہ کا نہین ملا تو اونہون نے خلافت کو اپنے اختلافات کا نشانہ قرار دیا پھر جیسے توحید کے اختلافی توحید سے گئے ویسے ہی رسالت کے بدگمان توحید اور رسالت کو اور خلافت کے شیدا تینون کو ہاتھہ سے کھو بیٹھے "دربنیاد ظلم اندر جہان اول اندک بودہ است
ہر کہ آمد بر آن مزید کرد"

حضرات اہل تشیعہ یگانون کو بیگانہ اور بیگانون کو یگانہ سمجھہ گئے اور محبت اہل بیت عظام مین دیوانہ ہو گئے اور ایسے حواس باختہ اور از خود رفتہ بنے کہ جسمین دوست اور دشمن

نکلنا نہایت دُشوار ہے ایک جگہہ پڑے ہوئے چکر کہاتے ہین اور نکلنے کو کسی جانب راہ نہین ہے۔

یہ سب نتیجہ قرآن مجید کے چہوڑنے اور نہ سمجہنے کا ہی۔

تاریخون کے دیکہنے اور تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب مذاہب کا مواخذ اسلام ہے کیونکہ کل مذاہب مین اسلام کے آثار پائے جاتے ہین۔

اسلام کا اعلیٰ اصول توحید ہے جس سے کوئی فرقہ نفس الامر مین ایسا نظر نہین آتا جو خدا کا منکر ہو خواہ وہ اُس کو کرشن اور رام کے نام سے خداوند تعالیٰ جانتے ہون یا مسیح اور اللہ پکارتے ہون یہ سب کے دلمین تہ نشین ہے کہ کوئی ہمارا خالق ہے جسنے یہ کارخانہ عالم کا بنایا ہی اور اقتضاے فطرت ہی۔

دوسرا اُصول رسالت ہی اِسکے بھی سب قائل ہین کوئی مذہب پیشواسے خالی نہین اِسیطرح سے مذہبی کتاب کو آسمانی کتاب سمجہنا جزا و سزا پر یقین کرنا ہر ایک مذہب کا اصول ہی اور یہی عقائد خاص اسلام کے ہین۔

پھر جو باوجود ایکسان اُصول ہونے کے لوگ مختلف ہو گئے اور اسلام کو چہوڑ بیٹھے اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ دُنیا مین جو لوگ مخالف پیدا ہوئے اور اُنہون نے مغالطے دینے شروع کئے لوگ اُن مغالطون مین پڑ کر اسلام سے دور ہوتے چلے گئے جسکا انجام یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ اسلام کے وہ مخالف اور دُشمن ہو گئے۔ اصل کی خبر ہی نہ رہی۔

محمد مصطفےٰ صلعم کو تہوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اور آپنے آکر اسلام کی تجدید[۱] کی ہے اسلام تو ابتدائی آفرینش سے تھا حضور علیہ السلام نے کوئی نیا اُصول جاری نہین کیا عقائد مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی جن عقائد کو پہلے پیغمبرون نے ظاہر کیا تہا اوسی کی اشاعت حضور نے کی کیونکہ اسلام کے عقائد مین فرق آگیا تھا اور توحید کو لوگ چھوڑ بیٹھے تھے مسیحی شریعت جو اسلامی شریعت تہی باہمی اختلاف اور ضد سے اسلام سے تجاوز کر گئی تہی یہود نے

---

[۱] سنۃ من قد ارسلنا قبلك من رسلنا و لا تجد لسنتنا تحویلا یعنی یہ طریقہ تو وہی ہے جو ہمنے اے نبی تم سے پہلے رسولون کے لئے بہیجا ہے اور خدا کے طریقہ مین تبدیلی نہین ہے۔

۱۲ منہ

اور کچھہ بھی خیال پیغمبر کی وصیت کا نہین کیا۔

افسوس ہے کہ ایسے اولوالعزم عظیم الشان پیغمبر کی شان مین ایسی ایسی لغو اور بیہودہ روایات خلافت کی وجہ سے تراشی جاتی ہین جو باعث مضحکہ عوام ہین۔

نہر المصائب مین اُسکے مؤلف نے سخت مصائب اُٹھائے ہین اور اونہون نے وضعی اور جعلی روایتون کی تو گویا نہر بہادی ہے مجتہد علامہ نے بحار الانوار مین جو موج زنی کی ہے اُسی سے یہ نہران میر صاحب نے نکالی ہے محقق اور پیشرو تو یہی مجتہد العصرین جنکو اپنی تحریر کا بھی انضباط نہین ہے کہ مینے کیا دعویٰ کیا ہے اور اظہار دعویٰ کیسا اُسکے خلاف بیان کر رہا ہون واقعی "دروغ گو را حافظہ نباشد"۔

اسیوجہ سے یہ مُلّاجی فرماتے ہین کہ مومن کا کام ان روایات مین شک لانے کا نہین ہے اگر شک گذرین تو اونکو وسوسہ شیطانی سمجھنا چاہیے۔

مصحف فاطمی کی روایت نہایت تعجب انگیز ہے کہ وہان تو جناب والا نے یہی دعویٰ کیا تھا کہ وحی کا خاتمہ ہوگیا اور یہان وحیون کا مجموعہ ایک قرآن مرتب کرا گئے مگر یہ ظاہر نہین کیا کہ اُسکے اخفا مین کیا مصلحت ہی۔

ناظرین غور فرمائین کہ مجتہد صاحب نے اپنے اجتہادی زور سے جناب فاطمہ رض کو نبی سے زیادہ صاحب کتاب آسمانی بنادیا اور خداوند تعالیٰ نے جو حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین فرمایا تھا اوسکو جھٹلادیا۔

مجتہد صاحب کو اپنے کلام کے تناقض کا بھی کچھہ خیال نہین ہوا کہ پہلے یہ لکھا تھا کہ "جبرئیل گفت این آخر آمدن من بود بزمین و دیگر مرا بسوئے زمین حاجتے نیست" جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل ع نے فرمایا کہ میری غرض زمین پر آنے کی وحی کی وجہ سے تھی اُسکا اب خاتمہ ہوگیا لیکن اس کے خلاف وفات ہوتے ہی حضرت فاطمہ رض کے پاس وحی لے کر تشریف لائے اور مصحف لکھادیا جسکا نزول چھہ ماہ تک برابر ہوتا رہا یہان مجتہد صاحب نے حضرت جبرئیل ع کی قدوسیت کا بھی لحاظ نہین کیا اور اُنپر دروغ گوئی کا الزام لگادیا نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ۔

پھر اسی وفات کے بیان مین آپ فرماتے ہین کہ "بسند معتبر از حضرت صادق ع

آنجناب صف بستیم وبرآن جناب نماز کردیم وعایشہ...... ہم دران حجرہ بود و مطلع نشد بر نماز کردن ما۔ بسبب آنکہ جبرئیل چشمہائے اورا گرفتہ بود،،

اس بیان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا زمین پر نازل ہونا بخوبی ثابت ہوگیا پہلی روایت سے وحی کا لانا اور اس دوسری سے زمین پر تشریف لانا خود ملا صاحب ظاہر کرتے ہین منافات اور تناقض جناب والا کی تحریر کا ارباب بصیرت پر عیان ہی۔

مُلّا صاحب نے جو جبرئیل علیہ السلام اور ملائکہ کی امداد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیواسطے امام جعفر صادق کی روایت سے رقم فرمایا اس سے نہایت تعجب ہوتا ہے کہ عالم حیات مین تو ایک دفعہ بھی مونہہ در مونہہ سفارش حضرت امیرؑ کی نہین کی اور وفات کے بعد قبر سے نکل کر یہ تکلیف گوارا فرمائی اس کی وجہ اوّل تو بجز سہو اور کیا ہو سکتی ہے اور یہ امامت بحکم الٰہی تھی اور معصوم سے تبلیغ احکام الٰہی مین سہو ہونا محال پھر کیا سبب کہ جو کام زندگی مین کرنے کا تھا وہ بعد وفات ظہور مین آیا۔ اور خدا کو چھوڑ کر فرشتون سے التجا کرنا شان نبوت کے خلاف ہی۔

دوسرے ان ملائک نے اس سفارش کی مطلق تعمیل نہین کی اور حضرت امیرؑ کو کچھ مدد نہین دِ می اگر ملائکہ کی امداد ہوتی تو خلفاء ثلثہ کیسے خلافت پر قبضہ کر سکتے تہی۔

حضرت جبرئیل سا اعلیٰ اور زور آور شدید القویٰ فرشتہ خلفاء ثلاثہ کی ہی مدد مین رہا اون کی فتوحات کی نوبتین مُلک در مُلک بجوا تا رہا اور بڑے بڑے عالی جاہ بادشاہونکو زیر کراکے اون کے زیر فرمان کر دیا اور جناب امیرؑ اپنے دشمنون کی شان وشوکت دیکھہ کر ہمیشہ حسرت بھری نگاہون سے ٹھنڈی سانسین بھرتے رہے جب ایسی ہی وقت مین یہ امداد کام نآئی تو پھر کیا قیامت مین اس امداد کا وعدہ تھا۔

عقل مقتضی ہے کہ ملائک کی امداد اُس وقت ہونی چاہیے جبکہ آدمیون کی امداد نہ ملے تجہیز وتکفین مین ملائک کی امداد کی کیا ضرورت تھی وہ تو آئمہ اہلبیت تھے ادنیٰ غریب کا جنازہ بھی نہین پڑا رہتا ہے اور اس مین بھی ہم غیبی امداد جب سمجھتے کہ عمر سعد نے جو سید الشہدا کا سر مبارک شہر بشہر تشہیر کرا کے یزید کے پاس بھیجا اوس کے لے جانے والون کے ہاتھ قلم ہو جاتے کسی فرشتہ نے امام کے سر لے جانے والون کو دھکا تک نہین دیا

گذاشتند پس حضرت رسولؐ با ملائکہ بسخن آمد و حق تعالیٰ گوش امیرالمومنین را شنوائی آنسخنان داد۔ و شنید کہ حضرت رسول خدا ملائکہ را سفارش امیرالمومنین میکند پس حضرت گریان شد و شنید کہ ملائکہ در جواب گفتند کہ ما در خدمت و اعانت و یاوری و خیرخواہی او تقصیر نخواہیم کرد و او ست صاحب و امام و پیشوائے ما بعد از تو و پیوستہ بہ نزد او خواہیم آمد و لیکن او بغیر این مرتبہ ما را نخواہد دید و صدائے ما را نخواہد شنید و چون حضرت امیرالمومنین بعالم قدس رحلت نمود جبریل و ملائکہ و روح باز بر حسنؑ و حسینؑ نازل شدند و ایشان ملائکہ را دیدند و واقعہ شد آنچہ در وفات حضرت رسول واقعہ شدہ بود و دیدند حضرت رسول را کہ مدد میکرد ملائکہ را در غسل و کفن و دفن حضرت امیرالمومنین و چون حضرت امام حسنؑ بسرائے باقی ارتحال نمود امام حسینؑ جبریل و ملائکہ و روح و رسول خدا و امیرالمومنین را دید کہ نازل شدند و در غسل و کفن و دفن او با او موافقت نمودند و چون جناب امام حسینؑ شہید شد جناب علی بن الحسین جبریل و ملائکہ و روح را در معاونت آن جناب دید و چون حضرت امام محمد باقر بسرائے آخرت رحلت نمود من دیدم رسول خدا و امیرالمومنین و حسنؑ و حسینؑ و امام زین العابدین را کہ مدد میکردند ملائکہ و روح را در غسل و کفن و دفن و نماز آنحضرتؑ و یاری من در ہمہ این اموری نمودند و این حکم جاری و باقی ست تا آخر ائمہ“۔

اور پھر آگے آپ لکھتے ہیں ”و کلینی و دیگران بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اند کہ چون حضرت رسول بریاض خلد رحلت نمود حضرت فاطمہؑ را از وفات آنحضرت و جور منافقان امت حزنے رو داد کہ بغیر از حق تعالیٰ کسے شدت آنرا نمی دانست پس حق تعالیٰ جبریل را بسوئے آنحضرت فرستاد کہ نزد آنحضرت سخن گوید و شدت اندوہ آنجناب را تسکین نماید و ہر روز جبریل می آمد و دلداری آنجناب می نمود و خبر می داد آنجناب را از قرب و منزلت حضرت رسول نزد حق تعالیٰ و درجات و منازل آنجناب را و آنچہ بعد از آنجناب بر ذریت مطہر آنجناب واقع خواہد شد از مصیبتہا و محنتہا و آنچہ بر دشمنان ایشان واقع خواہد شد از عذابہا و ہر کہ درین امت سلطنتے و دولتے بحق یا باطل خواہد یافت چون حضرت فاطمہؑ این حالت را مشاہدہ نمود با حضرت امیرالمومنین گفت کہ کسے نزد من می آید و چنین سخنان میگوید حضرت فرمود کہ اے فاطمہ ہر گاہ کہ او نزد تو آید مرا خبر کن

اگر چالیس برس تک وہ لوگ آپ کی عادات اور طرز دیکھکر آپ سے مانوس نہ ہوتے تو اسقدر جلد کبھی ایمان نہ لاتے کہ دفعتاً ہر ایک حکم غیبی کو سُنکر صدق دل سے امنا و صدقنا کہنے لگے۔ امام صاحب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیا تھا تو آپنے دو چندسہ چند مدت لے لی ہوتی اور مُناسب تو یہ تھا کہ چالیس کے عدد سے تجاوز نہ ہوتا تھر تو یہ ہے کہ ہزار برس گذر گئے اور امام صاحب کا کہین پتہ نہین۔

ہم یہ خیال نہین کر سکتے کہ بزرگان شیعہ کی عقل مین فتور ہے اون کی ہوشیاری اور طباعی اور نازک خیالی کی ہم بھی داد دیتے ہین مگر اُن کی کم علمی اور تعصب اور جہالت کو بھی ہم اظہار کئے بدون نہین رہ سکتے ہم کو اُن کی تحقیقات اور علمیّت اور راستی اور حق پسندی اور آزادی مین نہایت اصرار ہے۔

جو لوگ اس خیال مین ہین کہ کیا اہل تشیعہ مین عالم نہین ہین یا وہ کم استعداد ہین ایسے لوگ علم سے ناآشنا ہین ورنہ علمی دعویٰ اس قسم کا ہے کہ وہ بہت جلد ظاہر ہو جاتا ہے کوئی کرامت یا شعبدہ نہین ہے۔

اگر ایک آدمی مجذوبانہ صورت اور وضع بنا کر بازار مین خاموش بیٹھ جائے تو دیکھنے والے گمان کرین گے کہ یہ کوئی باکرامت درویش ہین مگر علمی دعویٰ ایسا نہین ہے وہ ایک بات مین ظاہر ہو جاتا ہے۔

"توان شناخت بیکروز در شمائل مرد
کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم"

قرآن اور حدیثون کی تفسیر اور تحقیق جو علماء شیعہ نے کی ہے اور اُنکی تمام مذہبی کتابون مین وہی بحث امامت اور خلافت کی درج ہے اوس سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ استعداد

(بقیہ صفحہ ۱۰۴) اور یہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اوسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہین جو فصحت دکرخت پیغام اوسنے دُنیا کو دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اوس کا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی۔ اِس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھی حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دُنیا کے منور کرنیکو نکلا تھا اور بے شبہ اُسکے لئے امر ربّانی یون ہی تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

	[illegible]	

[illegible]

	[illegible]		[illegible]	
		[illegible]		
	[illegible]		[illegible]	
		[illegible]		
	[illegible]		[illegible]	
		[illegible]		
	[illegible]		[illegible]	
		[illegible]		
	[illegible]		[illegible]	

کی تشبیہہ کا دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے نبوت کی حالت مین ایک دم بھی ہدایت او رتبلیغ رسالت سے پہلو تہی نہین فرمائی چالیس برس پہلے آپ نبی نہین تھے پیمبر ہو کر آپ دس بیس برس کے لئے غائب ہو گئے ہوں تو تبلائیے امام غائب تو امامت کا منصب لیکر غار مین جا چھپے یہ کیسے غضب کی بات ہی آنحضرت صلعم کے چالیس برس اس طرح سے رہنے مین تو ہزار ہا مصلحتین ظاہر ہین کہ چالیس برس مین آدمی پختہ کار اور صاحب اعتبار اور عاقل کامل ہوتا ہے جسکی نبوت کے لئے خاص ضرورت ہی۔

یہی باعث ہوا کہ عرب جیسے سخت جاہل اور اعلیٰ درجہ کے مقلد فوراً سربسجود ہو گئے کہ اس صادق اور معتبر آدمی نے جو آجتک کوئی کتاب یا کوئی لیکچر ہمکو نہین دیا اور نہ کبھی ہمارے مذہبی اور رسمی معاملات مین مزاحم ہوا اور نہ کسی سے آجتک صحبت یا تعلیم پائی اب ایک بارگی ہمکو غیب کی خبرین دیتا اور حشر اور نشر سے ڈراتا ہے تو بیشک یہ وحی او رغیبی اسرار ہے کیونکہ اسکو جھوٹ بولتے یا لغو کام کرتے کبھی نہین دیکھا اور نہ سُنا جیسا کہ مولانا حالی نے ظاہر کیا ہے۔

یکایک[1] ہوئی غیرت حق کو حرکت	بڑھا جانب بوقبیس[2] ابر رحمت
ادا خاک بطحی[3] نے کی وہ ودیعت	چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

(۱) یعنی خدا کی رحمت کا دریا جوش مین آیا اور وہ اپنی مخلوق کو گمراہی اور ضلالت مین نہ دیکھ سکا۔ دوسرے مصرع مین جبل بوقبیس کیطرف ابر رحمت کے بڑھنے سے یہ مراد ہے کہ رحمت الٰہی عرب کی طرف متوجہ ہوئی تیسرے مصرع مین خاک بطحی سے مراد مکہ کی زمین اور ودیعت سے مراد آنحضرت صلعم کا وجود مسعود ہے جسکی شہادت انبیاء سابقین دیتے چلے آتے تھے۔

(۲) یہ پہاڑ مکہ سے جانب شرقی واقع ہے مکہ اُسکی نیچے عرب کیجانب آبادی" (۳) بطحائے مکہ ایک مقام مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے بطحا عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون"۔

(۴) آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام ہے (۵) آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیمؑ کی دُعا اور اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہون کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیسا کہ سورہ بقر کے رکوع ۱۵ مین مذکو

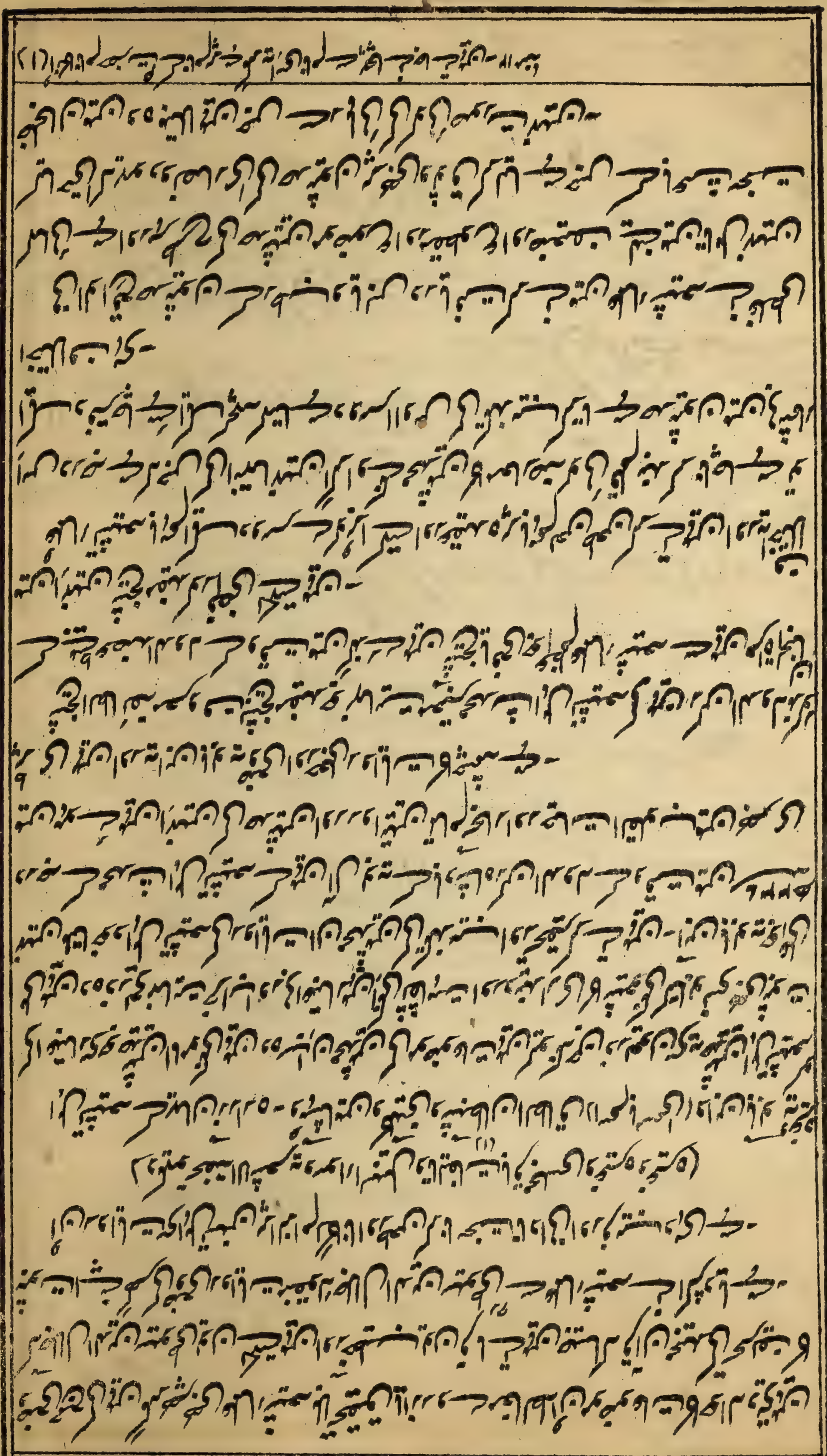
یہ عقیدہ اہل تشیعہ کا کیسا لغو اور بیہودہ ہے اور سب مذاہب سے نرالا اور عجیب کوئی بادشاہ وقت اگر اسی طرح سے اپنی رعایا کے نام حکم بھیجدے کہ ہمنے فلان شخص کو تمپر حاکم مقرر کر دیا ہے اور ہماری سلطنت کے کل آئین اور قوانین اوس کے پاس ہین۔ اُسکے حکم کی تعمیل کرو تمہارے قضیے دیوانی فوجداری کے وہی طے کریگا اور وہی خراج اور ٹیکس وغیرہ رعیت سے لیگا ایسے حاکم کو وہ بادشاہ کسی خاص جگہہ مین روپوش کر دے اور اس رعیت کو داد فریاد کرنیکا بار شاہی دربار مین کبھی نہین ملے تو فرمائیے کہ وہ رعیت اپنی داد کس سے پائے اور وہ ملک کیسے قایم رہ سکتا ہے ایسے بادشاہ کو لوگ دیوانہ اور ظالم کہین گی پھر ہم نہین جانتے کہ یہ انوکھا عقیدہ کس طرح سے ہمارے بھائی شیعون نے اپنے دل مین جما لیا ہے اور کیسے اس پردہ ایمان لائے ہوئے ہین کہ امام مہدی گیارہ سو برس ہی غار سُر من رآے مین غائب ہین اس مین شک نہین کہ اگر شیعہ یہ عقیدہ[1] نہ رکھین تو اونکا مذہب ہی درہم برہم ہوجائے مگر اس عقیدہ سے دین ہی باطل اور لغو ہوا جاتا ہے اسکی پرواہ نہین۔

اسکے واسطے جو مجتہد صاحب نے حیات القلوب کی جلد ۲ مین یہ مثال دی ہے کہ جیسے آفتاب ابر مین چھپا ہوتا ہے اسی طرح سے امام آخر الزمان کا وجود سمجھو۔

یہ ایک پرپوز مغالطہ اور طفل تسلی اور من سمجھوتے کی بات ہی جناب والا کو یہ خبر نہین کہ آفتاب کے ابر مین ہونے سے دن تو سب کو معلوم ہوتا ہے کوئی دن کو رات نہین سمجھتا جس کے سبب کاروائی دُنیا مین کوئی ہرج واقع نہین ہوتا آدمی تو آدمی شب پرک تک بھی جانتی ہے کہ آفتاب عالمتاب اب فلانے درجے اور نصف النہار مین ہے امام صاحب تو اپنے مشتاقین مخلص کو بھی درشن نہین دیتے اور کوئی مصلحت اس اخفا کی ظاہر نہین ہوتی اور نہ اہل تشیعہ تبلاتے ہین۔

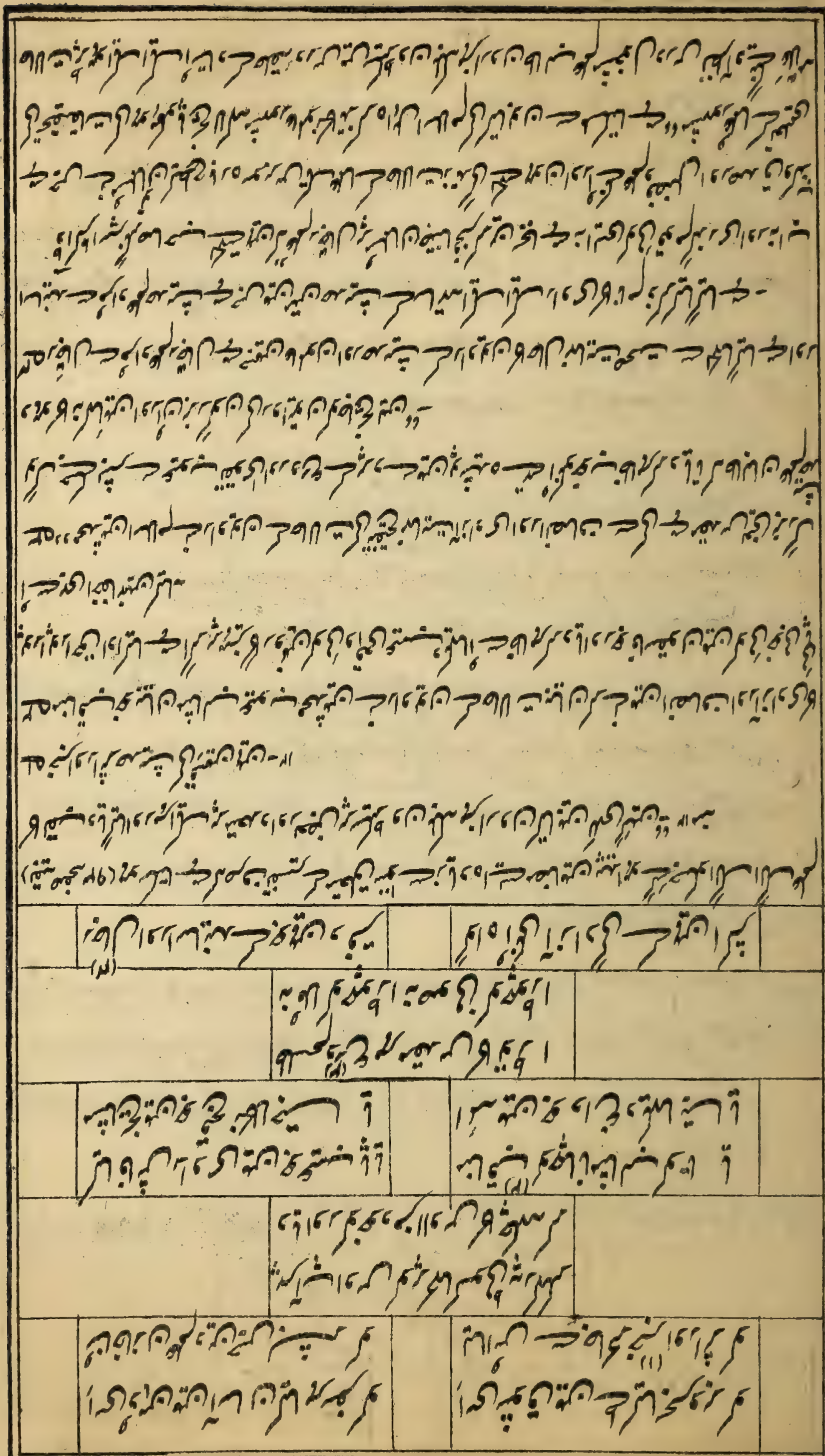
اگر یہ فرمائین کہ حضور علیہ السلام چالیس برس مثل دوسرے آدمیون کے رہے اور کچھہ بھی اظہار نبوت آپنے نہین کیا تو یہ بھی ویسا ہی مغالطہ ہے جیسا ملاجی نے آفتاب

(۱) شیعون کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ امام بلافصل ہین اونکے بعد گیارہ امام یکے بعد دیگرے حجت اللہ ہین اور زمین بدون امام کے خالی نہین رہیگی اور معرفت امام فرض اور اصول دین کا ہی اور اس زمانہ مین امام موجود نہین اسواسطے اپنا عقیدہ بحال رکھنے کیلئے اُنہون نے یہ مضمون طبعی ایجاد کیا کہ امام زمان غار مین روپوش ہین جو خلاف قیاس اور محال ہے



یہودی تہے یا عیسائی اپنی کتابون مین جمع کرلین اور جو صحیح اور درست خواہ متواتر تہین مگر مذہب
شیعہ کے خلاف معلوم ہوئین وُہ اُنکے نزدیک محض غلط اور موضوع سمجھی گئین۔

پہر لطف یہ ہے کہ بعض علما فرقہ اعلیٰ نے جو اسطرح کی تحقیقات کے واسطے بعض حدثین
غیر معتبر موضوعہ فرقہ بزرگ شیعہ کی اپنی بیاضون مین جمع کین تاکہ انکا رطب و یابس دریافت کرین
کہ وہ کہانتک پایہ اعتبار کا رکہتی ہین یا پایہ اعتبار سے ساقط ہین اور پہر اتفاق سے انکو فرصت نملی
جو انکا نتیجہ صحبت کا نکالتے یا عمر نے وفا نہ کی وہ ویسے ہی اُنکی بیاضون مین رہگئین تو اب
اُن احادیث کو فرقہ اعلیٰ کے واسطے استدلال پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ تمہارے فلانے محدث
نے یا فلانے عالم نے اپنی فلانی کتاب مین یہ لکہا ہے اور اس سے بے خبر ہین کہ وہ حدثین
سُنیون کے یہان کوئی وقعت نہین رکہتین اور وہ موضوعات او مرویات اہل تشیعہ سی ہین۔
چُنانچہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ جو عمدۃ المحدثین اور زبدۃ الموخرین اہل تسنن سے ہین رقم
فرماتے ہین کہ صاحب جامع الاصول نے نقل کیا ہے کہ خطیب نے جو متاخرین محدثین
اہل سُنت سے ہے شریف مُرتضیٰ سے جو اجلۂ علما رشیعہ مین سے ہے اور وہ علامۂ
رضی شیعی کا بہائی ہے شیعون کی حدثین اسی غرض سے نقل کین کہ بعد جمع و تالیف کی اُنمین
نظر کرین کہ اِن حدثیون کی کچہہ اصل بہی ہے یا نہین اور صاحب تحفہ یہ بہی تحریر فرماتے ہین
کہ جو محدث فرقہ اہل تسنن مین آخر مین ہوئے اُنہون نے جب دیکہا کہ پہلے محدث روایات
صحیحہ اور حسنہ کو خوب ضبط کر گئے جنکی چہان بین کی اب کوئی ضرورت نہین اور نہ اُنسے
زیادہ تحقیق کی گنجائش تو وہ اپنی حدیثون کی تالیف کی جانب مائل ہوئے کہ جو ضعیف
یا موضوع اور جعلی تہین یا غلطی سے کسی حدیث کی سند کسی مین لگ گئی تہی اسواسطے انکو
جمع کر کے نظر ثانی مین موضوعات کو حسان وغیرہ سے جُدا کرین لیکن بسبب قلت صحت فر
یا کوتاہی عمر کے وہ اس مہم کو سر نہ کر سکے وہ ویسے ہی رہگئین لیکن جو محدث اُنکے بعد پیدا
ہوئے اُنہون نے اُنکی بیاضون کو ملاحظہ فرما کر امتیاز کر دے چُنانچہ ابن جوزی نے
موضوعات کو جُدا کر دیا اور اُسکے مقابل حسان کو علیحدہ لکہدیا ایسے ہی سیوطی نے
تفسیر دُر منثور مین کیا اور خود اُن مُحدثون نے اپنی کتابون کے مُقدمون مین جو بطور بیاض
کے ہین اس حال کو اچہی طرحسے کہول کر لکہدیا ہے کہ ہمنے تحقیق کی غرض سے یہ حدثین



گویا دیکھنے اور برتنے والے حضرات ہین اور بلا واسطے وہ حدیثین انہون نے جناب رسول اللہ صلعم سے سُنی اور یاد کی ہین اور پھر پچاس برس تک اسی ایک طریقہ پر عملدرآمد رہا حتی کہ اُس طریق نبوی کی تمام دُنیا مین ایسی شہرت ہوگئی کہ جو کوئی غیر مذہب والا دائرہ اسلام مین آیا تو اُس نے بھی یہی طریقہ جسپر اعلیٰ فرقہ قایم ہے اختیار کیا اور ابتک بھی جو کوئی اسلام سے مشرف ہوتا ہے اسی دین کو اختیار کرتا ہے سب سے پہلے تمام دُنیا کی نگاہ اسلام کے نام سے اسی فرقہ پر پڑتی ہے اور اسی کو اور نیز اسکے عقائد کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

مُتعہ اور تقیہ کی نسبت اپنی ہی کتابین ملاحظہ فرمائیے کہ شیعون کے خیالات بھی اُنکی بابت کیسے ہین کوئی حرام اور کوئی حلال کہتا ہے۔

حال کے زمانہ کی کتاب حدتحقیق مُلاحظہ فرمائیے کہ اوسکے مصنف ذی جو خاص شیعہ مسلّم ہے براہ انصاف تمام کتاب مین کسی قدر مُتعہ کا بیان ہی صحیح لکھا ہے تقیہ کو ناجایز اور متاع کو سخت گناہ لکھتا ہے آگے کو عجب نہین کہ مثل ابن الحدید و ثعلبی کے اِسکو حضرات شیعہ مذہب امامیہ سے خارج کردین کیونکہ اسنے خلافت خلفاء ثلثہ کو بھی تسلیم کرلیا ہے۔

اہل تسنن نے حدیثون کی تحقیق اور تفتیش مین انتہا درجہ کی جانفشانی کی ہے جب علمار اسلام نے دیکھا کہ اب جھوٹی حدیثون کے بنانے اور اظہار کرنے کا رواج ہوگیا ہے اور بوجہ نفاق مذہبی لوگ وضعی حدیثین واسطے مطلب براری کے کہنے لگے ہین اسواسطے حق اور باطل مین تمیز کرنے کے واسطے اُنہون نے محدثین کی تحقیقات کی اور بعد تفتیش و تنقیح کے بالاتفاق ظاہر کردیا کہ یہ محدث معتبر اور متقی اور قابل قدر اور مُستند ہین ان کے سوا دوسرونکا اعتبار نہین کرنا چاہئے۔

خداوند تعالیٰ رحمت نازل کرے اُن علمار دین پر جنہون نے اپنی عالی ہمتی اور دینداری سے علم اسمار الرجال کو مرتب کیا کہ جس سے مذہب اسلام قایم اور برقرار رہا۔

اِس بیان کو ہماری قوم کے دل سوز اور ہمدرد مولانا حالی اسطرح ظاہر کرتے ہین۔

گروہ[1] ایک جویا تھا علم نبی کا	لگایا پتہ جسنے ہر مفتری کا

ے اس گروہ سے مُراد محدثین اسلام ہین جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بد حافظہ یا بھولنا

باطنی اور نورانی تعلیم سے منور کر دیا جس سے شیعہ قطعی محروم ہین۔

حضرات شیعہ جو یہ طعن کرتے ہین کہ ہمارے امام اہل بیت عظام سے اور سُنیون کے امام عامی اور بازاری لوگ ہین اسیواسطے مُلا باقر مجلسی نے اپنی تصانیف مین اہل تشیعہ کو خاص سے اور اہل تسنن کو عام کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور انارۃ البصار سے جسمین بہت سے انار ایسی ہی بارود کے بہرے ہوئے ہین یہ انر پاچھوڑی ہے کہ ادنی ادنی راویون کا اہل تسننؔ اعتبار کرتے ہین مگر تعجب کی بات ہے کہ ائمہ اطہار کا مُطلق اعتبار نہین کرتے (دیکھو جلد ۳ انارۃ البصائر) یہ خبر نہین ہے کہ جس حالت مین ان ائمہ کی عظمت ظاہری و باطنی کے اہل سُنت دل و جان سے قائل ہین پانچون وقت کی نماز مین انپر درود بہیجنا اُنکے یہان فرض او مسنون ہے اہل تصوف سے کوئی پوچھے کہ کیسے شیدائی اور فدائی ان ائمہ اہل بیت کے ہین پہر اُنکے فرمان کو کیسے وہ بے اعتبار اور قابل سند نہین سمجھ سکتے۔

اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ جو حدیثین اور رواتین شیعہ آئمہ کے حوالے سے درج کرتے ہین وہ انکی نہین ہین ابن بابویہ اور ہشامین وغیرہ کی طبع زاد ہین ورنہ اُنکے فرمان کو سُنی سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اور یہ اچھی طرح سے محققین اور اہل ثقہ کے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ یہ ہشامین اور ابن بابویہ وغیرہ مفتری اور کذاب تھے صدہا حدیثین اور رواتین انہون نے وضع کین اور ائمہ کے سر دہرین۔

ائمہ اہل بیت ہمیشہ اُنکی صورت اور عقیدہ سے بیزار رہے نہ انکو کبھی اپنی مصاحبت مین داخل فرمایا اور نہ زمرۂ مُریدان مین یہ درج رجسٹر ہوئے پہر کیسے اہل تسنن ایسی جعلی اور وضعی حدیثونکا اعتبار کر سکتے ہین جو چشم بصیرت رکہتے ہین۔

ایسے کذاب اور وضاع اگر خود جناب رسول اللہ صلعم کے حوالے سے بہی کوئی حدیث بیان کرین تو وہ بہی قابل یقین نہین ہو سکتے۔

اہل تشیعہ کو چاہیے کہ ان راویون کی ثقاہت اور ائمہ اطہار سے صحبت پانے اور اُنکے عقائد سے رضامند رہنے کا ثبوت پہلے پیش کرین اُسوقت اُنکی حدیثون اور رواتیون کو وقعت کی نگاہ سے دیکھین۔

[illegible]

۲ زنا جو اُم الجرائم ہے وہ اُنکی شریعت کا خاص مسئلہ۔
۳ دشنام دہی جو اُم الخبائث ہی وہ اُنکے مذہب کا رُکن اعظم۔
اہل تشیعہ نے خلفا ثلثہ کو چھوڑ کر ان ہر سہ اصُول شیطانی کو اُنکی ضد مین آکر اختیار فرمایا اوران اُصول سہ گانہ (تقیہ۔ متاع۔ تبرّا) نے مثل حرف غلط اُنکو دین اسلام کی لوح محفوظ سے القط اور حک اور محو کر دیا۔
یہی وہ اُصول ہین جسکے باعث اسلام تحقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور یہی اُصول ہین جنکا اہتمام اہل تشیعہ کے یہان سب عقائد سے زیادہ کیا جاتا ہے۔
انہین اصول نے مذہب شیعہ کو رواج دیا اور انہین اصول نے اُنکو اسلام سے خارج کیا۔
اِسی کے باعث اسلام ہین باہمی تلوار چلی اور اسی کے باعث ایک قوم دوسری قوم سے لڑی۔
اِسی سبب سے ایک مُسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو خونخوار نگاہ سے دیکھتا ہی اور اِسی وجہ سے ایک دوسرے کو رفضی اور خارجی پُکارتا ہے۔
جائے غور ہے کہ اِسی مُلک مین اہل ہنود کے بے شمار فرقے ہین لیکن آپس مین شادی غمی اور دیگر مذہبی رسوم کے ادا کرنے مین سب ایک ہوجاتے ہین اور اپنے مذہبی فرائض بلا شر و فساد کس اتفاق کے ساتھ بجالاتے ہین نہ اُنہین کوئی ایک دوسرے کے مذہب کی اہانت کرتا ہے نہ کسی کے پیشوا کو کوئی بُرا کہتا ہے نہ کوئی مناظرہ اور مباحثہ اُن ہین ہوتا ہے نہ مذہبی تنازعہ اور فساد راہ پاتا ہے۔
مختلف ہین مگر بالکل متفق۔ دُشمن ہین مگر سراسر دوست۔
اُنکے قومی مجمعُون اور مذہبی جلسون کو دیکھو کہ سب اتفاق اور فلاح قومی پر مبنی ہین جنمین فتنہ اور فساد کا نام تک نہین۔
ہمارے اِس فساد انگیز اور فتنہ پرداز طریقے اور اختلاف اور نفاق باہمی کو دیکھ کر وہ ہی ہمپر خندہ زن ہوتی ہین اور اسلام پر قہقہے اُڑاتے ہین جس سے اسلام کی خفت ہوتی ہے۔
اتفاق اور ہمدردی خاص اسلام کے اصُول تھے جس سے مسلمان کوسون دور ہوگئے

آخر اوروں کے مونہہ مین بھی توزبان ہے اور طرفتانی بہی تو دل و دماغ رکھتا ہے کروڑ ہا مسلمان اِن خلفا کو اپنا امام سمجھتے ہین ہم تو تہوڑے متعدد آدمی ہین جو اُنسے کبیدہ خاطر ہین اور پھیر فریق ثانی ہمارے پیشوا اور بزرگون کی نسبت ایک کلمہ بھی خلاف شان زبان سے نہین نکالتا ہم کس مونہہ سے اُنکے پیشواؤن کی توہین کرین۔

خیر مولوی صاحب کی اس گستاخی اور ہرزہ درائی کو ہم خدا کے حوالے کرتے ہین اسقدر لکھنے کی جو ہمنے جرات کی وہ نہ بغرض کسی کی دِل شکنی یا جواب دعوی کے بلکہ اس مراد سے کہ اس وارفتگی کے زمانہ مین جو ہمارے بھائی شیعہ آپے سے باہر ہو چلے ہین اور انتہا درجہ کی دِل آزاری اور برافروختگی کروڑون مسلمانون کی اپنی قلم اور زبان سے کرتی ہین متنبہ ہون کہ انجام اس تو تو مین مین کا یہ ہے کہ جیسا مولوی دلدار علی نے لکھا ویسا جواب سُنیون کی جانب سے پایا کیا اسلام کے نام کو بلند اور روشن کرنے والے ایسے لوگ ہو سکتے ہین اور کیا اونکو حامی اسلام اور مجتہد اور امام کہا جا سکتا ہے استغفر اللہ۔

زمانۂ حال کے نادانون نے جواُردو بھی نہین جانتے اپنی کتابون کے نام "سواء السبیل مودت الاسلام۔ تحفۃ الاشعریہ۔ حد تحقیق۔ انارۃ البصار وغیرہ وغیرہ مثل "برعکس نہند نام زنگی کافور" کی ایسی شایع کین کہ کسی مہذب شخص کا کام نہین جو ایسی مزخرفات کو دیکھے۔ یہ کتابین ان مولفون کی ناواقفیت اور تعصب کا برملا اظہار کر رہی ہین ہمکو کیا غرض کہ ہم ان کتابون کا حُسن و قبح ظاہر کرین ہمارا صرف یہ سوال ہے کہ اعلیٰ فرقہ کے علمانے جو دلائل اور براہین روشن آیات بینات سے اہل تشیعہ کے روبرو پیش کئے تو اونکو کیا فائدہ ہوا اور جو بزرگ فرقہ کے مجتہدین نے یہ ہزلیات شایع کی تو اونکو کیا صلہ ملا دونون کا مآل کار سوائے اسکے کہ نفاق مین زیادہ ترقی ہوئی اور جو آگ مُدت سے لگی ہوئی ہے اُس پر اور پھوس پڑ گیا اور کچھہ نظر نہین آتا۔

بے شک مناظرہ اور مباحثہ کوئی عیب نہین نہ کوئی گناہ ہے بلکہ علما کا زیور اور دین کی جلا ہے مگر اُسی حالت مین جبکہ تحقیق کی نظر فریقین کی ہو اور ہر ایک فریق تعصب اور جہالت سے پاک ہو اور منصف مزاج محقق اور عالم متبحر مناظر ہون نہ ایسے لوگ جنکو ابجد کے حرف کی تحقیق تک نہ ہو اور بڑے بڑے القاب نامناسب اپنے نامون کے ساتھ لگاتے ہون اور

[illegible]

اور سلطنت اُنکے ہاتھ آجائے تو اپس مین لڑمر کر سب معدوم ہو جائین یہ تعلیم ہمکو ہمارے علما اور فضلا نے دی ہے اُسی کے موافق ہم بولتے ہین۔

	در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند انچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم	

پس ہمارے لئے گورنمنٹ انگریزی رحمت حق ہے جس کی وفاداری ہمپر فرض ہے۔

اہل نظر بخوبی آگاہ ہین کہ جو آگ اُس یہودی نے اسلام کے خرمن مین لگائی تہی اُس سی وہ آگ لگی کہ لگتی ہی چلی گئی اور شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک اُسکے شعلے برابر مشتعل اور شعلہ زن رہے۔

تا وقتیکہ مسلمان اپنی عظیم سلطنت اور شاہنشاہی کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھے یہی حال رہا اور اِس مین بھی وہی شرارے جابجا اُٹھتے اور سُلگتے رہے کہ ایک فرقہ کے تہتّر فرقے ہو گئے۔(۱) اس ہر بونگ مین ہر ایک فریق نے اپنے مُفید مطلب کارروائی شروع کی حدثیین صدہا وضع کر دین رواتیین جہوٹی گھڑین کتابین اسلام کی بدلدین۔

چونکہ معرکہ آرائی اور جان و آبرو کا ہر دم ہنگامہ برپا تھا اور اسی پر فوج کے اجتماع اور انتشار کا مدار تھا تو پہر کیون کوئی کمی کرتا اور چند اشخاص ایسے اور پیدا ہو گئے جن مین ابن سبا کی روح پہونکی ہوئی تہی کوئی دقیقہ ان لوگون نے اسلام کے خراب اور برباد کرنے مین باقی نہین چہوڑا۔

سنہ ۶۱ ہجری مین **مُختار بن عبیدہ ثقفی** جسنے رسم ماتم عشرہ کی قایم کی اسلام کی در پردہ مُخالفت پر برانگیختہ ہوا اس نے بطمع سلطنت جعلی خطوط محمدؐ بن حنیفہ کی جانب سے اپنی نیابت کے لوگون کو دکہلا کر گرویدہ اور جمع کیا اور اپنے حُسن ظن اور کارروائی وقت کے لئے مسلمانون کی شیفتگی کا بڑا کام یہ کیا کہ حضرت **امام حُسینؓ** کا کینہ شامیون سے

(۱) اس تہتّر فرقہ کی حدیث کی صحت مین علما محققین کو کلام ہے جن حضرات نے اُس تعداد کو پورا کر کے دکھلایا ہے وہ یہ غور نہین کرتے کہ اُس شمار کے سوا اور زیادہ فریق اسلام مین ہوتے چلے جاتے ہین اگر وہ حدیث صحیح ہے تو اُس سے مدعا زیادتی اختلاف کا ہوگا کہ یہود و نصاریٰ کے فرقون سے بہی اسلام مین بہت اختلاف وقوع مین آیگا اور کثرت کی اظہار مین ایسا دستور ہی جیسے مولانا رومؒ نے فرمایا ہے۔ گر بگویم شرح آن بے حد شود۔ مثنوی ہفتاد تا گاغذ شود

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

	[illegible]	

[illegible]		[illegible]

	[illegible]	

[illegible]		[illegible]

	[illegible]	

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"ނިމުނީ"

اُنکا خیال ہے کہ اگر یہ رہنما اپنی قدیمی اور آبائی وضع اسلام کو ترک نہ کرتا اور جیسے وہ ہمیشہ سے پابند صوم صلوٰۃ رہا تھا اوسکو ہاتھ سے نہ دیتا اور مذہبی نکتہ چینی سے اپنی تیزی طبیعت کو روکتا اور جیسا اُسنے قوم کے لعن وطعن پر صبر کیا اسی طرح سے وہ مستقل مزاجی کے ساتھ تحمل کرتا تو قوم کبھی اُسکی جانب سے بدگمان نہ ہوتی اور جان ومال سے زیادہ وہ قوم کی نگاہ مین معزز اور عزیز ہوتا اور یہ دقتین جو اوسکو قومی فلاح اور اصلاح مین لاحق ہوئین ہرگز واقع نہ ہوتین مگر اوسنے سب سے اوّل لباس انگریزی زیب تن کیا اور دینی فرائض جو اسلام کے رُکن اعظم ہین اُنکو دفعۃً ترک کر دیا۔

قوم کے سامنے اپنی ہیئت اور وضع اُس متنفر طریقہ سے ظاہر کی جو قوم کے بالکل مخالف تھی اور اُسوقت قوم کے خیالات مین کوئی انقلاب نہین ہوا تھا پس دیکھتے ہی قوم کے کان کھڑے ہوگئے اور تنفر اور اجتناب بڑھتا چلا گیا اور اِس تبدیل وضع اور لباس سے یکبارگی تھلکہ پڑگیا۔

ہرچند وہ وضع اور لباس سچے اسلام کے خلاف نہ تھا لیکن چونکہ انگریزی عملداری کو تھوڑا ہی عرصہ ہُوا تھا اور مُسلمان اُس انگریزی طرز کو اپنے نزدیک ناز یبا اور مشابہت بکفار سمجھتے تھے حتیٰ کہ ہندوستان کی دیگر اقوام بھی انگریزون کی صحبت سے کنارہ کرتی تھین ہندوستان کے مسلمان جو ہندوؤن کی مجانست سے پابند رسم ورواج ہوگئے اونکو کیسے ناگوار نہ گذرتا۔

اِس وضع اور لباس سے نہ قوم خوش ہوئی اور نہ سرکار گورنمنٹ مین جو کچھہ اعزاز اور افتخار بڑھا وہ اُس کی کارگزاری اور خاندانی عزت سے نہ اِس لباس کی وجہ سے۔

حُکام انگریزی ہندوستانیون کے لئے اپنا لباس ہرگز پسند نہین کرتے وہ اونکو انگریزی وضع سے دیکھکر برافروختہ ہوتے اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ ہمارے ہمسر بننا چاہتے ہین یا ہماری نقل اُتارتے ہین وہ ہندوستانیون کو اُنہین کے دیسی لباس مین دیکھہ کر خوش ہوتے ہین نہ یورپین لباس مین۔

اسپر جو قوم کی جانب سے لے دے ہوئی تو اُس ریفارمر نے مذہبی گرفت اور انگریزی وضع کی حمایت شروع کر دی کہین تفسیر القرآن مین قسم قسم کی نکتہ چینی اور اسلاف کے خلاف اپنے خیالات ظاہر کئے اور کہین تہذیب الاخلاق سے قوم کو لتاڑ بتائی۔

اگرچہ ریفارمر کے خیال موجب اُس سے کسی قدر فائدہ بھی ہوا ہو مگر نقصان تو صریح ہُوا اور جو کام ایک سال مین انصرام پاتا اُسکی تکمیل مین قرن صرف ہوگئے اور وہ دقتین واقع ہوئین کہ ہمارے ریفارمر کا دل ہی جانتا ہوگا۔

کوشش و جہد سے ایک پیر جہاندیدہ کو
چمن قوم مین گو آئے نہین پہول و رپہل
ہونہار ان مین تمام آتے ہین اشجار نظر
آپ سمجھے نہین وہ کونسا ہے تازہ نہال
اِس سے مطلب ہے یہی کالج فرخندہ نہاد
کون ہے سید پاک اب یہ بتاؤن تم کو
یہ وہی پیر کہن ہے کہ جہان مین ہر جا
دیکھکر قوم کی وہ حالت زار و ابتر
کی دُعا رو کے خدایا کوئی تدبیر بتا
ہے یہی قوم کہ جسپر تھی عنایت تیری
ہے یہی قوم کہ تھی ماحی شرک و بدعت
ہے یہی قوم کہ جس پر تھی خدا کی رحمت
تھا اسی قوم پہ چھایا ہُوا ابر رحمت
ہے یہی قوم کہ تھی معدن علم و حکمت
جان کرتے تھے فدا بھائی مسلمانون پر
لیکن اب پاس نہین اُنکے رہی کچھہ نعمت
انکی حالت کو جہالت نے کیا زار و تباہ
ہے اکابر کو نہ اولاد کی تعلیم کا شوق
ہائے اولاد شریفون کی ہے بالکل ابتر
مُرغ اور لال لڑانے کی کسی کو دہت ہی
سفلہ پن اور شرارت تو ہے عادت اُنکی
شعر و اشعار کا چرچا ہی جہان جمع ہین دوست
دست گیری مری کر اب تو خدائے برتر
میری خواہش ہے کہ کالج کی مین ڈالون بنیاد

اُس کی شادابی کی اُمید ہوئی ہی قدرے
چند شاداب نئی پودی پر آئے ہین نکل
پر نہال ایک ولا تا ہی اُمید ین بڑہ کر
قرضی تشبیہہ نہ فرمائیگا اس کو جہال
سید پاک نے خود جسکی رکھی ہے بنیاد
قصۂ کالج کی بنا کا بھی سُناؤن تم کو
قوم کا عاشق دل دادہ لقب ہی جسکا
حُب اسلام سے مغموم ہوا اور مُضطر
باغ اسلام کسی طور سے ہو جس سی ہرا
سایہ افگن تھی اسی دین پہ رحمت تیری
ہے یہی قوم کہ پہیلائے تھی جسنے وحدت
دہر مین نام اسی کا تھا اسی کی شہرت
تھی اسی باغ کی پہیلی ہوئی ہر سو نکہت
اس سے ہی عہد وفا باندہ چکی تھی دولت
مال کرتے تھے نثار اپنا یہ مہمانون پر
عزت وجاہ نہ باقی ہے نہ علم و دولت
اُنپہ افلاس کا چھایا ہوا ہے ابر سیاہ
اور چھوٹون کو بزرگون کی نہ تعظیم کا شوق
اُنمین فن ہے نہ کوئی اور نہ ہی علم و ہُنر
کوئی عیاش ہے اور ہی کسی کو لت ہے
گرم اجلاف و اراذل سے ہی صحبت اُنکی
یا دہی زمد کا دیوان قلق کا واسوخت
کون ہے تیرے سوا قوم حزین کا یاد ر
تربیت جس مین کہ پائے شرفا کی اولاد

کہ یہ کتاب وہی ہے جو مشہور ہی۔
بہت سی کتابین ایسی ہی تالیف کر کے شایع کی ہین کہ اُنکے اوّل مین خطبے لگا دیئے ہین اور لکھدیا ہے کہ جو کچھہ ہم اسمین ظاہر کرتے ہین یہ آئمہ کے اسرار ہین اور باقی اسکے سوا جو ہمنے اپنی دیگر کتب مین لکھا ہے وہ از روئے تقیہ لکھا ہے جو قابل اعتبار نہین۔
اسی طرح کی ایک کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سرّ العالمین تصنیف کی ہے۔
زمخشری صاحب کشاف جو تفضیلی اور معتزلی ہے اور اخطب خوارزمی کہ زیدیہ غالی ہے اور ابن الحدید جسنے نہج البلاغت کی شرح لکھی ہے شیعہ معتزلہ ہے اور ہشام کلبی مفسر کہ تبرائیہ غالی ہے اور مسعودی مؤلف مروج الذہب اور ابو الفرج صاحب کتاب الاغانی اور ثعلبی وغیرہ مین سے ایک بھی سنت جماعت نہین ہے اہل تشیعہ اونکو اہل تسنن مین شمار کر کے اُنکے کلام سے سُنیون پر حجت پکڑتے ہین جو محض یا وہ گوئی اور نادانون کی فریب دہی ہے۔
یہ کتاب بنام مختصر امام مالکؒ کے نام سے تصنیف کر دی ہے جس مین مسائل متاع اور لواطت کی اباحت کے درج کر دیئے ہین حالانکہ امام مالکؒ کے نزدیک دونون حرام ہین اور دونون پر حد واجب ہے۔
اہل تشیعہ نے اعلیٰ فرقہ کی کتابین لے کر کہین اُنکا اختصار کیا اور کہین اونکی حدیثین اور روایتین تغیر تبدل کر کے اپنی کتابون مین درج کر دین اور جہان کہین کوئی مضمون مُفید مطلب اپنی جانب سے درج کرنا منظور ہوا اُسکو امامون کیجانب نسبت کر دیا۔
علی بن عیسیٰ اردبیلی نے اپنی کشف الغمہ مین اور ابن مطہر حلی نے منہج الکرامت اور نہج الحق اور کتاب الفین مین اس قسم کی بہت کارروائی کی ہے۔
ہشام اور زرارہ بن اعین بانی مبانی جھونٹی روایتون کے ہین جو ہر روایت کا ائمہؓ سے حوالہ دیتے ہین اور امام انپر لعنت اور نفرین بھیجتے ہین۔
یہ قدیمی عادت شیعون کی اس زمانہ روشنی مین بھی نہین چھوٹی شیخ احمد دیوبندی جو زندہ مشرب اور لامذہب شخص تھا اور بجز اُردو کے کسی قسم کی لیاقت وہ نہین رکھتا تھا جسکو راقم نے بمقام بڈہانہ ضلع مظفر نگر اچھی طرح سے دیکھا ہے وہ ماہ رمضان مین یہ علانیہ بحالت روزہ حقہ پیتے اور پان تماکو کھاتے تھے اور فرماتے کہ اس سے روزہ مین کیا نقصان عاید ہوتا ہے بعد مدت دراز اُنہون

چونکہ ہجرت سے چار سو برس کے بعد تک کوئی کتاب بزرگ فرقہ شیعہ کی تصنیف یا تالیف نہین ہوئی تہی اور مذہب شیعہ نے ظہور اسلام سے تقریباً پچاس برس بعد اور نواصب نے بھی انکے ساتھ ہی ساتھ حضرت امیر رض کی خلافت مین خروج کیا اس چار سو برس مین رات دن کی لڑائی اور ہنگامہ پردازی سے کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو امام اور کسی نے وصی اور کسی نے خدا اور کسی نے کچھہ اور کسی نے کچھہ قرار دیا جسکے باعث مختلف فرقے ہو گئے جو ابتک موجود ہین اہل تشیعہ نے چوتھی صدی ہجری مین غیر محدود اختلاف دیکھکر اپنے عقائد منضبط کرنے کیجانب توجہ کی اور سب سے پہلی کتابین کافی۔ تہذیب۔ استبصار۔ من لایحضر ہین انکے مصنف اور مولف اور راوی وغیرہ مین ابن بابویہ جو بڑا محدث اور نہایت معتبر اہل تشیعہ کا ہے رکن الدولہ شاہ ایران کے وقت مین ۳۳۶ہجری اور شیخ الطائفہ معروف بہ شیخ مفید اُس سے پیچھے رکن الدولہ کے بیٹے عضد الدولہ کے وقت مین اور محقق طوسی عہد چنگیزیہ مین پیدا ہوئے۔

ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان کو بلوانا اور اسلامی سلطنت بغداد کی بربادی کا باعث یہی طوسی ہے۔

پس جو مذہب چار سو برس تک حجاب مین رہا ہو اور انقلاب کی یہ حالت کہ جنم لیتے ہی بیسون فرقے ادسکے غالیہ۔ سبائیہ۔ مختاریہ۔ قرمطیہ۔ امامیہ۔ اثنا عشریہ۔ تفضیلیہ۔ باطنیہ۔ زیدیہ۔ جارودیہ۔ تبرائیہ۔ مبارکیہ وغیرہ وغیرہ کے لقب سے نامزد ہو گئے ہون اور پھر اُنکے عقائد گھٹ کیطرح رنگ بدلتے رہے ہون اور آج کوئی کتاب مستند اور معتبر اُس مذہب مین ایسی نہین پائی جاتی جسپر آئمہ کی تحریر یا تصدیق ہو جو ہے بالواسطہ درمیانی آدمیون کی لکھی ہوئی اور وضع کی ہوئی اور اُن سے ہی روایات ایک عرصہ کے بعد جمع کی ہوئی ہین۔

ایک دراز زمانہ تک یہ مذہب پردون مین دلون کے پوشیدہ اور مخفی رہا ۳۲۱ہجری مین آل بابویہ کے بادشاہون کے وقت مین جسکا پہلا بادشاہ عماد الدولہ تھا اور اُسکے آبا و اجداد چڑی مار تھے مگر وہ اپنے کو سید کہلاتا تھا خلیفہ بغداد مقتدر عباسی کے وقت مین خراسان۔ عراق۔ دیلم۔ ممالک محروسہ اسلامیہ مین غلبہ پاکر بادشاہ ہو گیا تھا اس

[illegible]

حیرت کا مقام ہے کہ رعیت تو اپنی رضامندی اور خوشی سے ایک کو بادشاہ بناوین اور دوسرے لوگ جنکو اونکے فرمان سے کوئی تعلق نہین اُس مین ردّ و مدح کرین۔
بنی ہاشم جنکی خاطر آپ جھگڑتے اور لڑتے اور مرتے ہین خلفا کی بیعت کرین اور آخری وقت تک اُنکی عظمت اور وقار اور برگزیدگی کا اعلانیہ اظہار کرین اور آپ اُنسے نفرت رکھین اور ہر دم لعن و طعن اُنپر کرین اِسکو ہرگز ائمہ اہل بیت کے عقیدہ کے خلاف نہ سمجھین۔
ہمارے بھائی شیعون کو اُس پیر صغانی نے سخت مغالطہ دیا ہے کہ سب انبیا کی وارث ہوتے آئے ہین اور نبوت ایک ہی خاندان مین قدیم سے رہی ہے اور نبوت ہی امامت ہے جسکے مستحق وہی ہین جو خاندان نبوت سے ہین اور امامت مثل نبوت کے دوسرا اصول اسلام کا ہے بلکہ امامت اصل ہے اور نبوت اُسکی فرع - اور یہ خلافت نہ تھی بلکہ امامت تھی جسکے سزاوار اہل بیت تھے اس اجماع نے قانون الٰہی کے خلاف حضرت ابو بکرؓ کو امام بنایا جن کی امامت از روے شریعت کسیطرح قابل تسلیم نہین۔
گو خلافت بلافصل گئی یا بعد مین امامون نے مجبور ہو کر اُس کی قار غلطی کر دی مگر امامت جو اصول دین ہے وہ اُنسے کسی حال مین علیحدہ نہین ہے اسواسطے ہم اُن کو امام دین سمجھتے ہین۔
ظاہرا یہ دلیل دلچسپ اور پسندیدہ معلوم ہوتی ہے اور یہ ہی پیچ سخت پیچیدہ ہے جس مین سے نکلنا محال ہو رہا ہے یہی بنا مخالفت ایسے وقت کی رکھی ہوئی ہے کہ اس روئین سدّ کو امام مہدی علیہ السلام ہی توڑین تو ٹوٹے ورنہ ہرگز اسکے شکست ہونے کی اُمید نہین ہے۔
کاش اس عقیدہ پر اہل تشیعہ قایم رہتے اور بجائے حضرت علیؓ کی جناب خاتون زہراؓ کی خلافت کے واسطے تنازعہ کرتے کیونکہ وُہ نبی زادی تہین اونکے ہوتے کوئی دوسرا اس عقیدہ کے موافق مستحق خلافت نہین ہو سکتا تھا غضب تو یہ ہے کہ وہ حضرت خاتونؓ کی خلافت کا تو ذکر تک زبان پر نہین لاتے اور حضرت علیؓ جو عم زاد برادر اور داماد پیغمبر علیہ السلام ہین اُنکے واسطے جھگڑتے ہین۔
اتنا نہین سمجھتے کہ یہ خلافت صدیقہ نہ بزور شمشیر ہوئی نہ کسی مکر اور حیلہ سے کارروائی کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

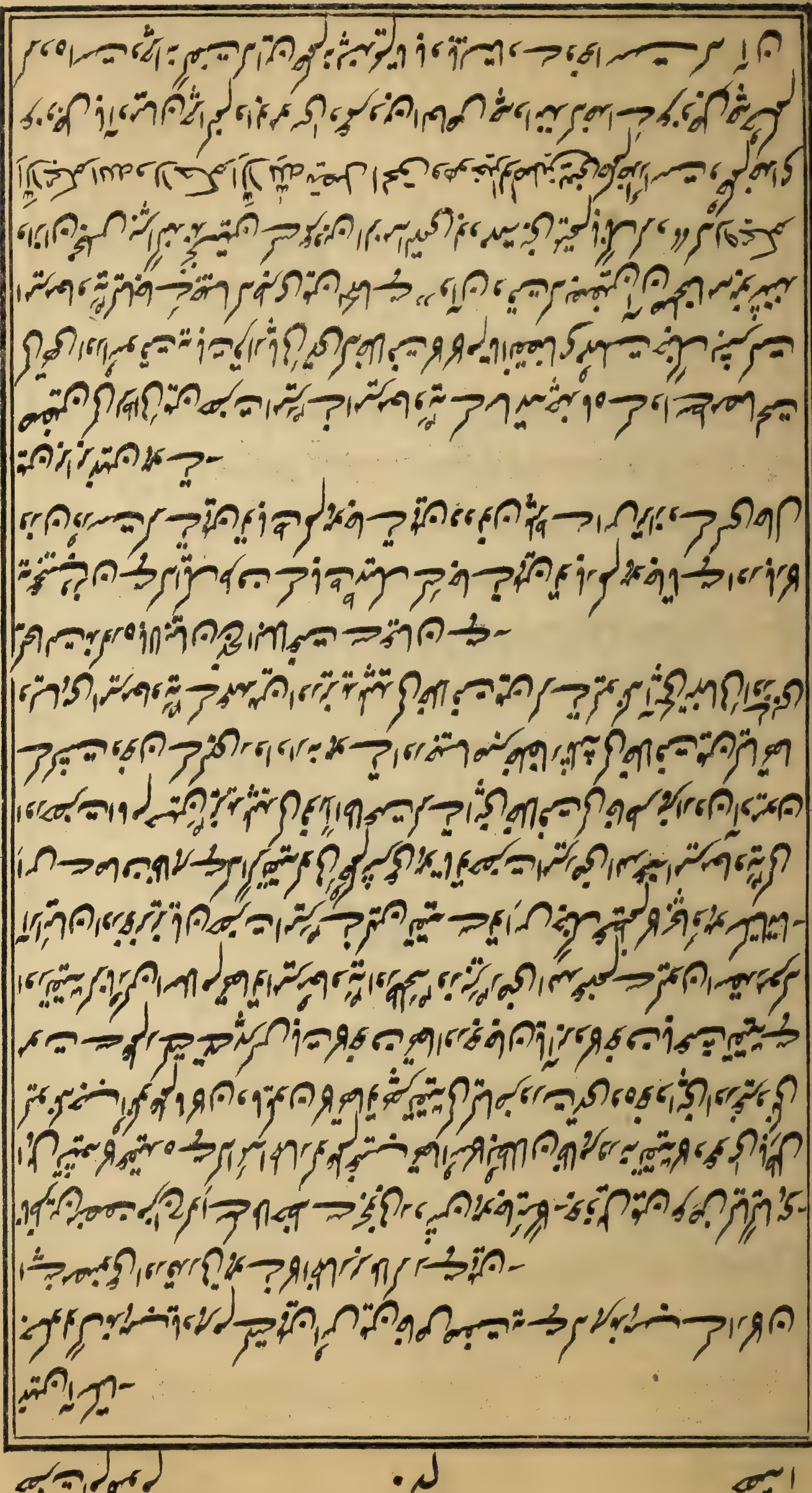
حالانکہ نہ کوئی خوف کا اسباب تھا اور نہ امید طمع۔
وہان صفین کی لڑائی ذرا سی مہلت جنگ پر کیسی چھڑ گئی اور کیا کچھہ ہنگامہ برپا ہوا کہ حضرت امیرؓ جنکو غدر اٹھا کر اور خونریزی کر کے امام بنایا تھا ہر چند او نکے دبانے اور فرو کرنے کے درپے ہوئے مگر اُن لوگون نے ایک نہ سُنی اور خود حضرت امیر المومنین رضؓ سے لڑائیان کین اور جان لے کر پیچھا چھوڑا جنکے فرمان بردار اور رفیق جان نثار تھے۔
بس یہ خلافت صدیقہ اپنی صداقت کا برملا شہادت دے رہی ہے یہی غور کرنے اور فکر کرنے کی بات ہے اور اسی پر جملہ امور کا خاتمہ ہے۔
مقصود اس مورخ کا یہ ہے کہ ناظرین گمان کرین کہ خلافت شیخین کی از روے نص نہین تھی جو انصار نے اپنی خلافت کا منصوبہ کیا تھا نہ انکا درجہ صحابہؓ مین اوّل نمبر کا تھا یعنی صدیقیت کے سبب یہ خلافت آپکو نہین ملی بلکہ جبراً قابض اور متصرف ہو گئے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو کسی قسم کی قوت نہین تھی نہ وہ دولت مند اور صاحب زور تھے نہ ایسے قرابتی اور حمایتی بکثرت رکھتے تھے پھر کس شان وشوکت کے سبب صحابہؓ نے سکوت کیا اور خوف کے باعث حق کے اظہار سے یک قلم اغماض کیا۔
ایک ضعیف اور لاغر آدمی سے جو بقول حضرات شیعہ جہاد مین سے بھاگ بھاگ جایا کرتا تھا اور نہ عالم تھا اور نہ شہزور سب کے سب خائف ہو گئے تو ایسے بزدلون نے فارس اور روم کے دلاورون کو جنکا لوہا تمام دُنیا مانے ہوئے تھی کیسے مار کر تہس نہس کر دیا اور لاکھون فوجون کے دَلون کا کیڑی کے دَل کی برابر بھی خیال نہین کیا۔
جو اختلاف انصار کا یہ مورخ لکھتا ہے ہمکو اس سے بھی قطعی اختلاف ہی۔
اوّل تو ہم یہ کہتے ہین کہ ان مہاجرین نے ہی اپنی محنت کا ثمرہ کیا اُٹھایا تھا غنیمت جس قدر آنحضرت صلعم کے زمانہ مین آتی تھی وہ سب تقسیم ہو جاتی تھی ایکیلے مہاجرین کو نہین دی جاتی تہی ابھی تک تو مفلسی اور تونگری مین دو نون فریق برابر تھے بلکہ انصار کی حالت بسبب شہری ہونے کے مُہاجرین سے اچھی تھی ایسا کلمہ اوسوقت کہا کرتے ہین جب طرفثانی کو بہرہ مند ہوتے ہوئے عرصہ گذر جاتا ہے ابھی تک تو سب صحابہؓ کیا مہاجر اور کیا انصار بے اختیار تھے اور پہلے ہی خلافت تھی پھر وہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ اگرچہ ہمکو

گویند کہ بعد از شش ماہ بیعت کرد (یہ تضع ہے) وآن روز چون بشب رسید کسے نماندہ بود از مہاجر و انصار الا کہ با ابو بکر رضی اللہ عنہ بیعت کردند و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان نہادہ بود تا روز دیگر و کسے بواسطہ بیعت کردن بآن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نپرداخت روز دیگر عمر ابو بکر را رضی اللہ عنہما بہ مسجد درآورد و ابو بکر رضی اللہ عنہ بمنبر برآمد و عمر رضی اللہ عنہ فروتر بایستاد پس ابو بکر رضی اللہ عنہ حمد خدائے تعالیٰ جل وعلیٰ بگفت و درود بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد و گفت اے مسلمانان من این کار را بدین پذیرفتم کہ خون ریختن و داوری و زخم شمشیر

سا دیگر مورخ اسلامی وغیر اسلامی اس خلافت کا حال اسطرح رقم فرماتے ہین "کہ جب سرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی سب صحابہ انصار و مہاجرین نے بنی ساعدہ کے چھتے مین جمع ہو کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق امام بنایا اور سب نے اور علی رضی اللہ عنہ نے علی رؤس الاشہاد اُنسے بیعت کی" (دیکھو مدارج النبوۃ وحبیب السیر و تاریخ عرب حال وفات سرور کائنات)

یہ مورخ جو یہ لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ نے چالیس روز کے بعد اور بقول بعض چھ مہینے بعد بیعت کی یہہ محض غلط اور سب کے خلاف ہی یہ جملہ "کہ خون ریختن الخ، اپنے عقیدہ کی تائید کی غرض سے لکھتا ہی جو ایجاد بندہ ہے تاریخ کے مبصر جانتے ہین کہ جو اقوام شائستگی اور تہذیب مین کمال کو پہونچی ہین اُنہون نے جمہوری سلطنت کو اختیار کیا ہے اور سلطنت کے آئین مین کوئی استحقاق کسی خاندان کا تسلیم نہین کیا جسکو مدبران ملک نے لائق سلطنت اور قابل حکومت سمجھا اور از روی مشورہ اُسپر اتفاق ہو گیا اُسی کو اپنا بادشاہ بنایا اور تخت و تاج اوسکو سپرد کر کے سب اُسی کے زیر فرمان ہو گئے یونان۔ اٹلی مین صدہا سال جمہوری سلطنت رہی ہے اور اب فرانس اور امریکا مین اسی قسم کی سلطنت ہی اور زمانہ حال مین اہل یورپ کے مہذب اور شائستہ لوگون کے یہی خیالات ہین نہلسٹ وہی لوگ ہین جو ایسے ہی پنچایتی کی سلطنت چاہتے ہین اور اسی بنا پر اُنہون نے زار روس کو توپ سے اُڑا دیا اور اوسکے جانشین کی جان لینے کی فکر مین ہین اور ملکہ قیصر ہند پر بھی بہت سے حملے کر چکے ہین۔

یہی طریقہ اصحاب کبار نے اختیار کیا جسکو اہل تشیع خلافت غصب کرنا کہتے ہین یہ اعلیٰ درجہ کا انصاف اور شائستہ خیال تھا جسپر صحابہؓ نے عمل کیا اُنہین سے کسی نے اپنی اولاد کو اپنا جانشین نہین کیا اجماع اور مشورہ سے جسکو اہل الرائے نے لایق اور قابل سلطنت تسلیم کیا اُسی کو مسند خلافت پر بٹھا دیا خلیفہ کا کوئی حق سلطنت مین نہین سمجھا جاتا تھا مثل عام مسلمانون کے اُنکے حقوق تھے اور وہ ایک محافظ اور وصی



جناب ام کلثوم کا انتقال ہوا اور مان بیٹے کا جنازہ ایک ساتھ نکلا حضرت امام حسینؑ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑہی اور اُنکو دفن کیا۔

جن لوگون کو زمانہ حال مین بوجہ نا واقفیت یا جہالت کے یہ دہوکا ہوا ہے کہ جناب اُم کلثوم کا عقد حضرت عمرؓ سے نہین ہوا اور ہوا تو وصال نہین ہوا وہ اپنی کتب سیر و احادیث ائمہ کو ملاحظہ فرماوین طبری مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف مین لکہا ہے کہ "بمدینہ چہار زن کردیکے اُم حکم و دیگرے جمیلہ و دیگرے اُم کلثومؓ دُختر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ از فاطمہ رضی اللہ عنہا چہارم عاتکہ بنت زید" یروی ابن الحدید شارح نہج البلاغت فی قصہ تزویج ام کلثوم فجاء عمر الی المجلس المہاجرین بالروضۃ وقال اِنئونی افرئنی قالوا ماذا یا امیر المؤمنین قال تزوجت ام کلثوم بنت **علی ابن ابی طالب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یعنی ابن الحدید شارح نہج البلاغت حضرت اُم کلثوم کے نکاح کے بارہ مین لکہتا ہے کہ مہاجرین روضہ منورہ مین بیٹھے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھکو مبارکباد دو واسپر سب نے کہا کہ کیا ہے اے امیر المومنین تو آپنے فرمایا کہ مینے ام کلثوم دُختر علی ابن ابی طالب سے نکاح کیا ہے۔

کلینی "سئل الامام محمدؒ بن علی الباقر عن تزویجہا فقال لولا انہ راہ اھلا لما کان یزوجھا اباہ وکانت اشرف نساء العالمین جدھا رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم واخوھا الحسن والحسین علیہما السلام سیدا لشباب اھل الجنۃ وابو ھا علی ذوالشرف والمنقبۃ فی الاسلام وامّھا فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجدتھا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہ یعنی امام باقرؒ سے حضرت اُم کلثوم کے نکاح کی حضرت عمرؓ کے ساتھ وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ جو حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کو لایق نہ سمجھتے تو ہرگز اُم کلثوم کو نہ بیاہتے وہ تمام جہان کی عورتون سے شرف والی تہین نانا اونکا پیغمبر صلعم بہائی اونکے حسنین جوانان بہشت کے سردار باپ اونکے حضرت علی صاحب شرف ومنقبت مان اُنکی حضرت فاطمہ سیدالنسا آنحضرت کی صاحبزادی اور نانی اونکی جناب خدیجۃ الکبریٰ خویلد کی بیٹی رضی اللہ عنہا۔

اسلام وہ قدرتی اور خدائی کُہلا ہوا مذہب ہے کہ اگر آدمی کو خدا ہدایت دے تو وہ آپ اُسکے اصول اُسکے فروع کو اپنی عقل سے دریافت کرسکتا ہے اور وہ کسی کے دام فریب مین

تمہارا حال ہے۔
تم مین سے جب کسی کو لڑائی کے لئے بُلایا جاتا ہے تو وہ کمزوری اور ناطاقتی ظاہر کرتا ہوا باہر آتا ہے گویا کہ اوسکو موت کیطرف لئے جاتے ہین اور تم سب دیکھتے ہو۔
علّامہ رضی نے نہج البلاغت مین اور دیگر امامیہ نے اپنی کتابون مین اس قسم کے بہت سے خطبے جمع کئے ہین۔
علی بن موسیٰ بن محمد بن الحسن طوسی جنکو علمار شیعہ شیخ الطائفہ کہتے ہین یون فرماتے ہین "ان امیر المؤمنین کان یدعوا لناس علیٰ منبر الکوفۃ الیٰ اقتال البغاۃ فما اجابہ الا رجلان فتنفس الصعداء وقال این یقعان" واقعی امیر المومنین باغیون کی لڑائی کے لئے کوفہ کے منبر پر لوگون کو بُلاتے تھے مگر کسی نے سوائے دو آدمیون کے قبول نہین کیا پس آپنے حسرت اور افسوس کے ساتھ آہ سرد کی اور فرمایا کہ دو آدمی کہان رکھے جائین۔
اب ہماری عرض اپنے بھائی مسلمانون کیخدمت مین یہ ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جو دعویٰ رفاقت اور محبت اہل بیت کا کرتے تھے اور خاص زمرۂ ملازمان بارگاہ حضرت امیرؑ مین شرفیاب تھے اور جنہون نے عبداللہ بن سبا کی مُغالطہ دہی سے سلطنت اسلام کو درہم برہم کر دیا تھا یا یون کہو کہ خلافت مغصوبہ نہایت آزادی اور دلیری سے غاصبون سے چھینکر حق دار کو دلائی تھی اور اسوقت تک جو اس رمز کو کسی نے نہین سمجھا تھا اور ہزارون لاکھون آدمی اُسی کجی مین گزرتے چلے گئے تھے اُس رمز الٰہی کو انہون نے سمجھا اور اصل راستہ اسلام کا انہون نے ہی دریافت کیا جسکا آجتک کسی کو سوائے اہل بیت عظام کے نشان بھی نہین ملا تھا۔
انہین کی نسبت حضرت امیرؓ عالی مقام جابجا نافرمانی کی شکایت اور ترک دین مخالفت خدا اور سول کا اظہار اور بد دعا اور لعنت فرما رہے ہین اور یہ پہلے قرن کے لوگ ہین جو امام الائمہ کی رفاقت مین دعویٰ جان نثاری اہل بیت کا کرتے تھے یا کوئی دوسرے مسلمان ہین جو امیر معاویہؓ کے یا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کیجانب دار تھے۔
تاریخون سے قطع نظر کرکے جو یہ خیال کیا جائے کہ یہ وہ لوگ تھے جو امیر رضی اللہ عنہ سے باغی ہو گئے تھے یا خارجی تھے تو پھر حضرت امیرؓ کے گروہ کے لوگ کہان تھے

لیکن جن کا کوئی حکم نہ مانے اُس کی تدبیر سے کیا کام چل سکتا ہے۔
پھر ایک اور خطبہ مین فرماتے ہین "ایھا الناس المجتمعۃ ابدانھم المختلفۃ اھواءھم کلامکم یوھی الصم الصلاب وفعلکم یطمع فیکم الاعداء تقولون فی المجالس کیت وکیت فاذا حضر القتال قلتم حیدی حیاد ما عزت دعوۃ من دعاکم ولا استراح قلب من قاساکم اعالیل باضالیل دفاع ذی الدین المطول" اے گروہ جمع ہونیوالے بدنہا اور مختلف جانے والے خواہشون مین! تمہاری بات پتھر سخت کو سست کرتی ہے اور تمہارے اعمال سے دشمن خواہش مند تمہاری گرفتاری کے زیادہ ہوتے ہین محفل مین بیٹھکر تم بڑی لنترانیان مارتے ہو اور لڑائی کے وقت بھو چکے اور بھولے بھٹکے ہوجاتے ہو۔ جسنے تمکو اپنے ساتھ لیا وہ ریاست کبھی قوت نہین پکڑ سکتی اور اُس دل کو کبھی آرام نہین ملسکتا جس نے تمہاری طرف میل کیا سب عذر تمہارے دہوکے کے ہین جیسے قرضخواہ اپنے مطلب کے لئے کیا کرتا ہے۔
یہ حال دعویداران محبت اہل بیت اور تابعان علی رضی اللہ عنہ کا تھا لہ خاص الخاص امام الائمہ کی اطاعت اور فرمانبرداری اس اخلاص اور جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے۔
اُسی بزرگ فرقہ کے مجتہد یحیی بن حمزہ زیدی اپنی کتاب اطواق الحمامہ فی مباحث الامامیہ مین لکھتے ہین "عن سوید بن غفلۃ انہ قال مررت بقوم ینتقصون ابابکرؓ و عمرؓ فاخبرت علیا وقلت لولا انھم یرون تضمر ما اعلنوا ما اخبروا علی ذالک منھم عبداللہ ابن سبا وکان اول ما اظھر ذالک فقال علیؑ اعوذ باللہ رحمھما اللہ ثم نھض واخذ بیدی وادخلنی المسجد فصعد المنبر ثم قبض علیؑ لحیتہ وھی بیضاء فجعلت دموعہ تتجاوز علی لحیتہ وجعل البقاع حتی اجتمع الناس ثم خطب فقال مابال اقوام یذکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووزیریہ وصاحبیہ وسیدی قریش وابوی المسلمین وانا بریٔ مما یذکرون وعلیہ معاقب صحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجد والوفاء والجد فی امر اللہ یامران وینھیان ویقضیان ویعاقبان لا یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرایھما رایا ولا یحب کحبھما حبا لما یری من عزمھما فی امر اللہ فقبض وھو عنھما راض والمسلمون راضون فما تجاوزا فی امرھما وسیرتھما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ فی حیاتہ وبعد فقبضا علی ذالک رحمھما اللہ ھو الذی فلق الحبۃ وبرا النسمۃ لا یحبھما الا مومن فاضل ولا یبغضھما

امہلنا ینسلخ عن الحر و اذا امرتکم بالسیر الیہم شتاءً قلتم ھذہ صارۃ القر امہلنا ینسلخ عن البرد وکل ھذا فرار من الحر و القر فان انتم من الحر والقر تفرون فانتم واللہ من السیف افر یا اشباہ الرجال ولا رجال حلوم الاطفال وعقول ربات الحجال لوددت انی لم ارکم ولم اعرفکم معرفۃ قاتلکم اللہ لقد ملأتم قلبی قیحًا وشحنتم صدری غیظًا وجرعتمونی نغب التھمام انفاسًا فاسدتم علی رائی بالخذلان والعصیان حتی قالت قریش ان ابن ابی طالب رجل شجاع ولکن لا علم لہ بالحرب للہ ابوھم وھل احد منھم اشد لھا مراسا واقدم فیھا مقامًا منی لقد نہضت فیھا وما بلغت العشرین وھا انا ذا قد ذرفت علی الستین ولکن لا رای لمن لا یطاع۔"

یعنی بخدا کہ دل کو مُردہ کرتا ہے اور کہنچکر فکر کو لاتا ہے جو کچھہ مین دیکھتا ہون اُس گروہ کی غلطی کے اجتماع پر اور تم لوگون کی پراگندگی سے اپنے حق مین۔

پس مارے جاؤ تم اور بُرا ہو تمہارا حال۔ جیسے کہ تم تیرون کے نشانے ہو گئے ہو۔ تم پر تاخت کرتے ہین اور تم تاخت نہین کرتے جہاد تمپر ہوتا ہے اور تم جہاد نہین کرتے اور خدا کی نافرمانی کرتے ہو اور خوش ہوتے ہو۔ جب مین تمکو حکم دشمنون پر تاخت کرنے کا گرمی مین دیتا ہون تو تم کہتے ہو کہ اسوقت گرمی زیادہ پڑتی ہے ہمکو مہلت دو تاکہ سردی ہو جاوے اور جو سردی مین حکم دیتا ہون تو سردی کا بہانہ کرتے ہو۔ پھر جیسے تم گرمی اور سردی سے بھاگتے ہو اسی طرح خدا کی قسم تلوار سے زیادہ بھاگتے ہو۔

اِسے مردون کی صورتون کے نامردو اور بچون کی سمجھہ والو عورتون کے زیور پہن لو مین آرزو کرتا ہون کہ تم کو نہ دیکھون اور ذرا بھی نہ پہچانون تمکو خدا کی پھٹکار ہو کہ تم نے میرا دل رلادے اور سینہ غصہ سے بھر دیا اور دمبدم میرا فکر ہر طرف سے بڑھا دیا اور اپنی روگردانی اور میری نافرمانی سے میری تمام تدبیرین تمنے خراب کر دین تاکہ لوگ یون کہین کہ ابو طالب کا بیٹا مرد شجاع ہے لیکن قاعدۂ جنگ خدا سے اُسے واقفیت نہین ہے۔ خدا تمکو رُسوا کرے آیا کوئی ہے جو مجھہ سے زیادہ جنگ آزمودہ ہوا اور لڑائی مین مجھہ سے برتر رہا ہو مین تو لڑائی کے میدان مین اوسوقت آیا ہون کہ میری عمر بیس برس کی بھی نہین تھی اور اب مین ساٹھہ برس سے بھی گذر گیا ہون

راستہ نہین ملتا۔
فریمیسن(۱) اور کوکی(۲) تیری پہونک کے سامنے ہیچ ہین کیونکہ اُنکا حال پردہ مین ہے اور تیری کوک علانیہ "جادو وہ جو سر پہ چڑہ کے بولے"۔
ایک پہونک نے دیکھو کیا اثر کیا کہ جس سے اسلام کا قصر عالی جابجا سے مسمار اور بدنما ہو گیا جب اُس فسون ساز عیار نے دیکھا کہ اب مسلمانون مین باہمی تلوار چلنی شروع ہو گئی جسکا سلسلہ اب ختم نہین ہو گا تب دین کے برباد اور غارت کرنے کی فکر دوسری طرح کی یعنی الہیات نبوت مین قسم قسم کی بداعتقادیان ظاہر کر دین۔
چونکہ اوس کے کلام مین جادو کا اثر تھا اور پھر اپنی کامیابی اور فریب دہی کا اثر حیرت انگیز مشاہدہ کر چکا تھا کہ ایک چال مین اتنی بڑی سلطنت کا کارخانہ اُسنے کیسا درہم برہم کر دیا اصول دین سے کیون غافل رہتا اور اب تو ہزارہا آدمی اُسکے طریقہ مین داخل اور مُرید باخلاص تھے اور ایک بڑے شہنشاہ اور افضل امام کی ظل حمایت مین اُسنے اپنے کو مشہور کر رکھا تھا ابھی تک تو اُسنے یہی ذہنشین کیا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ زیادہ تر مستحق خلافت ہین آب اُسنے یہ شُرہ چھوڑا کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت باطل تہی اور حضرت امیر علیہ السلام کی حق تلفی کر کے فریب کے ساتھ خلفا نے یہ خلافت اپنے قبضہ مین کر لی تہی اور وہ خلفاء جور تھے اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ شیخین رض کو لوگ بُرا کہنے لگے جسکا حال اسلام کے اُسی بزرگ فرقے شیعہ کی کتاب نہج البلاغت مین اسطرح رقم پذیر ہے۔
خطبہ حضرت امیر رض جو کوفہ مین آپنے اپنے ہمراہیون کے روبرو پڑہا۔
"واللہ یُمیت القلب ویجلب الہم ماتری من اجتماع ھؤلاء علی باطلھم وتفرقکم عن حقکم فقبحاً لکم وترحاً حین صرتم غرضاً یرمی یغار علیکم ولا تغیرون وتغزون ولا تغزون ویعصی اللہ وترضون فاذا امرتکم بالسیر الیھم فی ایام الحر قلتم ھذہ حمارۃ القیظ

(۱) فریمیسن یا فرامشن ایک طریقہ فی زمانہ یورُپ مین ہے جسکو اُس طریقہ مین لیا جاتا ہے اُس کے کان مین کچھ انچہر پہونک دیتے ہین جنکو وہ کسی دوسرے پر افشا نہین کر سکتا اور اُس طریقہ کا پابند ہو جاتا ہے
(۲) کوکی۔ پنجاب مین ایک فرقہ ۱۸۷۱ء مین ہوا تھا یہ سکھ تھے اونکے گرو نے جہان کان مین کوکا اور تابع ہوا سرکار انگریزی نے معاً اس فرقہ کا استیصال کر دیا۔

فی الاصل کچھ ضرورت وحاجت ہمین نہین — پر ہائے غور کرنے کی عادت ہمین نہین

ہم دیکھتے نہین کبھی غائر نگاہ سے
سُنتے نہین ہین بات کوئی انتباہ سے

غفلت گراہی ہے یہ ساری شرارتین — بنوا رہی ہے بیٹے کو پلی عمارتین
اللہ رے دلیریان پل بے جسارتین — دُنیا کمائین دین کی کرکے خسارتین

غفلت کا کر علاج کہ اصل مرض ہے یہ
تیرا ہی کچھ بھلا ہو ہماری غرض ہے یہ

غفلت نہ ہو تو کینہ وبغض وحسد نہ ہو — جھگڑا نہو لڑائی نہ ہو رد وکد نہ ہو
بھائی کے پیٹھ پیچھے کبھی ذکر بد نہ ہو — انسان مشارکِ صفتِ دام ودد نہ ہو

غفلت سے اس جہان مین سارا فساد ہے
غفلت کو آؤ مار ہٹائین جہاد ہے "

یہ لوگ بھی مسلمان کہلاتے تھے اور دعویٰ اسلام کا رکھتے تھے اور حجت بھی اپنے پاس بتلاتے تھے یزید پلید کو خلیفہ برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی سمجھتے تھے بے حجت اپنے کو نہین جانتے تھے۔

اُنکے نزدیک باغبانی رسول اللہ کو اُجاڑنا اور اسطرح سے برباد کرنا کوئی جرم نہین تھا اپنے عندیہ مین وہ فرض ادا کرتے تھے اور اپنی مذہبی پیشوا کی اعانت کررہے تھے۔

دُنیا مین کوئی فریق اور کوئی مذہب کا آدمی ایسا نہین ہے جو اپنے زعم مین کوئی حجت نرکھتا ہو ہر کس بخیال خویش خبطے دارد " (۱) كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ؕ

واہ رے یہودی تیری فطرت بل بے صفائی تیری صنعت کہ تیرے ایک کرشمہ نے طلسم حیرت سب کو بنا دیا باوجودیکہ تجھکو فوت ہوئے دراز عرصہ گذرا مگر تیری تجویز اور صنعت مین مطلق فتور نہین آیا یَوْمًا فَیَوْمًا تیری حکمت کی تائید تیرے کلمہ کی تقلید جاری ہے اطراف عالم مین تیرا قانون اپنا عمل کررہا ہے اور اوسکے فرمانبردار یک قلم غرق دریائے طلسم ہورہے ہین جنکو

(۱) ہر گروہ اپنی حالت مین خوش ہے "

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

وہ فوراً بول اُٹھے گا کہ اسلام مین کہنڈت اسی یہودی نے ڈالی اور یہ منافق تھا اور اسنے اسلام کو
کو برباد کرنے کی نیت سے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا تھا۔
چونکہ اسلام رسالت کا خاتمہ کرچکا تھا اس سے رسالت کے مسئلہ مین جب اُسکو کوئی قابو نہ ملا تو امامت
کے مسئلہ کو یہود و نصاریٰ کے عقیدۂ رسالت کے موافق مسئلہ رسالت قرار دیا جس سے وحدانیت
رسالت یک قلم درہم برہم ہوگئی۔ یہی مذہب کے دو بڑے اصول تھے جنکو اُسنے خراب کر دیا۔
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ان بہکے ہوئے اور دام فریب مین آئے ہوئے لوگون کو خود حضرت
علی کرم اللہ وجہ نے ہرچند فہمایش کی مگر یہ کسکی سُننے تھے جیسا کہ طبری مین لکھا ہے "وپس علی
رضی اللہ عنہ آن مردمان را بسیار پند داد و نصیحت کرد"
انکو ایسی گھونٹی نہین پلائی گئی تھی جسکا اثر اُنکے سینہ سے دور ہو جاتا۔
آخر کار یہ لوگ اژدہام کرکے مدینہ طیبہ مین حج کے بہانہ آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کو نہایت بے رحمی سے بلوہ کرکے شہید کیا" ان للہ وانا الیہ راجعون"
سب سے پہلے یہی لڑائی اور یہی خون اسلام مین مسلمانون کے ہاتھہ سے ایک مسلمان کا ہوا۔
اور اختلاف اور نااتفاقی کے دریائے ناپیدا کنار کا دہانہ کہلگیا۔ اور وہ آگ لگی جسکے شعلون کی
بھڑک تمام عالم مین پہنچی یہی وہ لڑائی تھی جسنے اسلام کو رنگ برنگ کے الزامون سے معمور کیا اور
اور یہی وہ غدر تھا جس نے بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جُدا کر دیا اسی نے مسلمانون
کے فتوحات کے سیلاب کو روکا اور اسی نے دیگر مذہب کے آدمیون کو اسلام مین آنیسے ٹوکا
اسی خون کے وبال نے مسلمانون کو محتاج اور ذلیل بنایا اور اسی نے مومنون کو مردود ادر گاہ
کہلایا۔ اسی اختلاف نے خدا و رسول پر قسم قسم کے اتہام لگائے اور اسی نے یہود و نصاریٰ
اور مشرکین کے عقیدے مسلمانون مین پہیلائے اسی نے امامون کو نبی بنایا اور اسی اختلاف
نے بندون کو خدا کہلایا۔
اسی خون نے اہل بیت عظام کا قتل مسلمانون کے ہاتھہ سے کرایا اور اسی نے کسی کو سُنّی
اور ناصبی اور کسی کو شیعہ اور رافضی بنایا۔
اسی خون نے مسلمانون مین خون کے دریا بہا دئے اور اسی نے سارے اختلاف اسلام
مین پہیلائے اب اسکی تشریح ملاحظہ ہو کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہ جو مسلمانون کے اتفاق

ازشیعت علی ست و با عثمان رضی اللہ عنہ بداست او را برکردند واین مذہب را بر و آشکار اکشودند و و را بدان خواندند عمار اجابت نکرد گفتند ما توانیم کہ بمدینہ شویم و عثمان را خلع کنیم و علی را بہ نشانیم کہ او برحق است عمار را این سخن خوش آمد و با یشان در مصر بنشست و خویشتن را آشکارا کرد تا با یشان مشورت کندے"

یہ ہے اسلام کے نفاق کا خاکہ جسنے اسلام کی گہر گہر خاک اُڑائی ہے اور خدائی دین کو لہو ولعب اور بازیچۂ طفلان بنایا گیا ہے۔

طبری کے بیان سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہ چنگاری اسلام مین ابن سبا یہودی نے ایسی چھوڑی کہ جس سے تمام خرمن اسلام جلکر خاکستر ہوگیا اور امن و اتفاق کچھہ ایسی گھڑی سے رخصت ہوا جس کا مُنھہ دیکھنا مسلمانونکو پہر نصیب نہوا۔

وہ دین جبپر مسلمان فخر و مباہات کے ساتھ سورہ فتحنا کی آیت اپنی فتوحات اور ترقیات پر پڑہکر وجد مین آتے تھے آب اُنکی شامت اعمال کے سبب اُسی قرآن کی اس آیت نے یہ ظاہر کر دیا" ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" یہ اس سبب سے ہی کہ اللہ جلشانہ جو نعمت کسی قوم کو دیتا ہے اوسکو وہ واپس نہین لیتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہین بدلتی۔

اگر مسلمان اپنے طریقہ اپنے عقیدے اپنے دلون اور اپنی نیتون اپنے اعمال مین تغیر تبدل کچھہ نہ کرتے اور اُسی ایک طریق پر جسکی اونکو ابتدا سے ہدایت ہوئی تھی اور جسکا عمل ورآمد تیئیس برس کی تعلیم الٰہی اور پچیس برس کے صحابہ کے برتاؤ سے چلا آتا تھا قایم رہتے اور اُس مُفتری اور فسون ساز کے سحر سامری مین مبتلا نہوتے تو اسلام کی شان و شوکت مین کبھی فرق نہ پڑتا اور کوئی قوم بھی دُنیا مین انکے مقابل نہ ہوتی۔

ناظرین۔ خیال فرمائین کہ جن لوگون نے اتباع یہودی مذکور کا کیا اور اسکے دام فریب مین آگئے وہ اسلام کے سوا کسی دوسرے فرقے کے لوگ نہین تھے اور خلافت کے معاملہ مین اُنکو دھوکا ہوا یا نہین اور صراط مستقیم اور سچے عقیدے سے اُنھون نے تجاوز کیا یا نہین اور جو لوگ اُن لوگون کی تقلید پر جان دیتے اور اڑے ہوئے ہین وہ کون مسلمان ہین!!!!

یہ وہ واقعہ ہے جسکی کوئی غیر فرقہ کا آدمی بھی تردید نہین کر سکتا جو اسلام کی تاریخ دیکھے گا

راباز نتواند کرد کہ این جور ایشان بروارم ولیکن ایشان را ازین کار منکر نہی کنیم وبدین سخن این خواست تا خلق را بر کارداران عثمان رضی اللہ عنہ دلیر کند تا ایشان را سر دگویند ونہی کنند ومردمان را این خوش آمد وخلقے او را متابعت نمودند برجعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبامامت علی رضی اللہ عنہ مقر آمدند وعثمان رضی اللہ عنہ را مخالفت نمودند واین مقالت را پنہان داشتند وبظاہر برامر مراجعت ونہی میکردند واز ہمہ عمال عثمان رضی اللہ عنہ عبد بن سرح ستمگارہ تر بود پس مردمان بہر جای نامہ کردند واز عبد اللہ گلہ کردند ومتفق شدند کہ عثمان رضی اللہ عنہ را خلع کنند وخلیفتے از وے بازتانند وکسے کہ از وے احق تر بود بباید نشاندن۔ ویہ ہیچ نامہ نام علی کرم اللہ وجہہ را نبردند ولیکن غیبت عثمان رضی اللہ عنہ را می گفتند وآن کارداران او دیدند کہ نامہا بر ہمہ شہرہا پیوستہ شد وبدین بیعت اندر وعدہ نہادند کہ بفلان بفلان روز از ہر شہرے گروہے بمدینہ آیند وعثمان رضی اللہ عنہ را خلع کنند ویکے از یاران پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بنشانند یا علی ویا زبیر ویا طلحہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وہیچکس نام معاویہ را نبردو نہ او امید داشت ولیکن بکروز معاویہ با کعب نشستہ بود کعب گفت من اندر کتب چنین یافتہ ام کہ او را بکشند واین کار از و برود۔ معاویہ گفت کاشکے من دانستم کہ از پس او کرا بود تا آن کس را خدمت کنم ونرمی نمایم کعب گفت این کار پس از تو تر ا بود معاویہ گفت درست میگوئی ولیکن پس از تو فتنہ وخون ریختن شود معاویہ آن روز طمع در افگند۔

پس مصریان وکوفیان وبصریان بہر شہرے نامہ کردند وبمدینہ از ہر سوے نامہ کردکہ گروہے ازین شہرہا نامہ نوشتند وتدبیر کردند کہ بمدینہ آیند وہمی گویند کہ مناظرہ کنیم با عثمان رضی اللہ عنہ وخبر اندر مدینہ افتاد کہ مردمان از ہر شہرے ہمی آیند محمد بن طلحہ بن عبد اللہ با عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دوست بود او را گفت چنین وچنین خبر ہست عثمان رضی اللہ عنہ گفت کاشکے خداوندان عقل بیایند یا سفہا۔ اگر عقلا آیند کار آسان بود زیرا کہ حجت بدست من واگر سفہا بے عقل آیند کار دشوار ست محمد بن طلحہ گفت بہر شہرے جاسوسے بفرست تا بنگر ند کہ کدام گروہ ہمی آیند عثمان رضی اللہ عنہ بہر شہرے جاسوسے بفرستاد۔ برفتند وخبر باز آوردند ہمہ علمائی آیند وہم سفہا وامیران شہرہا ہمی گویند کہ ما حج میرویم نخست گور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را زیارت کنیم وعثمان رضی اللہ عنہ را حق بگزاریم وہمہ جاسوسان باز آمدند مگر عمار بن یاسر زیرا کہ او چون بمصر شد مردمان ہمہ مذہب رجعت داشتند ودعوی شیعت کردند وعثمان رضی اللہ عنہ را کافر ہمی خواندند وچون عمار را بدیدند بشناختند ودانستند کہ او

نفاق اسلام

یہ توسب جانتے اور تسلیم کئے ہوئے ہین کہ اسلام ایک ہی طریقہ پر نازل ہوا تہا اور ایک ہی طریقہ پر اسکے بانی نے اُسکی تعلیم دی تھی اور وہ تعلیم کوئی خفیہ یا پوشیدہ طور سے نہین دی گئی تھی نہ ایسی فریب آمیز کارروائی کی گئی تھی کہ ظاہر کچھہ ہو اور باطن کچھہ۔ نہ اپنے اور بیگانے کے عام وخاص ہونے کی کوئی قید تھی سب کو اُسی ایک طرز پر سدھایا گیا تہا اور کسی طرح کی رُو رعایت اور خوف وزحمت کا لحاظ و پاس یا اندیشہ نہین کیا گیا تھا۔

جملہ عقائد اور روزہ نماز۔ حج۔ وزکوٰۃ وغیرہ کا ایک ہی طریقہ تھا۔ اور اس سے بھی کوئی فرقہ اسلام کا انکار نہین کرسکتا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تا آخر زمانۂ خلافت خلیفہ سوم۔ وہ اسی ایک طریقہ پر رہا اس سے پہلے مخالفت کا ظاہر ہونا نہین پایا جاتا۔

اُن مرتدین سے بحث نہین ہے جو فرقے خود حیات سرور کائنات مین یا خلیفۂ اوّل کے وقت مین مرتد ہو گئے تھے جن کی سرکوبی بہت جلد لشکر اسلام نے کردی اور نام و نشان اُنکا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

خلیفۂ سوم کے زمانے مین ایک شخص یہودی عبد اللہ بن سبا یمنی صنعانی جو اپنے مذہب کا علامہ اور بڑا متعصب اور دیگر مذاہب کا بھی واقف کار تھا اور حیلہ اور مکر مین سحر سامری بھی اُسکے سامنے ہیچ تھا اور فریب دہی اور جعل سازی مین پولوس[1] کا بھی اوستاد تھا۔ اسلام کی

(۱) پولوس۔ ایک یہودی عالم تھا نصارا اور یہود مین بڑی خونریزیان ہوتی تہین۔ اسنے اپنے بادشاہ سے اپنا منصوبہ ظاہر کرکے اپنے ہاتھ پاؤن کٹوائے بادشاہی آدمیون نے نصاریٰ کے ملک مین اوسکو ڈال دیا۔ وہان اسنے اپنے کو عیسائی ظاہر کیا سب عیسائی اسکے معتقد ہو گئے اور سمجھے کہ عیسیٰ نے حلول کیا ہے یہ ظاہر مین نہ کہاتا کہاتا تہا اور نہ حوائج ضروری کرتا تہا جب اسنے اپنا سکہ اونکے دلون پر جما لیا تو اپنے اقوال سے تمام مذہب عیسوی کو خراب کردیا اور اختلاف مذہب مین ڈال دیا اور اسکو بعد مین یہودی خفیہ اوٹھا کر اپنے ملک مین لیگئے عیسائی اسکو پولوس مقدس کہتے ہین دیکھو دفتر اول مثنوی مولانا روم

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

	[illegible] [illegible]	
[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]
	[illegible] [illegible]	
[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]
	[illegible] [illegible]	
[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]
	[illegible] [illegible]	
[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]
	[illegible]	

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا[1]
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا

خلیلؑ ایک معمار تھا جس بنا کا
کہ اُس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ کا تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا +

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا
یہ عزّیٰ[2] پہ وہ نائلہ پر فدا تھا

کسی کا ہبل[2] تھا کسی کا صفا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران[3] کی چوٹیون پر +

چلن[4] اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ
فسادو نین کٹتا تھا اونکا زمانہ

ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بے باک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے

سُلجھتے نہ تھے جو جھگڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا

[1] اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنائے حضرت سلیمان علیہ السلام یعنی بیت المقدس سے ۹۹۵ برس پہلے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا۔ [2] ہبل۔ صفا۔ عزیٰ۔ نائلہ چارون بتون کے نام ہین انکے سوا لات منات آساف وغیرہ وہ بہت سے بت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلے کے ساتھ مخصوص تھا۔ [3] فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے اس شعر مین اُس شہادت کی طرف اشارا ہے جو کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰؑ نے توریت مین اور حبقوقؑ نے اپنی کتاب مین دی ہے اس بشارت کے اُردو ترجمہ کے یہ لفظ ہین کہ "خدا وند سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اُسکے دائین ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" توریت کتاب پنجم باب ۳۳ کوہ سینا کو موسیٰؑ سے اور کوہ سعیر کو عیسیٰؑ اور کوہ فاران کو آنحضرتؐ سے تشبیہ دی ہے [4] ایام جاہلیت مین عرب کی قومین آزاد و خود مختار رہتین سکندر نے اگرچہ تمام مشرقی سلطنتون کو اپنا باجگذار بنا لیا تھا اور اُسکے جھنڈے کے نیچے بڑے بڑے شہنشاہون نے سر نیچا کر لیا تھا مگر عرب تک اُسکا ہاتھ نہ پہونچا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تین سو برس پہلے وہ خود مختار اور آزاد ہو گئے تھے اور ایک ہزار برس تک وہ کسی کے مطیع اور فرمانبردار نہین ہوئے۔ اسلام کے وقت مین وہ بڑے چالاک اور سواری مین طاق جنگ کے مشاق محنت کے عادی سفر کے شایق بدن کے قوی دل کے مضبوط مصیبت کے اوٹھانیوالے اور لڑائی کے آمادہ تھے صرف ایک رہنما کی کسر تھی کہ وہ اُنکی قوتون کو جو وحشیانہ اور خانگی لڑائیون مین صرف ہوتی تھی مذہبی اور ملکی ترقیات مین لگا دے چنانچہ جب نور محمدی نے اونکے دلونکو روشن کیا تو وہ خدا کی خلافت کے مستحق ہوئے اور جو وعدہ اُسنے کیا تھا وہ پورا ہوا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

		[illegible] [illegible]		
	[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]	
		[illegible] [illegible]		
	[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]	
		[illegible] [illegible]		
	[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]	
		[illegible] [illegible]		
	[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]	
		[illegible]		

ان مین سے جو لوگ بسبب ملاحظہ یا دیاد کے ساتھ ہوئے اونکو اون تاریک چاہون پر لا کر وہ
حالت زار اُن زخمیون کی دکہلائی اور یہ امر ذہن نشین کیا کہ اگر ان بیمارون کا علاج نہ کیا جائے
گا اور یہ انہین کنوئن مین پڑے رہین گے تو عجب نہین کہ تمہارے تہ خانے مین جو انکے پاس ہین
رفتہ رفتہ ایسے ہی ہو جائین۔ اور یہ سانپ بچہو جو اونکو کاٹ رہے ہین رخنے کر کے تمہارے تہ خانون
تک پہونچ جائین اِنکے علاج کی فکر کرنی چاہیئے۔ انکی ہمدردی اور غمخواری مین کمی کرنے سے
اپنی جان وآبرو کا نقصان کرنا ہے۔ اسطرح کے دم دلاسا سے انکو اپنی جانب مائل کیا اور یہ
تجویز کی کہ ایک شفاخانہ ان بیمارون کے واسطے ایک خاص مقام مین کہولا جائے تاکہ اُس مین
اِنکی دوادارو ہوتی رہے اور یہ چنگے ہو کر چلنے پہرنے لگین اور ان کنوئون سے باہر نکلین اور زمانہ
کے موافق اپنے اپنے کام مین مشغول ہون۔

چونکہ اُسنے خلوص نیت اور صدق دل سے یہ عزم بالجزم کیا تھا خدا نے اُسکی مدد کی
اور ۱۸۷۵ء مین اوس نے اس طرح کا **شفاخانہ علی علی کہکر علی گڈھ** کے مقام مین
کہولا جس مین اُن زخمیون کا علاج بڑی کدوکاوش سے ہو رہا ہے۔

یہ حاذق ڈاکٹر اُن مریضون کے زخمون کی مرہم پٹی کرنے اور اُن سانپ بچہوون کے مارنے
مین ہردم مشغول ہے اور ہماری یہ حالت دیکہکر آنکہون سے آنسو بہا رہا ہے اور ہاتھون سے دوادرمان
کرتا ہے اور پاؤنسے اُن سانپ بچہوون کو کچل رہا ہے۔ ہمارے جینے سے اوسکو مطلق ناامیدی
نہین ہے "**لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ**" سے ہمکو ڈہارس بندہاتا ہے اور ہماری
خاطر و مدارات کے لئے سب کے سامنے ہاتھ پسار رہا ہے اور جس سے جو کچھ ہاتھ آتا ہے
لیکر ہمارے لئے دوائین تیار کرتا ہے ہماری بدبختی اور شامت اعمال سے جو پتھر ہم پر برستے
ہین وہ اوسکو بھی لگ جاتے ہین مگر وہ انکی کچھ پروا نہین کرتا فوراً مرہم لگا کر پٹی باندہ لیتا ہے اور
ہماری تیمارداری مین اپنی مقدس پیشانی پر بل تک نہین لاتا نہ اوسکو اپنی ضعیفی کا خیال ہے نہ
کمزوری کا عذر مانع ہے اپنی جوان مردی سے ہردم مستعد اور کمربستہ ہے۔

بعض اوقات جو ہم ہذیان یا اشتداد مرض کے سبب بڑبڑاتے ہوئے اوسکو برا بہلا کہتے ہین
اور گالیان تک موہنہ سے بکتے ہین تو وہ نہایت تحمل اور بردباری سے لبیک لبیک کی آواز سمجہتا ہے
اور جواب مین روحی فداك کہکر ہمارے جسم پر دست شفقت پہیرتا ہے اور ہم کو سب طرح سے تسلی"

بہ طرح کے ست ادویہ کے نکالے ہین اور قسم قسم کے مرہم ان زخمون کے اُنکے پاس تیار ہین پہلے وہان جاکر اُنکے تجربے اور مطب دیکھئے اور چند نسخے مجرب سریع التاثیر ان بیچارے زخمی بیمارون کے واسطے وہان سے حاصل کیجئے کہ جس سے یہ سب بیمار دفعتاً اچھے ہو جائین۔

اسکے واسطے اُسنے ایک دور دراز کا سفر ۱۸۶۹ء مین کیا اور یہ بات اوسکو دنیا کے سرے پر جاکر ملی اوس نے وہان اون دانا اور نا تجربہ کار مسیح زمان حکیمون کے مطب دیکھے اور ادویہ کی ترکیب اور اونکا استعمال اور مرہمون کے خواص اور تاثیر اور جسام کی تشریح کو خوب ملاحظہ کیا۔

اگرچہ ایسے پر فضا اور دل کشا نواح کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا مگر از بس کہ اُن بیمارون کی بیتابی نے اوسکو بے چین کر رکھا تھا کھانا اور آرام کرنا بھی ناگوار تھا بہت جلد وہان سے مراجعت کی۔

لیکن جسقدر وطن قریب ہوتا جاتا تھا اسکا فکر بڑہتا جاتا تھا۔ کیونکہ جو نسخے ولایت مین ڈاکٹرون کے دیکھے تھے ان مین بکثرت سونے چاندی اور جواہرات کا کُشتہ تھا اور یہان کچھ بھی سرمایہ نہین تھا صرف اللہ کا نام تھا جس نے اوسکو یہ ہمت بندھائی تھی اور اتنی دور کا سفر کرایا تھا اوسی پر اوسکو بھروسہ تھا۔

آخر کار اسی تشویش کی حالت سے وہ وطن مین آیا اور اُن تہ خانے والے صاحبون کی جانب اس نے گشت کرنا اور چکر لگانا شروع کیا اون سوتے ہوؤن مین سے کسی کو ٹھنڈے پانی کا چھینٹا دیا اور کسی پر گلاب چھڑکا اور کسی کو پنکھا اپنے دست مبارک سے جھلنا شروع کیا اور کسی کو لخلخہ سونگھایا۔ اور کسی کا سر پکڑ کر اوٹھایا۔ اس مین بہت سے تو لڑنے کو مستعد ہوگئے اور سُرخ آنکھین کرکے واہی تباہی بکنے لگے اور ہزارون صلواتین اوسکو سنا کر پھر ویسے ہی سو گئے۔

مگر بعض اُن مین سے اوٹھے اور آنکھین کہول کر اونہون نے دیکھا کہ ایک معزز پیر دانا ہمارے سامنے کھڑا ہوا ہم کو شیرین آواز سے کہہ رہا ہے کہ اب اُٹھو باہر دن نکل رہا ہے تمام دنیا اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہے اور تم اسطرح پڑے ہوئے بے خبر سوتے ہو یہ سونے کا وقت نہین ہے۔ سونے کے واسطے بڑی مہلت ہے۔ قیامت تک سوتے رہوگے کوئی نہین اوٹھائیگا مونہہ ہاتھ دہو کر میرے ساتھ چلو تاکہ ہمدردی کے شہرون کا تماشا اور سیر دکھلاؤن۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

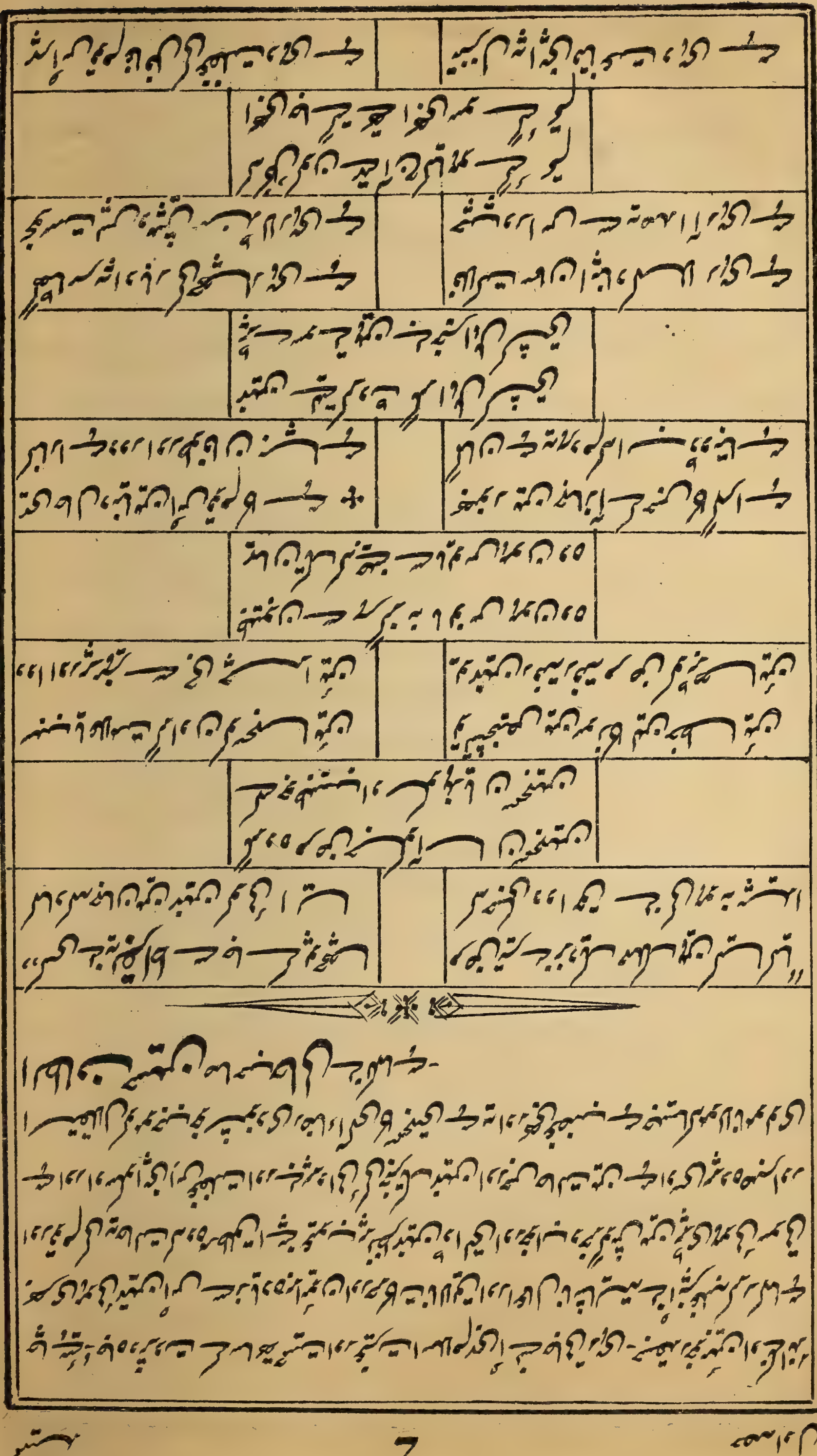
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد	بے دولتی از نفاق خیزد ”

اب نفاق پر غور فرمائیے کہ یہ کس چیز سے پیدا ہوتا ہے اس کی جڑ تعصب اور جہالت ہے - یہ
تعصب اس بلا کی چیز ہے کہ آدمی کو اندھا بنا دیتا ہے اور نور روشن مطلق نظر نہین آتا اسی کے
واسطے اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے ” اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلَالًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ
فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ،، اور اسی جہالت کی نسبت اسکے آگے فرمایا ہے ” وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ،، اور پھر اسکے آگے خاتمہ
فرمادیا ہے ” وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ “

پہلی دونون آیتون اور خاصکر پچھلی آیت کو دیکھکر طبیعت بالکل سرد ہو جاتی ہے اور مایوسی
نظر آنے لگتی ہے کہ جس حالت مین خالق مطلق نے یہ جہالت اور تعصب کا مادہ جیسا کہ ابو جہل
اور ابو لہب کے اندر تھا آدمی مین پیدا کیا ہے اور اُسکے واسطے اپنے نبی معظم کو صاف
ہدایت فرمادی کہ تو اونکو ڈراوے خواہ نہ ڈراوے جو لوگ جہالت اور تعصب کی زنجیرین جکڑے
اور بندھے ہوئے ہین وہ کبھی تیری باتون کا یقین نہین کرینگے - اور تیرا کہنا ہرگز نہین مانینگے -

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو تعصب اور جہالت سے پاک ہین وہی ہدایت پاوینگے جیسا کہ
قرآن کی پہلی آیت سے ظاہر ہے ” ذٰلِكَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ
الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ “

اس سے اور بھی زیادہ فکر پیدا ہوتی ہے کہ ہدایت یافتون کو ہدایت کی کیا ضرورت تھی وہ
تو خود راہ پر ہین اور جاہل متعصب جنکو راہ پر لانے کی ضرورت تھی اونکے واسطے ” خَتَمَ اللّٰہُ
عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ،، فرماکر ” سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ
الخ “ فرمادیا پھر کوشش اور سعی آدمی کی محض بیکار ہے -

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ نے تو کوئی بات باقی نہین رکھی جسکو واسطے روز ازل
مین بہشت لکھا گیا ہے وہ بہشت مین گل گشت کریگا اور جسکا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ وہان ضرور
پھینکا جائیگا - یہ قضاے مبرم اور قطعی فیصلہ ہے -

اسکے واسطے ہم اسی قدر عرض کرتے ہین کہ یہ علم تو اللہ جلشانہ کو اپنے بندون کی حالت کا ہی
کہ فلان شخص بہشتی اور فلان دوزخی ہے اپنے ہی علم کو بیان واسطے تسکین خاطر اپنے رسول کے

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلَیْہِ

اللہ مدد کرے پریشان ہین ہم — جنکی عزت نہین وہ انسان ہین ہم
بے زر ہین خراب وخستہ ناشاد ہین ہم — پوچھے کوئی کون ہو ؟ مسلمان ہین ہم

خدایا رنگ تاثیرے کرامت کن فغانم را
بہ موجِ اشک بلبل آب دہ تیغ زبانم را

منظور ہے گزارش احوال واقعی — اپنا بیان حسن طبیعت نہین مجھے

بہت کم آدمی دنیا مین ایسے ہونگے جو اللہ جل جلالہ کو خالق ارض وسما اور معبود حقیقی یقیناً نہ جانتے ہون۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی وغیرہ وغیرہ جسقدر فریق ہین سب کے

خدا کے فضل سے ملتا ہے لیس الخبر کالمعائنہ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔
خیالات ممتاز بیرونی خرابیان دیکھ کر لکھی گئی الہدی کی تالیف کا باعث اندرونی فساد
ہے جو ہمارے گھر مین ہو رہا ہے اور ہمارے بعض علما سخت مغالطون مین پڑے
ہوئے ہین اور دشمنون کو دوست اور دوستونکو دشمن سمجھے ہوئے ہین اور اصلی
مذہب اسلام سے جو اُسکے بانی نے قایم کیا تھا کوسون دور ہو کر مسلمانون کو اپنے ہم عقیدہ
بنانے کے درپے ہین۔

وہ مذہب جو مثل خط مستقیم یکتا تھا اُسکے ٹکڑے ٹکرے جا بجا ہو رہے ہین اور یہانتک
نوبت پہنچی ہے کہ جھوٹ سے سچ کو علیحدہ کرنا دشوار ہو گیا ہے اور پھر اُسکی سعی قوم
مین ہو رہی ہے اور اُسی دام فریب مین مسلمان مبتلا ہین۔

یہ اندرونی فساد محض حقیقت سے بے خبری اور غیر واجب مخالفت کے باعث واقع ہو
رہا ہے۔ الہدی مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دین اسلام کیا ہے اور اُسکے مقاصد کیا ہین
اور کیسے کچھ مغالطے اُسکے خراب کرنیکے لئے مفسدون نے دیئے ہین اور کتنی قربانیان اہل اسلام
کی اُس انقلاب اور اختلافات سے روئے زمین پر ہوئی ہین۔

ایک خدا اور ایک رسول اور ایک کلام اور ایک قبلہ کے ماننے والون مین کیا کیا عجیب
اختلاف واقع ہوئے ہین اور گھر کے گھر مین کیا پھوٹ پڑی ہے۔

منشا رتالیف اہل اسلام کو اصلی دین کی رہنمائی اور سبکو ایک پلیٹ فارم پر لانا اور خود غرض
اور فریب خوردہ ملاؤنکے دام تذویر سے محفوظ رکھنا ہے۔

یہ مانا کہ مسلمان ایسی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین کہ جنکی کڑیان فولاد کی ہین انکو
توڑ کر وہ ایک جماعت نہین ہو سکتے لیکن قومی امور مین تو ایک انجمن کے شامل ہو
سکتے ہین اگر وہ اب ایسا نہ کرینگے تو اپنے ہاتھون سے اپنی تباہی کا باعث ہونگے۔

بزرگ فرقہ اہل تشیعہ کے محدثین اور علما کا جو پایہ اور ماخذ ہے وہ اہل تشیعہ کی معتبر
کتب سے وضاحت کیساتھ لکھا گیا ہے اسیطرح جسے اہل تسنن کے راویون اور اماموںکے
مدارج کی تفصیل کیگئی ہے۔ اہلحدیث کے عقائد اور عامل بالسنت ہونے کی تشریح کافی
اِس کتاب مین موجود ہے۔ نئی روشنی والے جنکو مسلمان نیچری کہتے ہین اُنکی بحث معجزات

مین ایک عالم غرق ہوتا چلا آیا ہے ایسے لوگ دین سے بے خبر اور خیالی تکّے چلانے والے ہین وہ نہین جانتے کہ مذہب کیا چیز ہے اور اُس کے کیا اصول ہین اور انکو کسدرجہ اُسکی ضرورت لاحق ہے۔

ایسے لوگون کے خبردار کرنے کے لئے راقم نے ایک کتاب خیالات ممتاز شایع کی جسکو بارہ برس ہوئے۔ خیالات ممتاز ہندوستان اور افغانستان اور بلوچستان اور امریکا تک پہنچی ہے اور اُس کے واسطے بعض صحاب کے خطوط آئے کہ اس کا ترجمہ انگریزی مین کراکے یوروپ اور جاپان بہیجا جائے۔ ہندوستان کے معزز اور نامی اخبارون نے جو اُس کے ریویو لکھے ہین اُن کی بجائے خود مستقل کتاب ہوگئی ہے اور اُس کو اعلیٰ درجہ کی تالیف مین جگہہ دی گئی ہے۔

اہل مدراس نے اُسکا ترجمہ اپنی زبان مین کراکے سات سو جلدین اپنے مُلک مین شایع کی ہین اور کئی سو جلدین علی گڈہ کالج نے خریدی ہین۔

خیالات ممتاز مین مذہبی عقیدہ کو حال کے خیالات کے موافق بہت تفصیل کے ساتھ منکشف کیا گیا ہے اور دُنیا کو دکھایا ہے کہ مذہب کیا چیز ہے اور انسان کو اُسکی کسقدر ضرورت ہے اور وہ منجانب خداوند تعالیٰ سے ہے یا آدمیون کی عقلونکا ذخیرہ اور کونسا مذہب دُنیا کے مذاہب مین سچّا اور پختہ ہے جسکے قبول کرنے سے نجات کا کلی یقین ہوجاوے اور وہ کسوٹی کیا ہے جس پر مذاہب کو پرکھا جائے۔

اسکے واسطے یہ امر روشنی مین لایا گیا ہے کہ مذہب خدا کا فرمودہ ورڈ آف گاڈ (خدا کا قول) ہے اور یہ امر حجاب مین پوشیدہ ہو اور سب اہل مذاہب دعویٰ کرتے ہین کہ ہمارا دین خدائی دین ہے ورک آف گاڈ (خدائی فعل) سب کے پیش نظر ہے جسمین کسیکو کلام نہین خدا کا فعل اور خدا کا قول ایک ہونا چاہیئے تو جو قول خدا کے فعل سے ملتا ہے وہی اصلی مذہب خدا کا بنایا ہوا ہے اور وہی قابل تسلیم اور لایق اطمینان ہے۔

قانون قدرت جس سے مخلوقات پیدا ہوئی ہے اور ہوتی ہے خدا کا فعل ہے اسپر جملہ مذاہب مروجہ معروفہ کو پرکھا گیا ہے یہی کسوٹی ہے۔

برملا اعلان کیا گیا ہے کہ دلائل سے قطع نظر کرو آنکھون سے دیکھو لو کہ کونسا مذہب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

	[illegible]	
	[illegible]	

[illegible]

وہ ہر کس و ناکس کی محتاج ہو رہے ہین ایسے ہی گدا گر انسے تیار ہونگے جنکی قوم میں افراط ہے۔

دست گلچین قتل عام لالہ و گل می کند
باغبان در صحن گلشن مست خواب افتادہ ست

یہی غرض اس تالیف کی لاحق ہوئی ہے کہ قوم کو جتایا جاوے کہ تمھارے علما جنکو تم دینی رہنما سمجھے ہوئے ہو وہ تم کو سواد الوجہ فی الدارین کے گرداب مین اپنی گذر کے واسطے ڈالنا چاہتے ہین جب تک تم خود بیدار نہ ہوگے اور اُن کے طلسم سے اپنے کو محفوظ رکھہ کر دنیوی کوشش نکروگے نہ تمکو فروغ ہوگا نہ اسلام کو عروج۔

میری یہ غرض نہین ہے کہ دینی تعلیم سے روگردانی کی جائے اور دُنیا کے حصول مین مسلمان غرق رہیں۔ دینی تعلیم مقدم اور لازمی ہے ندوۃ العلما۔ ہدایت الاسلام اور حمایت اسلام اور دینی مدارس ہمارے لئے بسا ضروری ہین لیکن نہ اس طرح سے کہ سب جداگانہ کارروائی کر رہے ہین اور اپنی اپنی کھچڑی علحدہ علحدہ پکار رہے ہین ایک مکان تعمیر نہیں ہونے پایا کہ دوسرے کی فکر درپیش ہے۔

ان سب کا ایک مرکز ہونا چاہیے اور اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان علی گڈہ کالج کو جہان تک ممکن ہو یونیورسٹی بنائین اور اُس کو اپنا مرکز قرار دین کیونکہ سب اطراف کے مسلمان اس کالج کے حامی ہین اور پہلے خیالات جو اُس کے خلاف تھے اُن مین اصلاح ہونے لگی ہے۔

یہ انجمنین اور مدارس اور دار العلوم علیگڈہ کالج کے تابع ہون اور خیرات جو مسلمان روزمرہ کرتے ہین اور زکواۃ جو وقت پر دیتے ہیں اسکا کافی انتظام کیا جائے کہ بے موقع خرچ نہ ہو تو یہ مراد جلد حاصل ہو سکتی ہے۔

یونیورسٹی ہونے سے ہماری تعلیم آزاد ہو جائے گی اور اب ہم جو دوسرون کے محتاج اور تابع ہو رہے ہین اُس سے نجات ملے گی اور علی گڈہ کالج کے منتظم جب روپیہ کافی اپنے ہاتھہ مین دیکھین گے تو وہ قوم کے لئے انجنیئری۔ فیکٹری اور ٹیکنکل کے مدرسے اور کارخانے آپ کھولدین گے جس سے یہ مردہ قوم بہت جلد زندہ ہو کر اُٹھہ کھڑی ہوگی۔ اور یہ محتاجی جو چارون طرف چھا رہی ہے یک دم جاتی

اور دن بدن ابتر حالت ہوتی چلی گئی۔
کسی کی نظر اس طرف نہین گئی کہ ہمارے اِن مدارس کے طلبا کا انجام کیا ہوگا اُنکو بعد تعلیم کہان جگہہ دی جاوے گی۔
مولوی ہوئے فاضل ہوئے لیکن جب آگے کہین راستہ نہین ملا اور حوائج ضروری نے مجبور کیا اور روٹیون کی فکر پڑی تو یا تو موقع پاکر مدرسے جاری کئے یا مسجدونکی تعمیر کی بہانہ سے شکم پُری کی اس سے گذارہ نہ ہوا تو واعظ اور مولود خوان یا مرثیہ خوان اور ذاکر بنے اور دینی پیرایہ مین مذہبی رخنہ اندازی شروع کی جس سے قوم مین ایک جدید تحریک پیدا ہوئی اور باہمی مقابلہ اور تفرقہ کا آغاز ہوا قوم سے دُنیا کی وجاہت تو رخصت ہو ہی چکی تھی فرقہ بندی سے مذہب بھی خراب ہوا۔ اور مُسلمان خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو گئے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔
جن علما نے مدرسے جاری کئے تھے اگر اُن کے ساتھ کے ساتھ متفقہ کوشش سے صنعت اور حرفت کے کارخانے وہ کہولدیتے تو وہ ہرگز گورنمنٹ یا کسی کے دست نگر نہ ہوتے اور ہر پیشہ اور ہُنر مین نمایان ترقی کرتے لیکن یہ کسی نے بھی نہین کیا اور نہ زمانہ کی رفتار پر نظر کی۔
اِس مین شک نہین کہ عام تعلیم جس کی گورنمنٹ دعوت دیتی تھی نہایت ناقص اور مُلک کے لئے چندان مُفید نہ تھی بجز اس کے کہ گورنمنٹ کو ملازمت کے لئے سہولیت ہو اور نادان پہلی حالت کا مقابلہ حال کی گورنمنٹون سے کرکے متعصب ہوجائین اور ہندو اور مسلمانون مین نقیض بڑہے اور کوئی فائدہ نہ تھا مگر مُلک تمام ملازمت پر ٹوٹ پڑا اور ہندوستان کی صنعت اور حرفت کے قیام کا کچھہ انسداد نہین کیا۔
غضب یہ ہے کہ ابھی تک وہی حال چلا جاتا ہے کہین تعلیم کے مدرسے جاری کئے جاتے ہین کہین انجمن ہدایت اسلام۔ حمایت اسلام۔ حامی اسلام۔ اور ندوۃ العلما وغیرہ قایم کر رکھی ہین اور اُنکو دیکھہ کر دوسرے لوگ مدرسے جاری کرتے ہین جن کا مآل کار بھی وہی ہے جو پہلون کا ہوا ہے۔
یہ کوئی نہین دیکھتا کہ جیسے پہلے مدرسون کے اجرا سے مُفلس تیار ہوئے اور وہ

صفحہ	مضامین
۲۱۲	ترک تقلید موجب نفاق ہے۔
۲۱۳-۲۱۸	ترک تقلید بڑا فتنہ ہے۔
۲۱۹	غیر مقلدی خلاف حدیث و قرآن ہے۔
۲۲۰	مذہب اہل سُنّت والجماعت تقلید مین محدود ہے۔
۲۲۱-۲۲۲	اجماع اُمت ہمیشہ کے لئے حُجّت ہے۔
۲۲۳-۲۲۵	غیر مقلدین مولوی نذیر حسین اور نواب صدیق حسنخان کے مقلد ہین۔
۲۲۶-۲۲۹	فقہ اور اجتہاد کی بنیاد عہد نبوت مین ہی قایم ہوگئی تھی۔
۲۳۰-۲۳۱	غلط فہمی۔
۲۳۲	غیر مقلدین کی نسبت علما اہل تسنن کے خیالات۔
۲۳۳	تحفہ اثنا عشریہ۔
۲۳۴-۲۳۹	محبت اہل بیت۔

صفحہ	مضامین
۲۴۰	خلاصہ پہلے بیان کا۔
۲۴۱-۲۴۴	ائمہ مجتہدین کی تقلید کوئی جدید امر نہین ہے۔
۲۴۵-۲۴۸	علیحدہ علیحدہ جلسونکے ہونے مین ناکامی کی صورت ہے۔
۲۴۹	سب اسلامی انجمنونکو ایک انجمن کے تابع ہونا چاہیئے۔
۲۵۰-۲۵۳	اسلام کا منشا ہی تقلید معیّن کا ہے۔
۲۵۴-۲۵۵	غیر مقلد خلاف قرآن وحدیث ہین۔
۲۵۶	غیر مقلد انتظام دین کو بگاڑنا چاہتے ہین۔
۲۵۷-۲۶۹	فیصلہ آسمانی۔
۲۷۰-۲۷۱	غیر مقلد سُنت والجماعت سے بالاتفاق علحدہ ہین۔
۲۷۲-۲۷۵	غیر مقلدین کے لئے ہدایت نامہ
۲۷۶	سواد اعظم وہی تقلیدی فرقہ ہے۔

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۵۰	اسلام کی پہلی حالت۔	۲۲۷-۲۲۶	بحث تقدیر۔
۱۵۳-۱۵۱	علماے حال۔	۲۲۸	کج فہمی۔
۱۵۵-۱۵۴	ابن سبا کی چالاکی۔	۲۳۰-۲۲۹	اختلاف۔
۱۵۶	فطرتی اختلاف۔	۲۳۱	بدعت۔
۱۶۰-۱۵۷	بحث خلافت۔	۲۳۷-۲۳۲	مسلمانون کا طرز زندگی۔
۱۶۳-۱۶۱	تعصب۔	۲۴۲-۲۳۸	مسلمانون کی سوء فہمی۔
۱۶۹-۱۶۴	بحث خلافت۔	۲۷۱-۲۴۳	بحث تقلید۔
۱۷۲-۱۷۰	فرقہ وہابیہ۔	۲۷۲	علمار اسلام۔
۱۷۴-۱۷۳	صداقت صدیق اکبرؓ	۲۷۳	تقلید معین۔ بدعت نہین ہے۔
۱۷۵	حلیہ شمشیر۔		
۱۷۸-۱۷۶	بحث قرآن۔	۲۷۶-۲۷۴	مقلدین کا ہی فرقہ صراط مستقیم پر ہے۔
۱۸۵-۱۷۹	نبوت و امامت۔		
۱۸۶	فضیلت آئمہؓ۔	۲۷۹-۲۷۷	حال کے علما سے بچنا چاہیے
۱۹۹-۱۸۷	صدیق اکبر معہ فضائل۔	۲۸۰	تقلید سے دین کا انتظام ہے
۲۰۱-۲۰۰	انقلاب زمانہ و تحریف کتب آسمانی	۲۹۰-۲۸۱	صحابہؓ کے بعد امام اعظمؒ کا درجہ ہے۔
۲۰۲	تفسیر نیچری۔		
۲۰۴-۲۰۳	تفسیر نبوی۔	۲۹۶-۲۹۱	علم حدیث۔
۲۰۶-۲۰۵	خیالات سرسیدؒ۔	۳۰۰-۲۹۷	حدیث کے موافق مقلدین کا مذہب ہے۔
۲۰۸	بحث معجزہ۔		
۲۲۱-۲۰۹	تفسیر سرسید مرحوم۔	۳۰۳-۳۰۱	حدیث۔
۲۲۳-۲۲۲	اسلامی اختلاف۔	۳۰۸-۳۰۴	فقہ۔
۲۲۵-۲۲۴	مذہبی پیچیدگی۔	۳۱۱-۳۰۹	دین کی غرض عبادت اور اتفاق کی ہے

فہرست مضامین المہدی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	تمہید۔	۹۳-۹۵	علمار اسلام کی جانفشانی۔
۱۸-۲۶	نفاق اسلام۔	۹۶-۹۸	محدثین کی تحققات۔
۲۷-۲۹	شہادت کبریٰ۔	۹۹	امام غائب۔
۳۰-۳۱	ابن سبا کی فتنہ پردازی۔	۱۰۰	نور محمدی۔
۳۲	نفاق اسلام۔	۱۰۱	بعثت نبوی۔
۳۳-۳۸	ہمراہیان حضرت امیرؓ۔	۱۰۲-۱۰۴	دعوت اسلام۔
۳۹-۴۰	حضرت اُم کلثوم رضؓ	۱۰۵-۱۰۶	علمار شیعہ۔
۴۱-۴۲	تقیہ۔	۱۰۷-۱۱۱	باقر مجلسی۔
۴۳-۵۸	خلافت صدیقہ۔	۱۱۲-۱۱۶	مذہبی اختلاف۔
۵۹-۶۰	باہمی نفاق کا اسلام پر اثر۔	۱۱۷-۱۲۰	خلفار راشدین۔
۶۱	مغالطہ۔	۱۲۱-۱۲۳	بحث خلافت۔
۶۲-۶۶	محدثین ومصنفین شیعہ۔	۱۲۴-۱۳۸	خلفا کی عظمت۔
۶۷-۷۵	ہمدرد قوم۔	۱۳۹	بحث خلافت۔
۷۶-۷۸	نوید جاوید۔	۱۴۰	محدثین کا افترا۔
۷۹-۸۰	ابن سبا کی دغابازی۔	۱۴۱-۱۴۳	مکائد شیعہ۔
۸۱-۸۵	علمار شیعہ۔	۱۴۴	اسباب نفاق۔
۸۶	اُصول سہ گانہ۔	۱۴۵	اوہام باطلہ۔
۸۷	باہمی نفاق باعث ہتک دین ہے۔	۱۴۶-۱۴۷	شرک فی الاسلام۔
۸۸-۹۲	علمار شیعہ۔	۱۴۸-۱۴۹	امرار اسلام۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

هٰذا خليفة اللّٰه المهدى

نالۂ بلبل شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

المهدی

اس کتاب مین یہ جتلایا گیا ہے کہ اسلامی فرقون مین کونسا فرقہ اسلام
کی اصلی حالت پر ہے،

مؤلفہ ہیچدان ازلی محمد ممتاز علی وکیل ابن مولوی نوازش علی

باراول یکہزار

(باہتمام خواجہ صدیق حسین)

مطبع اگرہ اخبار محلہ نئی کستی مین

وزیرالدین پرنٹر

20/-